بمطابق ترتیب ۱۱۰ جلدی نسخہ مع عربی متن و تخریج

جلد اوّل

بحار الأنوار

الجامعة لدرر اخبار الائمة الاطہار علیہم السلام

تالیف

العلم العلامہ الحجة فخر الامة المولیٰ

الشیخ محمد باقر المجلسی عليه الرحمة المتوفی سنہ ۱۱۱۱ھ

ترجمہ و تحقیق

آصف علی رضا (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مکتبہ احیاء الاحادیث الامامیہ
لاہور، پاکستان 868 3017691 (0) 92+

فہرست

مقدمہ مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد المصطفیٰ وعلی المرتضیٰ و فاطمۃ الزہرا والحسن والحسین واولادہٗ المعصومین حجج اللہ علیٰ خلقہٖ : اشھدان لاّ الٰہَ الاّ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشھدان محمّداً عبدہٗ ورسولہٗ واشھدانّ علیاً امیر المومنین ولی اللہ و اولادہٗ المعصومین حجج اللہ نعم الآئمۃ: اللّٰھم صَلّ علیٰ محمّدٍ وآلِ محمد وعجّل فرجھم:

امّا بعد! السلام علیکم :

خدائے غنی کی رحمت کا محتاج آصف علی رضا ابن غلام قاسم عرض کرتا ہے کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ تمام تعریفات اس ذات کے لیے سزاوار ہیں جس کی کمال ذات کی کوئی حد معین نہیں، نہ اس کے لیے توصیفی الفاظ ہیں کہ جس سے اس کی مدحت کا حق ادا ہو سکے، نہ اس کی ابتداء کے لیے کوئی وقت ہے جسے شمار میں لایا جاسکے اور نہ ہی اس کی کوئی مدت ہے جو کہیں پر ختم ہو جائے۔ نہ بلند پرواز ہمتیں اسے پاسکتی ہیں نہ عقل وفہم کی گہرائیاں اس کی تہہ تک پہنچ سکتی ہیں۔ کس قدر اعلیٰ وارفع ہے اس کی ذات کہ جس کی مخلوق محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جن کو اس نے براہِ راست خلق کیا۔ اور اپنا نور قرار دیا۔ یہی وہ ہستیاں ہیں جن کو اس نے اپنے امر کا حاکم (اولی الامر) بنایا پس یہ جو بھی کرتے ہیں اس کے امر سے کرتے ہیں۔ انہی ہستیوں کو اس نے اپنا کلمہ، اپنا ہاتھ، اپنا چہرہ، اپنی زبان، اپنے کان، اپنے باب قرار دیا اور باقی خلائق کو ان کا محتاج قرار دیا یہی وجہ ہے کہ ان کا ذکر اس کا ذکر ہے اور ان کی بیعت اس کی بیعت ہوتی ہے، ان کی طرف جانا اس کی طرف جانا ہے اور ان کو چھوڑ دینا اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ پس اللہ نے انھیں بالواسطہ مخلوق کے لیے وسیلہ قرار دیا ہے اور ہم انہی کے وسیلے سے اللہ کو پہچان سکے ہیں اور یہ وہ ہستیاں ہیں کہ جن کو مخلوق میں سے کسی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ تمام انسانی صفات سے اشرف وافضل اور اعظم واکمل صفت علم ہے کیونکہ یہ علم ہی ہے جو جہالت ونادانیوں کی تاریکیوں میں رہبری ورہنمائی کرتا ہے اور ضلالت وگمراہی کی تہوں سے بندہ کو آزاد کراتا ہے۔ یہ علم ہی ہے کہ جس کے طلبگار کے پاؤں کے نیچے ملائکہ ابرار کے مقدس پر بچھائے جاتے ہیں اور جس کے لیے پرندے ہواؤں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں استغفار کرتی ہیں۔ پھر یہ حقیقت بھی لاریب ہے کہ عندالتحقیق تمام علوم وفنون سے اشرف واوثق اور اعلیٰ وبالا حدیث کا علم ہے بلکہ ایک دقیق نگاہ رکھنے والا اہل علم ومحقق اکثر بلکہ تمام علوم کا اسی علم سے استفادہ کرسکتا ہے لہٰذا یہ علم اس قابل ہے

کہ عمر عزیز و نفیس اس کی تحصیل و تکمیل میں صرف کی جائے۔ بھلا یہ علم کیونکر ایسا نہ ہو جبکہ یہ ان ہستیوں سے ماخوذ ہے جو وجوب اطاعت و اتباع کے ساتھ مخصوص ہیں جو بالنص والا جماع علم کے تمام انواع و اقسام کے جامع اور ان پر حاوی ہیں جو ہر قسم کی خطا و خطل سے معصوم و محفوظ اور ہر قسم کے خلل و زلل سے منزہ و مبرہ ہیں۔ مبارکبادی کے لائق ہے وہ شخص جو اپنے قیمتی اوقات اور اپنے ایام و ساعات اس علم کی تحصیل و تکمیل میں صرف کرتا ہے اور اس کی خاطر بیداری کی تکلیفیں اُٹھاتا ہے اور اپنا آرام دہ بستر لپیٹ کے رکھ دیتا ہے اور اپنی سعی و کوشش کا مُنہ اس کی طرف موڑ دیتا ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے اس سے منہ موڑ لیتا ہے اپنے تمام مطالب و مقاصد میں اسی علم الحدیث کو اپنا عماد بناتا ہے اور اس پر کلی اعتماد کرتا ہے اور اسی کی طلب و تحقیق اور تلاش و جستجو میں اپنی تمام عمر عزیز صرف کر دیتا ہے پس وہ اپنے دل و دماغ کو اس علم کے عجیب و غریب باغات کی سیر و تفریح کراتا ہے اور اس کے حوضوں کے خوشگوار اور شیریں پانی سے اپنی علمی پیاس بجھاتا ہے اور اپنے دین و ایمان کے سلسلہ میں مضبوط ترین اسباب سے تمسک کرتا ہے اور معصومینؑ کے اقوال کو مضبوطی سے پکڑ کر ہر قسم کی خطا و لغزش اور ہر قسم کے شک و شبہ سے اپنے تئیں محفوظ کرتا ہے۔

اور ہاں! یہ علم ہی ہے کہ جس کے حامل کی عبادت دیگر عبادت گزاروں کی عبادت سے اور جس کے قلم کی سیاہی شہداء کے خون سے بروزِ محشر افضل و برتر ہوگی۔ پھر یہ حقیقت بھی لاریب ہے کہ علم کی ملکیت کا دعویٰ عوام الناس میں سے کوئی نہیں کر سکتا ہے، چاہے ظاہراً لوگ اسے بہت بڑا عالم ہی کیوں نہ سمجھتے ہوں، اور چاہے اس کے پاس بڑے بڑے سکول و مدارس کی کئی عدد ڈگریاں و اسناد ہوں کیونکہ یہ بات عام مشاہدے سے ثابت ہے کہ بہت سے ڈگریوں کے حامل اور ایک عرصہ اسکولوں اور مدرسوں میں پڑھنے والے علم سے محروم ہیں جب کہ بہت سے ایسے لوگ جن کے پاس کوئی ڈگری نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ کسی سکول اور مدرسے سے پڑھے ہوتے ہیں وہ علم کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علم کا مالک اختیارِ کُل رکھتا ہے کہ جسے چاہے عطا کرے اور جسے چاہے محروم رکھے، لہٰذا اگر کوئی شخص کچھ عرصہ کسی سکول یا مدرسے میں پڑھ کر کچھ ڈگریاں حاصل کر چکا ہے اور اس زعم میں ہے کہ بس وہ "عالم" ہے تو اسے حقیقت کی دُنیا میں واپس آنا چاہیے اور لوگوں کے سامنے ڈگریوں کا عالم مشہور ہونے کے بجائے علم کے مالک سے علم کی بھیک مانگنی چاہیے تاکہ تکبر کے راستے کو چھوڑ کر عاجزی کے راستے پر گامزن ہو سکے اور بے شک اللہ متکبرین کو پسند نہیں کرتا ہے۔

میں اکثر اوقات اپنی فکر و نظر اور اپنے قلم سے مطالبہ کرتا ہوں اور اپنے اشہب عزم و ہمت کو مہمیز کرتا ہوں کہ جب بھی کچھ لکھا جائے معصومینؑ کے اقوال کی تشہیر میں ہی لکھا جائے تاکہ ہر اس چیز میں جس میں کسی قسم کی غلطی اور لغزش کا خوف و خطر ہے اس میں صاحبان عصمت و طہارتؑ کی طرف رجوع کیے جانے

کے مواقع فراہم ہوسکیں اور تمام مطالب مہمہ میں انہی کے کلام حق ترجمان پر عمل کیا جاسکے۔ محض اس نیک مقصد کے پیش نظر میں نے کتاب الوافی کا اُردو میں ترجمہ کرنے کا بیڑا اُٹھایا تا کہ اس انتہائی اہم کتاب سے اُردو دان طبقہ براہ راست فائدہ اٹھانے کے قابل ہو جائے۔ ترجمہ کرنے میں اپنی مکمل قوت صرف کی ہے اور عمداً کوئی کمی نہیں چھوڑی ہے لیکن اس میں کامیابی کی حد کیا ہے یہ آپ کی پسند اور ناپسند پر منحصر ہے۔ اُمید ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ ہماری اس محنت و کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشیں گے اور ہماری نجات کا وسیلہ قرار دیں گے۔

کتب کے تراجم کی ضرورت واہمیت:

یہ بات کس قدر قابلِ افسوس ہے کہ ہمارے ہاں مترجم کتب کی بہت کمی ہے اور اس طرف بالکل توجہ نہیں دی گئی ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہوں گی لیکن ایک وجہ یہ بھی ہے کہ علماء کا ایک گروہ خود اس بات کا مخالف ہے کہ کتب کے تراجم کیے جائیں اور اس گروہ کا خیال ہے کہ کتب کے تراجم ہونے سے عوام الناس کو فائدے کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔ البتہ اس نظریئے کے مخالفین تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ میرے نزدیک مذکورہ نظریہ درست نہیں ہے بلکہ عوام الناس کو ان کی اپنی زبان میں کتب مہیا نہ کرنا ان کے لیے علم کے حصول کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تمام متمدن قومیں اپنے بزرگوں کی علمی کتابوں کے دھڑا دھڑ ترجمے شائع کر کے ابناء وطن کو ان سے استفادہ کرنے کے مواقع فراہم کر رہی ہیں۔ خود ہمارے برادران اسلامی اپنی صحاح ستہ، اپنی تفسیروں، تاریخوں اور سیرت وغیرہ کی علمی کتابوں کے تراجم کر کے ملک وقوم کے سامنے پیش کر چکے ہیں مگر کس قدر بدقسمتی ہے کہ ہماری قوم کی اکثریت صرف زبانی کلامی ہاؤ وہو اور نعرہ بازی میں لگی ہوئی ہے اور کوئی خاص قابلِ ذکر علمی کام نہیں ہو رہا ہے اور جو کام کیا بھی جا رہا ہے تو وہ بھی دنیا ودولت کو سامنے رکھ کر کیا جا رہا ہے اور جن کتب کے تراجم کیے جا رہے ہیں ان میں کتر و بیونت اور تحریف کی جا رہی ہے اور یہ ایک ایسا بیہودہ اقدام ہے کہ اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ چنانچہ ضرورت اور سخت ضروریات اس بات کی ہے کہ مرحوم اور زندہ علمائے حقہ کے ان علمی کارناموں کو جو دوسری زبانوں میں ہیں ان کے تراجم اپنی قومی زبان اُردو میں کر کے قوم کے سامنے رکھے جائیں اور ان کو براہِ راست ان صاف وشفاف چشموں سے سیراب ہونے کا زریں موقع فراہم کیا جائے'' تا کہ جو ہلاک ہو وہ دلیل کے ساتھ اور جو زندہ رہے وہ بھی دلیل کے ساتھ۔ اور بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے''۔ (الانفال: ۴۲)

مولف کا تعارف

پیدائش اور ابتدائی معلومات:

محمد باقر بن محمد تقی بن مقصود علی مجلسی، جو"علامہ مجلسی" اور"مجلسی ثانی" کے نام سے مشہور ہیں۔آپ سنہ ۱۲۳۷ہجری میں اصفہان میں پیدا ہوئے۔[1]

ان کی پیدائش صفوی سلطنت کے دور میں اور شاہ عباس اول کی بادشاہت کے آخری سال میں ہوئی۔ان کے والد علامہ محمد تقی مجلسی (مجلسی اول) ہیں جو اپنے زمانے کے نامور اکابرین اور مجتہدین میں سے تھے اور ان کی والدہ صدرالدین محمد عاشوری قمی کی بیٹی اور علم وفضیلت کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔[2]

یہ مجلسی دوم سے اور ان کے والد گرامی مجلسی اول کے نام سے مشہور ہیں اور دونوں ہی اکابر شیعہ دانشوروں میں شمار ہوتے تھے۔علامہ محمد باقر مجلسی نے عالم اسلام اور مذہب شیعہ کی گوناگوں اور بے شمار خدمت کی ہے۔آپ کی دینی اور ثقافتی خدمات میں سے آپ کی مختلف دینی موضوعات پر فارسی اور عربی زبان میں بے شمار تالیفات ہیں۔علامہ مجلسی (رح) کے والد مرحوم ملا محمد تقی مجلسی کے حوالہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:"ایک رات نماز شب کے بعد میرے اندر خوشی اور سرور کی کیفیت پیدا ہوئی۔اس حالت سے میں سمجھ گیا کہ خدا سے جو بھی مانگوں گا مل جائے گا۔اس کے بعد فکر کرنے لگا کہ دنیا و آخرت میں سے کونسی چیز خدا سے مانگوں۔اچانک محمد باقر کی گھوارہ سے رونے کی آواز آنے لگی۔میں نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا: خدایا! محمد (ص) وآل محمد (ع) کے صدقہ اس بچہ کو اپنے دین کا مروج اور سید رسل کے احکام کا نشر کرنے والا قرار دے اور اسے ان توفیقات سے کامیاب بنا جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔" اس میں شک نہیں کہ والد کی دعا اس بچہ کے حق میں قبول ہوئی۔

علامہ مجلسی (رح) نے علوم آل محمد (ص) کو احیاء کرنے میں اپنے اساتذہ کا راستہ اختیار کیا اور علوم عقلی کو چھوڑ کر روایات و احادیث کی بلند چوٹی کی طرف تیزی سے بڑھ گئے اور اس سلسلہ میں پہلا قدم کتب اربعہ کی درس و تدریس سے شروع کیا۔آپ نے اصول کافی اور تہذیب کی شرح کرنے سے صرف نظر کیا اور اپنے ایک شاگرد کو استبصار کی شرح لکھنے کی تشویق کی۔علامہ مجلسی نے اپنے زمانہ کے لوگوں کی ضرورتوں کے مطابق گوناگوں کتابیں تالیف کیں۔جب آپ نے محسوس کیا کہ علم نجوم کی ضرورت ہے تو"اختیارات" نامی

---

[1] اعیان الشیعہ،ج9،ص182۔ریحانۃ الادب،ج5،ص196

[2] الذریعۃ،ج1،ص151۔بحارالانوار،ج102،ص105

کتاب لکھی اور جب یہ محسوس کیا کہ معاشرہ خدا سے دور ہو رہا ہے تو آپ نے تہذیب اخلاق میں"عین الحیا"
نامی کتاب لکھی۔

علامہ مجلسی (رح) ایک ایسے عالم دین تھے کہ شیعہ تعلیمات کی نشرواشاعت، دینی آداب وسنتوں کی ترویج، دین سے منحرف فرقوں کے بارے میں اپنے نظریات بیان کرنے اور شیعہ حدیثی عظیم جوامع کوتشکیل دینے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کواپنا نصب العین قرار دیا اور اس میدان میں سرگرم رہے۔

علامہ مجلسی ایک ایسے دانشور تھے جو علم و دانش کے حصول کی راہ میں کبھی تھکتے نہیں تھے۔ آپ ہمیشہ تدوین، تالیف اور تحقیق سے انس ولگاؤ رکھتے تھے۔ آپ کے حصول علم کا شعلہ کبھی خاموش نہیں ہوتا تھا۔ علامہ مجلسی کو اکثر لوگ حدیث شیعہ کا عظیم احکیاء کرنے والا کہتے ہیں اور انھیں کامیاب مروج اور امامیہ کا بے مثال عالم ودانشور کہتے ہیں۔ انھیں یکتائے روزگار، الٰہی حقائق کے دریا کا شناور، شریعت کے پیچیدہ سائل کا روشن کرنے والا، نیکیوں اور فضائل کا جامع انسان، عالم ربانی، اخبار ائمہ کا خادم، خاتم المحدثین، جامع معقول و منقول، قرآن کے ظاہری اور باطنی حقائق کا کشف کرنے والا، اسلاف اور اخلاف کا سردار کہا جاتا ہے۔

خداوند عالم ان کو غریق رحمت کرے اور درجات کو بلند کرے اور ہم سب کو دین کا حقیقی خادم بنائے۔

آمین۔

مجلسی خاندان:

علامہ مجلسی کا خاندان حالیہ صدیوں کے انتہائی شہرۂ آفاق شیعہ خاندانوں میں سے ہے اور اس خاندان میں آج تک 100 سے زیادہ جلیل القدر اور بزرگ علما گذرے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ان کے دادا ملا مقصود علی بڑی شاندار مجالس پڑھا کرتے تھے یا یہ کہ انھوں نے اپنے اشعار میں اپنا تخلص مجلسی رکھا تھا اسی وجہ سے ان کا خاندان مجلسی کہلانے لگا اور اسی عنوان سے مشہور ہوا۔ [۱]

دوسری نقل یہ ہے کہ علامہ محمد باقر کے والد محمد تقی اصفہان میں مجلس نامی گاؤں میں رہتے تھے اس وجہ سے یہ خاندان مجلسی کے عنوان سے مشہور ہوا۔ [۲]

ان کے جد امجد مشہور حافظ ومحدث ابونعیم اصفہانی ہیں۔ آپ کے دادا ملا مقصود علی ایک پرہیز گار شاعر اور عالم فاضل سمجھے جاتے ہیں۔ [۳]

---

[۱] بحارالانوار، ج102، ص105۔

[۲] خدمات علامہ مجلسی، مکتب اسلام، سال 47، شمارہ 7، ص50۔

[۳] بحارالانوار، ج102، ص105۔

ان کی دادی محدث بزرگوار شیخ کمال الدین درویش محمد بن شیخ حسن نطنزی اصفہانی کی بیٹی تھیں۔ ملا محمد باقر کے دو بھائی میرزا عزیز اللہ مجلسی اور ملا عبداللہ مجلسی تھے اور محدث نوری (میرزا حسین نوری) نے ان دونوں کی مدح کی ہے۔ آمنہ بیگم علامہ مجلسی کی نامی گرامی ہمشیرہ ہیں جو اپنے زمانے کی عالمہ خواتین میں سے تھیں اور ملا صالح مازندرانی کی شریک حیات تھیں۔ [1]

علمی مقام ومنزلت:

علامہ مجلسی من جملہ ان بزرگوں میں سے ہیں جو ایک جامعیت کے مالک تھے۔ وہ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، تاریخ، رجال اور درایہ جیسے اسلامی علوم میں اپنے زمانہ کے ممتاز عالم تھے۔ ان کی شہرہ آفاق کتاب "بحارالانوار" پر ایک اجمالی نظر ڈالنے سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔

مذکورہ علوم کے علاوہ، فلسفہ، منطق، ریاضیات، ادبیات، لغت، جغرافیہ، طبابت، نجوم اور علوم غریبہ جیسے علوم میں بھی وہ ید طولیٰ رکھتے تھے، جس کی وجہ سے ان کی شخصیت بے مثال بن گئی ہے۔ ان کی کتاب بحارالانوار میں "کتاب السماء والعالم" پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ان کی جامعیت معلوم ہوتی ہے۔

علامہ مجلسی مشکل روایات کے بارے میں بہت ہی خوبصورت انداز میں نکتہ بین تھے۔ آیات و روایات کے ذیل میں علامہ کے بیانات کافی دقیق اور زیبا ہیں۔ علامہ مجلسی کو روایات اہل بیت (ع) کے علوم کے مانند فقہ میں بھی کمال حاصل تھا۔

معنوی شخصیت:

دینی علماء اپنے استادوں سے صرف علم و دانش کا سبق نہیں سیکھتے ہیں بلکہ اپنے عارف استاتذہ کے زیر نظر معنوی سیر و سلوک کا سفر بھی طے کرتے ہیں۔ علامہ مجلسی نے اپنے علمی مدراج طے کرنے کے ضمن میں ان سے تیز تر رفتار میں معنوی کمالات کے مدارج بھی طے کیے تھے اور یہ دعویٰ ان کی اخلاقی سیرت پر نظر ڈالنے سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ علامہ کی اخلاقی خصلتوں میں سے بعض کی طرف ہم ذیل میں اشارہ کرتے ہیں:

ا۔ زیارت:

علامہ ائمہ اطہار (ع) کی زیارتوں کو کافی اہمیت دیتے تھے اور مسافرت کے لیے اس زمانہ میں ابتدائی وسائل فراہم نہ ہونے کی مشکلات کے باوجود کئی بار زیارت کے لیے عراق، بقیع اور مشہد مقدس کا سفر کیا

---

[1] ریاض العلماء، ج5، ص407۔

اور ہر بار ایک طولانی مدت تک ان مقدس مقامات پر سکونت کرتے تھے۔ وہ کئی بار زیارت خانہ خدا سے شرفیاب ہوئے ہیں۔

۲۔توسل:

معصومین علیہم السلام کی طرف خاص توجہ اس امر کا سبب بنا ہے کہ علامہ مجلسی نے ادعیہ اور زیارات کے بارے میں بہت سے مطالب، بحارالانوار میں لائے ہیں اور ان کے علاوہ کئی مستقل کتابیں بھی ادعیہ اور زیارات کے موضوع پر تالیف کی ہیں۔ من جملہ: ''زادالمعاد'' متاخر دعا کی کتابوں میں ایک اہم مرجع ہے۔ تحفۃ الزائر، زیارت جامعہ کبیرہ اور دعائے سمات وغیرہ کے ترجمے قابل ذکر ہیں۔

۳۔زہد وتقویٰ:

اس عظیم شخصیت کی زندگی میں ایک خاص امتیاز ان کا زہد وتقویٰ اور سادہ زندگی بسر کرنا ہے۔ باوجودیکہ وہ صفوی دور میں زندگی بسر کرتے تھے اور صفوی حکومت کی طرف سے انہیں ''شیخ الاسلام'' کا خطاب ملا تھا۔ مختصر یہ کہ تمام حکومتی امکانات ان کے اختیار میں تھے لیکن پھر بھی وہ اپنی ذاتی زندگی نہایت سادگی اور زہد وتقویٰ میں گزارتے تھے۔

۴۔تواضع:

علامہ مجلسی کی دوسری امتیازات میں تواضع اور انکساری تھی۔ علامہ کبھی کسی فرد کے بارے میں اس کے سماجی مقام ومنزلت، اس کی حیثیت کے بالا یا پائین ہونے یا اس کی عمر کو نہیں دیکھتے تھے۔ انہوں نے صحیفہ سجادیہ کے گراں قدر شارح سید علی خان مدنی کے بارے میں بحارالانوار میں بہت سے مطالب ذکر کیے ہیں جبکہ سید علی خان علامہ سے پندرہ سال چھوٹے تھے اور سماجی مقام ومنزلت کے لحاظ سے بھی ان کے برابر نہیں تھے۔

مختصر یہ کہ ان تمام خصوصیات کا علامہ کے معنوی کمالات سے جمع ہونا اسے ایک ممتاز شخصیت میں تبدیل کرنے کا سبب بنے تھے۔

سیاسی حالات:

شیعہ علماء نے پوری تاریخ میں کافی دباؤ اور گوناگون محرومیوں کے باوجود قابل قدر محنتیں کی ہیں اور اپنے پیچھے گراں قدر تالیفات چھوڑی ہیں۔ انہوں نے خون جگر پی کر اور ناقابل برداشت تکلیفیں اٹھا کر تشیع کے پودے کی آبیاری کی ہے اور پیغمبر اسلام (ص) کی اس عظیم میراث کو ہم تک پہنچایا ہے۔ اس دوران اگر حالات نسبتاً مناسب پیدا ہوتے اور شیعوں کے خلاف دباؤ قدرے کم ہوتا تو شیعوں کے فقہا، علماء اور فلاسفہ

میں بے مثال شگوفائی دیکھنے کوملتی۔

ان حالات میں آل بویہ کی حکومت کے دوران شیخ مفید اور شیخ طوسی کا زمانہ قابل ذکر ہے۔اسی طرح صفوی دور حکومت میں علامہ مجلسی کا زمانہ اس بات کا گواہ ہے۔صفوی بادشاہوں کے تشیع سے منتسب ہونے اور یہ کہ وہ اپنے آپ کو ائمہ اطہار (ع) سے منسوب جانتے تھے،علامہ مجلسی نے اس سے پورا پورا استفادہ کیا۔ حدیث شیعہ کے سب سے بڑے دائرۃ المعارف یعنی"بحارالانوار" کی تالیف اس زمانہ کے علاوہ کسی اور زمانہ میں اور اقتصادی امکانات کے فقدان کی حالت میں بہت مشکل تھی۔

اجتماعی مقام ومنزلت:

علامہ مجلسی کا لوگوں میں اثر ورسوخ بے مثال تھا۔انہوں نے اپنے سرشار علم اور اثر ورسوخ سے لوگوں کو مسجد کی طرف ترغیب دلائی۔صفوی سلاطین میں علامہ کا خاص اثر ورسوخ تھا۔انہوں نے اپنی حکمت عملی اور تدبیر سے صفوی دور میں ملک کو دشمنوں کی جارحیت سے محفوظ رکھا۔علامہ مجلسی کی رحلت کے بعد ہی جب ملک حرج ومرج سے دوچار ہوا اور افغانوں نے اس حالت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ایران پر حملہ کیا اور صفوی حکومت کو سرنگون کرنے میں کامیاب ہوئے۔علامہ مجلسی نے اپنے اجتماعی اور سیاسی اقتدار سے استفادہ کر کے بہت سی قدیمی کتابوں کی نسخہ برداری کر کے شیعوں کی ایک عظیم میراث کو نابودی سے بچایا۔

علمی مسلک:

علامہ مجلسی اصولی اور اخباری مکتب کے سلسلہ میں ایک معتدل روش رکھتے تھے۔وہ ایک عظیم محدث ہونے کے ساتھ ساتھ علوم عقلی پر بھی خاص توجہ رکھتے تھے۔وہ ان بزرگوں میں سے ہیں جو فلسفہ جیسے علوم عقلی کو پڑھ چکے تھے اور ان علوم کے اساتذہ میں شمار ہوتے تھے اور انھوں نے معصومین (ع) کی روایتوں کی نشر و اشاعت میں اپنی پوری ہمت صرف کی۔علامہ صرف دین میں گمراہی اور انحرافات کے بارے میں سخت حساس تھے۔وہ اپنے زمانہ میں صوفی گری کے شاہد تھے اور انہوں نے سنجیدگی کے ساتھ تصوف کی بعض گمراہ کن تعلیمات سے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اس جنگ میں اہل بیت اطہار (ع) کی مدد سے قابل توجہ کامیابی حاصل کی۔

اصفہان کے شیخ الاسلام:

علامہ مجلسی،سنہ ۱۰۹۸ھ میں شاہ سلیمان صفوی کی طرف سے ''شیخ الاسلام'' کے عہدے پر منسوب ھوئے۔''شیخ الاسلام'' کا عہدہ اس زمانہ کے اہم ترین نظامتی عہدوں میں شمار ہوتا تھا۔

وہ مشاجرات اور لڑائی جھگڑوں کے سلسلہ میں قاضی بھی تھے۔تمام دینی امور ان ہی کے زیر نظر انجام پاتے تھے اور تمام وجوہات شرعی ان ہی کی خدمت میں بھیجے جاتے تھے۔شیخ الاسلام بے سہاروں اور

یتیموں کے سر پرست بھی ہوا کرتے تھے۔

یہاں پر اہم نکتہ یہ ہے کہ علامہ نے اس منصب کو شاہ کی طرف سے اصرار اور التماس کرنے کے بعد قبول کیا اور اسی مجلس میں شاہ نے کئی بار لفظ ''التماس'' کو زبان پر لایا تا کہ علامہ اسے قبول کرنے پر راضی ہو جائیں۔ علامہ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اس اہم مسئولیت کے عہدہ دار تھے۔

علامہ کے اساتذہ:

میرزا حسین نوری نے اپنی کتاب الفیض القدسی فی ترجمۃ العلامۃ المجلسی میں لکھا ہے کہ علامہ مجلسی نے علماء کی ایک جماعت سے فیض حاصل کیا ہے۔ انھوں نے **18** افراد کے نام ذکر کئے ہیں۔ [1]

علامہ کے چند اساتذہ اور روایات کے مشائخ حسب ذیل ہیں:

۱. ان کے باپ، محمد تقی مجلسی (متوفی: ۱۰۷۰ھ)۔
۲. مرحوم آقا حسین خونساری (متوفی: ۱۰۹۸ھ) بن آقا جمال۔
۳. مولا محمد صالح مازندرانی (متوفی: ۱۰۸۶ھ)
۴. ملا محسن فیض کاشانی، مولف ''کتاب الوافی'' [2] (متوفی: ۱۰۹۱ھ)
۵. شیخ حر عاملی، مولف کتاب ''وسائل الشیعہ'' (متوفی: ۱۱۰۴ھ)

علامہ کے شاگرد:

ایک ہزار سے زائد طلبہ اور محققین علامہ مجلسی کے علمی کمالات سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ علامہ نے اپنے شاگردوں کو بہت سے اجازت نامے دیئے ہیں۔

علامہ کے شاگردوں میں حسب ذیل افراد بھی شامل ہیں:

۱. سید نعمت اللہ جزائری
۲. جعفر بن عبداللہ کمرہ ای اصفہانی
۳. زین العابدین بن شیخ حر عاملی
۴. سلیمان بن عبداللہ ماجوزی

---

[1] بحارالانوار، ج102، ص376

[2] کتاب الوافی کتب اربعہ کا بے مثل مجموعہ ہے جسے ملا فیض کاشانی نے کمال مہارت کے ساتھ مکررات کو یکجا کر کے جمع کیا ہے۔ اس کا موجودہ نسخہ چھبیس (۲۶) جلدوں پر مشتمل ہے۔ کتاب الوافی کا اردو ترجمہ مترجم حقیر نے مکمل کر دیا ہے اور اس کی دو جلدیں مکتبہ احیاء الاحادیث الامامیہ لاہور پاکستان سے شائع ہو چکی ہیں اور باقی بالترتیب شائع ہونے کے مراحل میں ہیں۔

والحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین واھل بیتہ الطیبین الطاھرین المعصومین ولعنۃ اللہ علی اعداءھم اجمعین۔ آمین۔

۵) شیخ عبدالرزاق گیلانی

۶) عبدالرضا کاشانی

۷) محمد باقر بیابانکی

۸) میرزا عبداللہ افندی اصفہانی، مولف ''ریاض العلماء''

۹) سیدعلی خان مدنی مولف ''ریاض السالکین'' (شرح صحیفہ سجادیہ)

۱۰) شیخ حر عاملی

۱۱) ملا سیما، محمد بن اسماعیل فسایی شیرازی

۱۲) محمد بن حسن، فاضل ہندی وغیرہ

علامہ کے متعلق علماء کے اقوال:

۱) شیخ حر عاملی کہتے ہیں:

انہوں نے اپنی باریک بینی کو تمام علوم کے لیے وقف کر دیا اور اپنے عمیق افکار کو ان [علوم] کی ترویج کی راہ میں بروئے کار لایا ہے۔[۱]

۲) محمد بن علی اردبیلی حرف میم کے ذیل میں لکھتے ہیں:

محمد باقر بن محمد تقی بن مقصود علی الملقب مجلسی مدظلہ العالی، ہمارے استاد اور شیخ اور اسلام اور مسلمانوں کے شیخ، خاتم المجتہدین امام علامہ محقق مدقق، جلیل القدر، عظیم الشان، اعلی منزلت، یگانہ روزگار اور اپنے دہر میں منفرد، ثبت اور عین، کثیر العلم، بہترین تصانیف کے مالک، ان کی شان بلند ہے اور قدر عظیم ہے، رتبہ اتنا ممتاز ہے، علوم نقلیہ اور عقلیہ پر اتنا عبور رکھتے ہیں اور اتنے باریک بین، صائب الرائے، معتبر، عادل اور امانت دار ہیں اور اس قدر صاحب شہرت ہیں کہ ان کے لئے کسی ذکر و بیان کی ضرورت نہیں ہے اور اس قدر بلند ہیں کہ الفاظ ان کی بلندی کا احاطہ نہیں کرتے۔۔۔[۲]

۳) میرزا محمد تُنکابُنی کہتے ہیں:

[علامہ مجلسی] کی صرف ایک کتاب حق الیقین کی برکت سے ملک شام کے 3000 سنیوں نے مذہب تشیع قبول کیا۔[۳]

---

[۱] بحارالانوار، ج107، ص104

[۲] جامع الرواۃ، ج2، ص78

[۳] قصص العلماء، ص205

﴿۴﴾ السید ابوالقاسم الخوئی کہتے ہیں:

محمد باقر بن محمد تقی المجلسی عالم، فاضل، ماھر، محقق، مدقق، علامہ، فھامہ، فقیہ، متقلم، محدث، ثقہ ثقہ، جلیل القدر اور عظیم الشان ہیں۔ ﴿۱﴾

﴿۵﴾ عبدالعزیز دہلوی، سنی علماء میں سے ہے جس نے شیعہ عقائد کے رد میں قلم فرسائی کی ہے، لکھتا ہے:

اگر شیعہ مذہب کو محمد باقر مجلسی کا مذہب کہا جائے تو بجا ہے، وہی ہیں جنہوں نے اس مذہب کو رونق بخشی ہے جبکہ اس سے قبل اس کی عظمت اس قدر نہ تھی۔ ﴿۲﴾

علامہ کی تالیفات:

علامہ مجلسی نے مختلف موضوعات میں ستر عناوین کے تحت فارسی اور عربی زبانوں میں کتابیں تالیف کی ہیں۔ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ کے مؤلف شیخ آقا بزرگ طہرانی نے لکھا ہے کہ علامہ کی تالیف کردہ کتب کی تعداد **169** مجلدات تک پہنچتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ علامہ کی سب سے پہلی تالیف ''کتاب الاوزان و المقادیر'' یا ''میزان المقادیر'' ہے جو سنہ ۱۰۶۳ھ میں تالیف کی گئی ہے۔ ان کی آخری تالیف ''حق الیقین'' ہے اور یہ کتاب ۱۱۰۹ھ سے متعلق ہے، یعنی وفات سے ایک سال قبل۔

علامہ کی بعض کتابیں حسب ذیل ہیں:

﴿۱﴾ بحارالانوار، یہ روایات اور تاریخ پر مشتمل ایک عظیم مجموعہ ہے اور اس کے ضمن میں قرآن مجید کی بہت سی آیتوں کی تفسیر بھی آئی ہے جس کی تفصیل آئندہ آرہی ہے۔

﴿۲﴾ ''مراۃ العقول'' ثقۃ الاسلام کلینی کی کافی کی شرح ہے جو ۲۶ جلدوں پر مشتمل ہے۔

﴿۳﴾ ''ملاذ الاخبار'' شیخ طوسی کی ''تہذیب الاحکام'' کی شرح ہے، جو ۱۶ جلدوں پر مشتمل ہے۔

﴿۴﴾ ''شرح اربعین حدیث'' جو اس موضوع پر بہترین کتاب ہے۔

﴿۵﴾ ''حق الیقین''، یہ اعتقادات کی کتاب ہے اور فارسی میں لکھی گئی ہے۔ اس کے علاوہ علامہ کی کئی کلامی کتابیں بھی ہیں۔

﴿۶﴾ ''زاد المعاذ''، اعمال وادعیہ پر مشتمل ہے۔

﴿۷﴾ ''تحفۃ الزائر''، زیارات پر مشتمل ہے۔

﴿۸﴾ ''عین الحیاۃ'' آیات اور معصومین (ع) کی روایتوں پر مشتمل موعظے اور احکام سے متعلق ہے۔

﴿۱﴾ المفید من معجم رجال الحدیث: ص 482

﴿۲﴾ بحوالہ: محسن امین العاملی، اعیان الشیعہ، ج 9، ص 183۔

۹. ''حلیۃ المتقین''، پوری زندگی میں روزانہ آداب اور مستحبات پر مشتمل ہے۔
۱۰. ''حیاۃ القلوب'' انبیاء اور ائمہ علیہم السلام کی تاریخ پر مشتمل ہے اور یہ کتاب تین جلدوں میں ہے۔
۱۱. ''مشکاۃ الانوار''، حیات القلوب کا خلاصہ ہے۔
۱۲. ''جلاء العیون'' تاریخ اور مصائب اہل بیت (ع) پر مشتمل ہے۔
۱۳. ''توقیعات امام عصر عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف''، ان کے ترجموں کے ساتھ۔
۱۴. ''الفرائد الطریفۃ'' جو ''صحیفہ سجادیہ'' کی شرح ہے۔
۱۵. ربیع الاسابیع۔
۱۶. رسالۃ الدیات۔
۱۷. رسالۃ الاعتقاد۔
۱۸. رسالۃ الاوزان۔
۱۹. رسالۃ الشکوک۔
۲۰. رقباس المصابیح۔
۲۱. المسائل الھندیۃ
۲۲. صراط النجاۃ[1]

۲۳. ترجمہ حدیث توحید مفضل کے مانند بہت سی احادیث کے ترجموں کے عنوان سے بہت سی کتابیں تالیف کی ہیں۔

زوجات اور اولاد:

کہا گیا ہے کہ ان کی تین زوجات تھیں جن سے وہ 4 بیٹے اور پانچ بیٹیوں کے باپ بنے۔[2]

وفات:

محمد باقر مجلسی 27 رمضان سنہ 1110ھ میں 70 سال کی عمر میں شہر اصفہان میں دنیا سے رخصت ہوئے۔[3]

علامہ اپنی وصیت کے مطابق اصفہان کی مسجد جامع کے ساتھ اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں سپرد خاک کئے گئے۔ بعض شعراء نے ان کی تاریخ وفات کے بارے اشعار کہے ہیں:[4]

---

[1] ۱۵۔ ۲۳ تک کے لیے دیکھیے: اعیان الشیعہ، ج9، ص183۔

[2] مرآت الاحوال جہان نما، ص122؛ بحارالانوار، ج102، ص105-143۔

[3] الکنی والالقاب، ج3، ص149۔

[4] ایضاً

بحار الانوار کا تعارف

بحار الانوار اہل تشیع کا عظیم ترین احادیث کا مجموعہ ہے جس کا مکمل نام: بِحارُ الأنوار الجامِعَةُ لِدُرَرِ أخبارِ الأئمةِ الأطهار، ہے اور یہ علامہ محمد باقر مجلسی معروف مجلسی دوم (ولادت 1037ھ وفات 1110 یا 1111ھ) کی تصنیف ہے۔

بحار الانوار شیعہ معارف اور تعلیمات کا دائرۃ المعارف ہے۔ اس کتاب کی تالیف 36 برسوں کے طویل عرصے میں انجام پائی ہے اور علامہ مجلسی کے بعض شاگردوں کی ایک جماعت نے اس عظیم کاوش میں علامہ کے ساتھ تعاون کیا ہے۔

مؤلف نے کتاب کو 25 کلی موضوعات کی بنیاد پر مرتب کیا ہے اور ان 25 موضوعات کو 25 جلدوں میں جگہ دی ہے اور ہر جلد میں متعلقہ موضوع کے ذیلی موضوعات کو ابواب کی صورت میں جمع کیا ہے۔ انھوں نے ہر باب کے آغاز میں متعلقہ آیات قرآنی کو ذکر کر کے ان کی تفسیر کا اہتمام کیا ہے اور اگلے مرحلے میں اس باب سے متعلق احادیث کو نقل کیا ہے۔

کتاب "العقل والجہل" کے عنوان سے شروع ہوتی ہے اور پھر خداشناسی وتوحید، عدل الہی اور تاریخ انبیاء کے مباحث کے ساتھ اپنی بحث وتحقیق کو جاری رکھتے ہیں۔ 110 مجلدات پر مشتمل کتاب کی جلد نمبر 15 سے جلد نمبر 53 تک کو پیغمبر اسلام (ص)، حضرت زہراء (س) اور آئمہ شیعہ (ع) کی تاریخ حیات وسیرت، فضائل ومناقب کے لئے مختص کیا گیا ہے۔

چونکہ پیغمبر اسلام (ص)، اور آئمہ شیعہ سے منقولہ احادیث مستند ہیں، انہیں ابواب اور موضوعات میں مرتب کیا گیا ہے، روایات ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ کلامی، تاریخی اور فقہی، اخلاقی اور لغت نیز حدیث کے سے متعلق مباحث کو اہمیت دی گئی ہے، چنانچہ اس کے باوجود کہ کتاب بہت ضخیم وحجیم ہے، مختلف ادوار میں اس کی کتابت ہوئی ہے اور صنعت طباعت کے رواج کے بعد پوری کتاب یا اس کے بعض حصوں کو متعدد بار زیور طبع سے آراستہ کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی مختلف جلدوں کے متفرقہ انداز میں فارسی میں تراجم کر کے شائع کئے گئے ہیں۔ مشہور ترین فارسی ترجمہ پچیس مجلدات میں مرتبہ بحار الانوار کی تیرہویں جلد کا ترجمہ ہے جو مہدی موعود کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس کتاب کو امام زمانہ (عج) اور متعلقہ موضوعات کے لئے مختص کیا گیا ہے۔

تالیف کے محرکات:

مجلسی بحارالانوار کے دیباچے میں اس کتاب کی تالیف کے محرکات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس کتاب کی تالیف کا سبب یہ ہے کہ میں طالب علمی کے دوران مختلف النوع علوم کے حصول پر حریص تھا اور مختلف علوم میں زندگی کا ایک حصہ گذار کر اور ان علوم کے ثمرات اور غایات و اہداف کے بارے میں تفکر کرنے کے بعد، اس نتیجے پر پہنچا کہ علم صرف سرچشمۂ وحی اور روایات اہل بیت ہی سے حاصل ہوتا ہے اور آخرت میں صرف یہی علم مفید ہے، اسی لئے میں نے معصومین علیہم السلام کی اخبار و روایات کا اہتمام کیا ہے''۔ [۱]

علاوہ ازیں مجلسی نے بحارالانوار میں ایسی کتب کو توجہ دی ہے جو وقت گذرنے اور کتب اربعہ کی طرف زیادہ توجہ کی بنا پر مہجور و متروک ہو چکی تھیں؛ یا پھر مفسدین کی سازشوں اور منفی اغراض، جاہلوں کی بے اعتنائی اور دشمنان اہل بیت (ع) کی موجودگی کی وجہ سے، محو و نابود ہو رہی تھیں۔ [۲]

علامہ مجلسی کہتے ہیں: ''اس قسم کی کتاب عامہ اور خاصہ کے درمیان ایسی کتاب تالیف نہیں ہوئی ہے اور اس کام میں کوئی بھی مجھ پر سبقت نہیں لے سکا ہے اور امید ہے کہ یہ کتاب ظہور قائم آل محمد (عج) تک فضلاء اور طالبان علم و متلاشیان دانش کا مرجع اور ان تمام لوگوں کا منبع تحقیق ہو جو آئمہ اطہار (ع) کے علوم حاصل کرنے کے خواہاں ہیں۔ [۳]

تالیف کی کیفیت اور خصوصیات:

مجلسی نے اپنے متعدد شاگردوں کو مختلف ممالک میں روانہ کیا تا کہ وہ دستیاب نسخوں کو تلاش کریں۔ [۴] اور اس راہ میں انھوں نے بہت زیادہ صعوبتیں جھیلیں؛ حتی کہ انہوں نے ابن بابویہ کی کتاب مدینۃ العلم کو ڈھونڈ لانے کے لئے جو کہا جاتا تھا کہ یمن میں ہے ایک جماعت کو بے شمار تحائف و ہدایا دے کر یمن کے حاکم کے پاس روانہ کیا؛ تا کہ اس کتاب کو تلاش کر کے لے آئیں۔ [۵]

انہوں نے کتب جمع کر کے اپنی کتاب بحارالانوار کی تالیف کا کام سنہ 1072 ہجری میں شروع کیا

---

[۱] بحارالانوار، ج 1، ص 2۔

[۲] بحارالانوار، ج 1، ص 3 و 4۔

[۳] بحارالانوار، ج 1، ص 6۔

[۴] الکنی والالقاب، ج 3، ص 147۔

[۵] نوری، 33۔

اور جو 36 سال تک جاری رہا اور سنہ 1106 ہجری میں مکمل ہوا۔ بحارالانوار کی تالیف میں میرزا عبداللہ افندی، میر محمد صالح خاتون آبادی، ملا عبداللہ بن نورالدین بحرینی، سید نعمت اللہ جزائری۔۔۔ سمیت کئی شاگردوں نے علامہ مجلسی کے ساتھ تعاون کیا۔ کتاب کی تکمیل ان کی وفات کے بعد ان کے شاگردوں کے ذریعہ سے ہوئی جنہوں نے کتاب کے مسودات کو فیئر کر کے لکھا۔ [۱]

علامہ تنہائی میں بھی کام کے تمام مراحل پر عبور کامل رکھتے تھے اور ان کے شاگردوں نے صرف ان ہی کے ہاتھوں مرتبہ عناوین کے تحت آیات واحادیث درج کر کر دیں جبکہ عناوین، متون، اسناد وغیرہ کا تعین اور ان کی ترتیب کا کام وہ خود انجام دیا کرتے تھے۔ [۲]

وہ بحارالانوار کی تالیف میں ہر جلد کے لئے ایک عنوان متعین کرتے تھے اور ہر عنوان کے ذیل میں ابواب قرار دیتے تھے۔ انھوں نے ہر باب کے آغاز میں قرآن کریم کی آیات قرار دی ہیں جو یا تو صراحت کے ساتھ یا پھر تاریخ، حدیث اور تفسیر پر مبنی قرائن اور نشانیوں کی بنیاد پر متعلقہ موضوع سے مناسبت و مطابقت رکھتی ہیں؛ اس کے بعد ضرورت کے مطابق مفسرین (عام طور پر امین الاسلام طبرسی اور فخر رازی) کے اقوال بیان کئے ہیں اور اس کے بعد ہر عنوان کے تناظر میں وارد ہونے والی احادیث کو سند کے ساتھ اور عددی ترتیب کے ساتھ ذکر کیا ہے (اور کبھی انھوں نے بحارالانوار میں ہی نقل حدیث کے اصل مقام کا حوالہ دیا ہے)۔ نیز ضرورت کے مطابق حدیث کی تشریح کے لئے وضاحتیں دی ہیں۔ یہ وضاحتیں ان جلدوں میں موجود نہیں ہیں جو ان کے شاگردوں نے فیئر کر کے لکھی ہیں۔

مجلسی اپنی عمر کے نصف دوم میں اور علمی مدارج و مراحل طے کرنے اور زیادہ تر کتب کی تالیف کے بعد اگرچہ بحارالانوار کی تالیف میں منابع و مآخذ جمع کرنے کے سلسلے میں بعض فضلاء اور علماء کے تعاون اور صفوی حکومت کی امداد اور سہولیات و وسائل سے مستفید تھے لیکن موجودہ نسخوں اور دیگر دلائل کی گواہی کے مطابق اصل کام خود ہی انجام دیتے رہے ہیں۔

بحارالانوار کے عناوین:

1 **(جلد 1 و 2) کتاب العقل والجہل:**

کتاب عقل و جہل، علم و علماء کی فضیلت اور ان کے طبقات، اخبار و روایات کی حجیت [یعنی ان کا حجت ہونا]، اور قیاس کی مذمت، مصادر و مآخذ کے سلسلے میں مفصل مقدمے کے ساتھ اور مفید مصادر و

---

[۱] امین العاملی، سید محسن، اعیان الشیعہ، ج 9، ص 183۔

[۲] المعجم، ج 1 ص 7، 8۔

موضوعات کا حوالہ؛40 ابواب کے ضمن میں۔

2 (جلد3و4) کتاب التوحید والصفات والاسماء الحسنیٰ ؛

کتاب توحید اور صفات اللہ اور ذات الٰہی کے اسماء حسنیٰ، توحید مفضل اور رسالہ اہلیلجہ اور 31 ابواب پر مشتمل۔

3 (جلد5 تا8) کتاب العدل والمشیۃ و الارادۃ والقضاء والقدر ؛

یہ تین مجلدات عدل، مشیت، ارادہ، قضا، قدر، ہدایت، ضلالت، امتحان، طینت، میثاق، توبہ، احکام کے اسباب وعلل، موت کے مقدمات اور اس کے مؤخرات، 59 ابواب پر مشتمل۔

4 (جلد9و10) کتاب الاحتجاجات والمناظرات؛ احتجاجات اور مناظرات 83 ابواب میں۔

5 (جلد11 تا14) کتاب فی احوال الانبیاء و قصصھم؛

انبیاء کے حالات زندگی، 82 ابواب میں۔

6 (جلد15 تا22) کتاب فی احوال نبینا الاکرم (ص) واحوال جملہ من آبائہ؛

رسول اللہ (ص) اور آپ (ص) کے آباء واجداد کے حالات زندگی، قرآن کے اعجاز اور قرآنی اعجاز کی کیفیت کی تشریح، صحابۂ کرام ابوذر غفاری، سلمان فارسی، عمار یاسر، مقداد بن اسود اور بعض دیگر بزرگوں کے حالات، 72 ابواب میں۔

7 (جلد23 تا27) کتاب فی مشترکات احوال الائمہ علیہ السلام ؛

ان جلدوں میں ائمہ (ع) کے مشترکہ حالات، امامت کی شرائط وخصوصیات، ان کی ولایت کی کیفیت اور ان کے خوارق عادات وشئون غریبہ، سابقہ انبیاء پر ان کی برتری، ان کی دوستی کا ثواب اور ان کی ذریت کی فضیلت اور علماء کے بعض مناظرات، 150 ابواب میں۔

8 (جلد28 تا34) کتاب فی الفتن بعد النبی (ص)؛

وہ فتنے جو رسول اللہ (ص) کے وصال کے بعد رونما ہوئے، خلفاء کی سیرت اور ان کے زمانوں میں رونما ہونے والے واقعات، جنگ جمل، جنگ صفین، جنگ نہروان، عراق کے اطراف میں معاویہ کی غارت گری، امیر المؤمنین (ع) کے بعض اصحاب کے حالات زندگی، ان سے منسوب کلام منظوم کی شرح، نیز آپ (ع) کے بعض مکاتیب کی شرح، 62 ابواب میں۔

9 (جلد35 تا42) کتاب فی احوال امیر المؤمنین (ع) من ولادتہ الی شھادتہ؛

امیر المؤمنین علیہ السلام کے حالات زندگی ''ولادت سے شہادت تک''، امیر المؤمنین علیہ السلام

کے والد ماجد ابوطالب(ع) کے حالات زندگی اور ایمان ابوطالب(ع)، نیز امیرالمؤمنین علیہ السلام کے بعض اصحاب کے حالات زندگی اور ائمہ(ع) کی امامت کے بارے میں وارد ہونے والی روایات؛ یہ مجلدات 128 ابواب پر مشتمل ہیں۔

10 (جلد 43 تا 45) کتاب فی احوال سیدة النساء(س) والامامین الهمامین الحسن المجتبی(ع) وابی عبداللہ الحسین(ع)؛

یہ مجلدات حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، امام حسن مجتبی علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے حالات زندگی اور قیام مختار اور کربلا کے قاتلوں سے خونخواہی وانتقام، جیسے واقعات اور مجموعی طور پر 50 ابواب پر مشتمل ہیں۔

11 (جلد 46 تا 48) کتاب فی احوال الائمہ الاربعة بعد الحسین(ع)؛

امام حسین علیہ السلام کے بعد کے چار آئمہ(ع) امام زین العابدین علیہ السلام، امام محمد باقر علیہ السلام، امام جعفر صادق علیہ السلام، امام موسی کاظم علیہ السلام اور ان کی اولاد و اصحاب کے حالات زندگی؛ یہ مجلدات 46 ابواب پر مشتمل ہیں۔

12 (جلد 49 و 50) کتاب فی احوال الائمہ الاربعہ قبل الحجه المنتظر (ع)؛

امام زمانہ(عج) سے قبل کے چار آئمہ(ع) یعنی امام علی رضا علیہ السلام، امام جواد علیہ السلام، امام ہادی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام اور ان کے بعض اصحاب کے حالات زندگی؛ یہ مجلدات 39 ابواب پر مشتمل ہے۔

13 (جلد 51 تا 53) کتاب فی احوال الحجه المنتظر (ع)؛

یہ تین مجلدات حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے حالات زندگی اور متعلقہ آیات، احادیث اور روایات اور 36 ابواب پر مشتمل ہیں۔

14 (جلد 57 تا 66) کتاب فی السماء والعالم؛

آسمان، عالم اور ان کی خلقت، ان کے اجزاء جیسے فلکیات، ملائکہ، جنات، انسان، حیوانات، عناصر، شکار، حیوانات شکار کرنے کی روشوں، کھانے پینے کی اشیاء اور پوری کتاب طب النبی(ع) اور کتاب طب الرضا(ع) اور 210 ابواب پر مشتمل۔

15 (جلد 67 تا 75) کتاب فی الایمان والکفر؛

ایمان وکفر تین حصوں میں:

1۔ایمان اوراس کی شرط،مؤمنین کی صفات اورفضیلت،اوران کی خصوصیات؛
2۔اخلاق حسنہ اوردنیا کے مہالک اورتباہیوں سے نجات کے اسباب وموجبات؛
3۔کفراوراس کے شعبے اوراخلاق رذیلہ؛یہ مجلدات 108 ابواب پرمشتمل ہیں۔

16 (جلد 76) کتاب الزی والتجمل فی الآداب والسنن؛

آداب وسنن،زینتیں اورتجملات،نظافت اورصفائی وستھرائی،سرمہ کا استعمال،عطریات کا استعمال، شب زندہ داری (شب بیداری)،خواب،سفر،وہ اعمال جن سے بازرکھا گیا ہے اورگناہان کبیرہ،یہ جلد 131 ابواب پرمشتمل ہے۔

17 (جلد 78 تا 88) کتاب الروضہ؛

مواعظ ونصائح اورحکمتیں،یہ مجلدات 73 ابواب پرمشتمل ہیں۔

18 (جلد 89 تا 91) کتاب فی الطهارۃ والصلاۃ؛

یہ کتاب دوحصوں پرمشتمل ہے:طہارت 6 ابواب پراوردوسراحصہ ’’صلاۃ‘‘ (نماز) پرمشتمل اور 161 ابواب نیزشاذان بن جبرئیل قمی کے رسالہ ’’ازاحۃ العلہ‘‘ پرمشتمل ہے۔

19 (جلد 92و93) کتاب فی فضائل القرآن والذکر؛

یہ کتاب دوحصوں یعنی ’’فضائل قرآن اوراس کے آداب وثواب اوراعجاز‘‘ نیزپوری تفسیرنعمانی اور 130 ابواب پرمشتمل ہے۔دوسراحصہ ذکراوراس کی مختلف اقسام اورآداب دعااوراس کی شرطوں، حرزوں،مختلف دردوں اوردکھوں کے لئے ماثورہ دعاؤں،صحیفہ ادریس وغیرہ نیز 122 ابواب پر مشتمل ہے۔

20 (جلد 94 تا 96) کتاب فی الزکاۃ والصدقۃ والخمس والصوم؛

پورے سال کے مختلف ایام کے اعمال اور 122 ابواب پرمشتمل ہے۔

21 (جلد 97 تا 100) کتاب فی الحج والعمرۃ؛

یہ مجلدات حج،عمرہ،جہاد،امربالمعروف اورنہی عن المنکرجیسے فقہی ابواب،شہرمدینہ وغیرہ اور 84 ابواب پرمشتمل ہیں۔

22 (جلد 101) کتاب فی المزار؛

یہ کتاب ائمۂ اطہارعلیہم السلام سے منقولہ زیارات اور 64 ابواب پرمشتمل ہے۔

23 (جلد 102و103) کتاب فی العقودوالایقاعات؛

یہ کتاب دو فقہی ابواب عقود اور ایقاعات اور 130 ابواب پر مشتمل ہے۔

24 (جلد 104) کتاب فی الاحکام الشرعیۃ؛

یہ کتاب شرعی احکام پر مشتمل ہے کتاب دیات تک اور 48 ابواب میں۔

25 (جلد 105 تا 110) کتاب فی الاجازات۔

یہ کتاب شیخ منتجب الدین رازی کی اجازات اور پوری فہرست، سید علی خان مدنی کی کتاب سلافۃ العصر کے خلاصے، سید بن طاؤس کی کتاب ''اجازات'' کے ابتدائی ابواب، ''بنوزہرہ'' کے لئے کا اجازہ کبیرہ اور شہید اول اور شہید ثانی کا اجازہ وغیرہ، پر مشتمل ہے۔[1]

کیا بحارالانوار صرف رطب و یابس جمع کرنے کے لیے لکھی گئی؟

بعض حضرات بحارالانوار پر اعتراضات کرتے نظر آتے ہیں کہ علامہ مجلسی نے اس کتاب میں وہ سب کچھ جمع کر دیا جو انہیں دستیاب ہوا لہٰذا کتاب میں بغیر تحقیق رطب و یابس جمع ہے اور بعض اس سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں بلکہ وہ علامہ کی طرف باقاعدہ ایک جھوٹ منسوب کرنے سے بھی نہیں کتراتے۔ ان کا کہنا ہے کہ علامہ مجلسی نے بحارالانوار میں سب کچھ جمع کر دیا ہے اور اس کا نام ''بحار'' یعنی سمندر رکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سمندر میں حلال بھی ہے اور حرام بھی ہے۔ پس تم تحقیق کر کے حلال لے لینا اور حرام چھوڑ دینا۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

جاننا چاہیے کہ ایسا کہنا صرف جاہلانہ گفتگو کے سوا کچھ نہیں ہے۔ علامہ مجلسی نے ایسا کچھ نہیں کہا ہے بلکہ انہوں نے کئی مقامات پر بحارالانوار کی طرف رجوع کرنے کا حکم لگایا ہے۔ انہوں نے کتاب کے مقدمے میں بھی اپنی کتاب کی توثیق کی ہے بلکہ پورا عنوان قائم کیا ہے جس میں ان مصادر (کتب) کی توثیق پیش کی ہے جن سے انہوں نے بحارالانوار کو نقل کیا ہے۔ نیز انہوں نے اپنی دیگر کتب میں بھی بحارالانوار کی توثیق کی ہے جسے ہم عنقریب بیان کریں گے ان شاء اللہ۔ چنانچہ ایسے اعتراضات محض دھوکہ اور کم علمی ہے جس کی طرف دھیان نہیں دینا چاہیے اور اس سلسلے میں علمائے حقہ اور محققین کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

بحارالانوار کی توثیق:

(1) علامہ مجلسی اپنی کتاب ''ملاذ الاخیار'' کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

---

[1] بحارالانوار، ج 102 ص 37-44۔

''اور میرے نزدیک جو قوی ہے کہ جس کے دلائل میں نے کتاب الکبیر (یعنی بحارالانوار) میں وارد کیے ہیں، وہ یہ ہے کہ ان اصول اربعہ وغیرہ (یعنی دیگر کتب) جیسے صدوق، برقی، صفار، حمیری، الشیخ، مفید، اور دیگر جو ہمارے لیے میسر ہیں۔ بحمد للہ۔ میں وارد جملہ اخبار (احادیث) اصول معتبرہ میں سے ہیں جو رجال کی کتابوں میں مذکور ہیں اور میں نے ان اخبار کو کتاب بحار میں داخل کیا ہے جو سب قابل عمل ہیں اور عقلی اصولوں، استحسانات اور قیاسات جو بعض متاخرین اصحاب میں متداول ہیں، سے قوی ہیں لیکن جمع بین الاخبار اور ان کے درمیان تعارض کی صورت میں رجال کے احوال کی رعایت کرنا بعید نہیں ہے اور اس جیسی چیزوں کے بارے میں قول کی تفصیل کتاب عظیم (یعنی بحارالانوار) کے سپرد ہے۔''[1]

(2) علامہ مجلسی اپنی کتاب ''حیات القلوب'' کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

''بعد حمد خدا ونعت سرور انبیاء ومنقبت اہلبیت وائمہ ہدیٰ علیہم السلام اجمعین محمد باقر بن محمد تقی عفی اللہ عن جرائمہما ارباب یقین ومومنین مخلصین کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ یہ حقیر جوانی میں بہ توفیق و ہدایت ربانی جہالت اثر علوم وضلالت آفرین کتب سے کنارہ کش ہو کر حقیقی و جاودانی زندگی کے حصول یعنی اخبار و آثار اہلبیت سید الابرار علیہم السلام کی پیروی وتلاش میں مشغول ہوا اور ان کے بہترین اقوال و آثار کو کتاب بحارالانوار میں جمع کر چکا ہوں تو برادران ایمانی و دوستان روحانی نے فرمائش کی کہ احوال و معجزات و مکارم اخلاق ومحاسن صفات نیز احوال غزوات حضرت سید البشرؐ و دلائل امامت وخلافت و اطوار حمیدہ و آداب پسندیدہ حضرات آئمہ اثنا عشرؑ وحضرت فاطمہ زہراؑ کو فارسی میں ترجمہ کروں تا کہ کافہ انام خاص کر عوام کا وہ گروہ جو عربی زبان سے ناواقف ہے مستفید ہو کیونکہ ان کے حالات میں جو کتابیں تالیف ہوئی ہیں ان میں اکثر وبیشتر حدیثیں کتب مخالفین سے ماخذ ہیں جن میں انبیائے عظیم الشان اور اوصیائے جلیل القدر کی جانب لغزشیں اور خطائیں منسوب کی گئی ہیں حالانکہ اخبار معتبرہ اہلبیتؑ ان کی عصمت پر ناطق ہیں۔ بعض مولفین نے ان ذوات مقدسہ کے اخبار واحادیث کی جانب توجہ بھی کی ہے تو ان کی عدم پیروی وتلاش کے سبب بہت قلیل۔ گویا دریا سے ایک قطرہ پر قناعت کر لیا ہے اور اس میں بھی صحیح وغلط کا امتیاز نہیں کیا۔

الغرض حقوق اخوت ایمانی کی رعایت کی جہت سے اور مذکورہ بالا خیال کے پیش نظر نیز اس وجہ سے

[1] ملاذ الاخیار: ۲۷/ ۱

کہ اکثر لوگ باطل قصوں اور جھوٹے افسانوں سے قلوب عوام کو مسخر کرتے ہیں لہذا باوجود کثرت مشاغل وتفکرات کے جناب اقدس ایزدی کی توفیق اور مشکواۃ انوار انبیاء واوصیاء کی روشنی کی مدد سے کتاب ہذا کی تالیف شروع کی چونکہ ان تمام احادیث کا ترجمہ جو بڑی بڑی کتابوں میں مندرج ہیں کتاب کی تطویل اور ابواب کی زیادتی کا سبب ہوتا اور اس زمانہ میں اکثر لوگ ضخیم کتابوں کے پڑھنے سے گھبراتے ہیں ہر چند وہ کتابیں کثیر الفائدہ ہوں، اس بنا پر میں نے صحیح اور قوی ترین حدیثوں کے ترجمہ پر اکتفاء کی اور اکثر متفق المضامین روایتوں کو ایک کر کے مختصر کر دیا تا کہ اس کا پورا فائدہ اور پڑھنا آسان ہو۔ [1]

نوٹ: حیات القلوب میں علامہ مجلسی نے جو احادیث درج کی ہیں وہ دراصل بحارالانوار سے ہی نقل کی ہیں اور اس کتاب میں ان کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔

(3) علامہ مجلسی بحارالانوار کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

''پس میں نے تحقیق کو آئمہ طاہرین ابرارؑ کی احادیث سے اختیار کیا اور ان سے ہی بحث کو اخذ کیا اور میں نے اس میں غور وخوض کرنے کا حق ادا کیا اور میں نے اس کی مشق کرنے میں بھر پور حصہ ڈالا اور مجھے اپنی زندگی کی قسم! میں نے اسے نجات کی کشتی اور سعادات کے ذخائر سے بھر پور پایا اور میں نے اسے ایسا آسمان پایا جو جہالات کی تاریکیوں سے نجات دینے والی روشنیوں سے مزین ہے، میں نے دیکھا اس کے راستوں کو ظاہر اور اس کی گلیوں کو واضح اور ہدایت اور فلاح کے جھنڈے اس کے راستوں پر بلند ہیں اور کامرانی وکامیابی کی طرف بلانے والوں کی آوازیں اس کے راستوں پر سنائی دیتی ہیں اور میں اس کی شاہراہوں پر چلتے ہوئے شاداب گلستانوں تک اور سرسبز باغات تک پہنچ گیا، جو ہر علم کے پھول اور ہر حکمت کے پھل کے ساتھ مزین ہیں اور میں نے اس کی منازل کو طے کرتے ہوئے ایسے راستے دیکھے جو تعمیر شدہ تھے اور ان پر چلنے کی جگہ تھی اور ہر شرف ومنزلت کی طرف پہنچانے والے تھے پس میں نے کوئی حکمت نہیں پائی مگر اس کا انتخاب وہاں تھا اور کوئی حقیقت نہیں پائی مگر اس کی اصل وہاں تھی۔

پھر مروج اور مشہور کتب کا احاطہ کرنے کے بعد میں نے ان ترک کر دیئے گئے معتبر اصولوں کو ڈھونڈنا شروع کیا جو مخالفین کے سلاطین اور آئمہ ضلالت کے غلبے کی وجہ سے یا فضل وکمال کے

[1] حیات القلوب (مترجم) ۱۶:۱

دعویدار جاہلوں کے درمیان باطل علوم کے مروج ہونے کی وجہ سے یا متاخرین کی ایک جماعت کے ان کی پرواہ نہ کرنے کی وجہ سے اوران سے زیادہ مشہور پر اکتفاء کرنے کی وجہ سے اونچے شہروں اور طویل زمانوں میں متروک ہو گئے ہیں کیونکہ وہ (معتبر کتب) ان تمام (عام) کتب سے زیادہ جامع، کافی، کامل اور شافی ہیں۔

پس میں ان کتب کے متعلق گاہے بگاہے مشرق ومغرب کے شہروں میں پوچھنے لگا اور میں ان کی طلب میں ہراس شخص سے مصر ہوگیا جس کے متعلق مجھے گمان تھا کہ اس کے پاس ان میں سے کچھ ہو گا اگرچہ وہ اس کے متعلق بخل کرنے والا ہو اور اس کام پر بھائیوں کی ایک جماعت نے میری مدد کی۔ وہ ان کتب کی تحصیل کے لیے شہروں میں پھرنے لگے اور انہوں نے ان کو اطراف واقطار زمین سے سخت کوشش کے ساتھ طلب کیا حتیٰ کہ میرے رب کے فضل وکرم سے میرے پاس ایسی کئی معتبر کتب اصول جمع ہوگئیں جن پر پچھلے زمانوں میں علماء کا اعتماد تھا اوران کی طرف گزرجانے والے قرون میں افاضل کا رجوع تھا پس میں نے ان کو مشتمل پایا ایسے کثیر فوائد پر جن سے مشہور و متداول کتب خالی ہیں اور میں ان میں کثیر احکام کے مدارک پر مطلع ہوا کہ اکثر لوگوں نے اعتراف کیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک ایسی چیز سے خالی ہے جو اس کا ماخذ ہونے کے لیے درست ہو تو میں نے ان کی ترویج، تصحیح، ترتیب اور اصلاح میں اپنی پوری کوشش صرف کردی۔ [1]

نتیجہ گیری:

علامہ مجلسی کے مذکورہ بیانات سے واضح ہوجاتا ہے کہ انہوں نے بحارالانوار میں اصول معتبرہ سے احادیث وروایات کو نقل کیا ہے اور انہوں نے ان مصادر کی توثیق تفصیل کے ساتھ درج کی ہے لہذا بحارالانوار میں رطب ویابس جمع ہونے کا بیانیہ محض کم علمی وجہالت پر مبنی ہے۔ علامہ مجلسی نے تمام احادیث وروایات کو قابل عمل قرار دیا ہے اور بار بار اس کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیتے ہیں چنانچہ سمجھنا چاہیے کہ علامہ کسی غفلت کا شکار نہیں ہوئے بلکہ یقیناً سخت محتاط تھے اور معترضین اس حوالے سے کسی کم علمی کا شکار ہوئے ہیں۔

رہا یہ مسئلہ کہ بعض مسائل ایسے ہیں جو پیچیدہ ہیں یا ان پر اعتراض ہے تو ایسے مسائل تقریباً ہر ایک کتاب میں موجود ہوتے ہیں اوران کی تاویل وتشریح کی جاتی ہے نہ کہ ان کی وجہ سے کتاب کو ہی

[1] بحارالانوار (مترجم)

غیر معتبر قرار دے دیا جاتا ہے اور علامہ مجلسی نے بالعموم اور ان مسائل کی بالخصوص تاویل و تشریح درج کرتے ہیں اور ان کا حل پیش کرتے ہیں جن کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے تا کہ کسی بھی غیر منصفانہ وغیر محققانہ اور لغو گفتگو سے بچا جا سکے۔ (واللہ اعلم)

بحارالانوار پر اصولیت کی یلغار:

میں قارئین کی توجہ ایک اور مصیبت کی طرف کروانا چاہتا ہوں کہ جس کی وجہ سے بحارالانوار پر تنقید کی گئی ہے۔ دراصل مسئلہ یہ ہے کہ آجکل اخباری اور اصولی دو مسلک مشہور ہو گئے ہیں جن کے درمیان اصول و مسائل پر سخت اختلاف واقعہ ہوا ہے۔ چنانچہ اصولی حضرات احادیث کو ان اصولوں پر پرکھتے ہیں جن کو انہوں نے تقریباً چھٹی صدی میں کامل اپنایا ہے اور انہوں نے احادیث کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ [1] جبکہ ہمارے محدثین کے اصول مختلف ہیں اور وہ احادیث کی جانچ پرکھ مختلف طریقے سے کیا کرتے ہیں۔ پس ان کے ہاں اگر کوئی حدیث اصول معتبرہ میں درج ہوتی ہے تو وہ اسے صحیح قرار دیتے ہیں اگرچہ اسناد قوی نہ بھی ہوں اور یہی اصول تمام تر محدثین کے ہاں واضح ہے اور اسی اصول کے تحت علامہ مجلسی نے بحارالانوار کو تالیف کیا ہے۔ مگر جو اعتراض کر رہے ہیں وہ اس اصول کو ماننے والے ہی نہیں ہیں بلکہ وہ جدید اصولوں کو مانتے ہیں اور ان اصولوں میں احادیث کی زیادہ تر جانچ پرکھ صرف اسناد کے ساتھ ہی کی جاتی ہے اور احادیث کے متون و مصادر کو کم ہی دیکھا جاتا ہے بلکہ ایسا صرف کہا اور لکھا ہوا ہی ملتا ہے، عمل تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی اصولی عالم اپنے اصول حدیث کے تحت صحیح بخاری پر اعتراض کرے تو اسے سمجھدار کہا جائے گا یا بیوقوف؟

چنانچہ جو لوگ محدثین کے اصول حدیث کے خلاف اصولوں پر عمل کرتے ہیں ان کا بحارالانوار پر اعتراض محض غلط فہمی ہے اور اکثر ایسے ہی لوگوں نے اس پر تنقید کی ہے اور اس پر کتب بھی لکھی ہیں جن میں ایک مشہور کتاب ''مشرعۃ بحارالانوار'' بھی ہے جو دو جلدوں میں ہے اور موصوف کے نزدیک 110 جلدوں میں سے صرف وہی صحیح ہے جو انہوں نے جمع کیا ہے۔ اسی طرح ایک کتاب ''صحیح من بحارالانوار انور غنی موسوی'' بھی قابل ذکر ہے۔ چنانچہ ان افاضل نے تقریباً 90 فیصد بحارالانوار کو ان اصولوں کے تحت رد کر دیا جن کو علامہ مجلسی نے تالیف کے وقت نظر میں ہی نہیں

---

[1] وسائل الشیعہ: ۲۵۱/۳۰؛ مشرق الشمسین بہائی: ۳؛ منتقی الجمان: ۴/۱؛ الحدائق الناضر X: ۱۴/۱؛ قواعد التحدیث محی الدین عزینی: ۱۵؛ علم درایۃ X الحدیث (مترجم): ۱۶؛ الوافی (مترجم): ۶۶/۱ مطبوعہ مکتبہ احیاء الاحادیث الامامیہ لاہور پاکستان۔

رکھا حالانکہ وہ ان سے بخوبی واقف تھے بلکہ انہوں نے ان کے برخلاف محدثین کی طرز پر بحار الانوار کو لکھا اور اس کے مصادر کی توثیق کی جیسا کہ شیخ کلینی، شیخ صدوق اور شیخ طوسی نے اپنی اپنی کتب میں کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل کے لیے کتاب الوافی (مترجم) جلد اول میں درج میرے مقدمات کی طرف رجوع کیا جائے اور ایسے شکوک وشبہات کو ان کے ایجاد کرنے والوں کی طرف واپس پلٹایا جائے۔

بحارالانوار کی اہمیت:

(1) آقا بزرگ تہرانی فرماتے ہیں:

''بحارالانوار ایک جامع کتاب ہے جو اہل بیتؑ کی روایات واخبار پر مشتمل ہے۔ ایسی باریک بینانہ تحقیقات جس سے بہتر تحقیقات کہیں نہیں ملیں گی اور کہنا چاہیے کہ اس کتاب کی مانند کوئی کتاب نہیں جو اس سے قبل تالیف ہوئی ہو اور نہ اس کے بعد لکھی جائے گی۔''[۱]

(2) آقا خمینی فرماتے ہیں:

''بحارالانوار بزرگ عالم ومحدث محمد باقر مجلسی کی کاوش ہے جو تقریباً 400 کتب پر مشتمل ہے۔ بحار الانوار بذات خود ایک چھوٹا کتب خانہ ہے اور مصنف نے جب دیکھا کہ حدیث کی بہت سی کتب جو حجم کم ہونے اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ نابودی اور ناپید و نایاب ہونے کے خطرے سے دوچار ہیں تو اس کتاب کی تالیف کا فیصلہ کیا۔''[۲]

(3) علامہ محمد حسین طباطبائی فرماتے ہیں:

''بحار (الانوار) اخبار و روایات جمع کرنے کے لحاظ سے بہترین شیعہ دائرۃ المعارف میں سے ایک ہے۔ بحار (الانوار) کی تفصیل وتبویب میں مؤلف کا ذوق وسلیقہ حیرت انگیز اور موضوعات سے متعلق آیات کریمہ سے استناد بھی حیران کن ہے۔ علامہ مجلسی نے اس کاوش کے ذریعے دین اور آثار اہل بیتؑ کو زندہ کیا۔''[۳]

بحارالانوار کی خصوصیات:

اس میں کوئی شک نہیں کہ شیعہ روایات میں زندگی کے تمام موضوعات ملتے ہیں چونکہ چہاردہ

---

[۱] الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ: ۱۶/۳

[۲] کشف الاسرار: ۳۱۹

[۳] مہر تابان طباطبائی: ۳۶

معصومینؑ نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے اور انسانی ضروریات کے تحت ہر موضوع کے بارے میں اپنے فرامین اوراحادیث میں عظیم الشان تعلیمات بیان فرمائی ہیں۔اس لحاظ سے شیعہ روایات اسلامی تعلیمات کا ایک عظیم ترین ورثہ ہے جو ہمارے محدثین کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔بحارالانوار سے پہلے جتنی بھی کتب حدیث لکھی گئی ہیں، اُن میں زیادہ تر فقہی احادیث کو ہی اہمیت دی گئی ہے اور دوسرے موضوعات طاق نسیاں کی نذر ہو گئے۔اگرچہ شیخ کلینی نے ''الکافی'' میں فقہ کے علاوہ دوسرے موضوعات کو بھی اہمیت دی ہے لیکن پھر بھی معاداوراصول دین سے متعلق دوسرے عناوین اُن سے بھی رہ گئے ہیں۔

بہرحال ان بزرگوں کی ان کتب میں اصل توجہ فقہ کی طرف تھی جس کی وجہ سے اُنہوں نے فقہی روایات کو ہی جمع کیا ہے۔یہ فقط علامہ مجلسی ہیں کہ جنہوں نے فقہ کے علاوہ دوسرے موضوعات کو بھی مدنظر رکھا ہے اور بحارالانوار میں جامعیت پیدا کرتے ہوئے زندگی کے تمام اہم موضوعات کے بارے میں روایات جمع کی ہیں۔ یہ بحارالانوار کی سب سے بڑی خصوصیت ہے جو اسے دوسری کتب حدیث سے ممتاز بنادیتی ہے۔

اس کے علاوہ بحارالانوار، انواع واقسام کے علمی نکات سے بھری پڑی ہے جو علامہ نے مشکل روایات کو حل کرنے میں پیش کیے ہیں۔ یہ نکات اور باریک بینیاں بھی اس کتاب کو ممتاز بنادیتی ہیں لہذاہمیں اس کتاب میں بے شمار ادبی، رجالی،لغوی اور کلامی وفقہی نکات ملیں گے جن سے علامہ مجلسی نے مشکل اور نادروغریب روایات کو حل کرنے میں استفادہ کیا ہے۔

ایک اور خصوصیت جواس کتاب میں دیکھی گئی ہے وہ علامہ کا ایسی کتابوں اور خطی نسخوں سے استفادہ کرنا ہے کہ جو بدقسمتی سے اس وقت ہمارے پاس نہیں ہیں اور فقط بحارالانوار ہی کے ذریعے ان کے مضامین اور مطالب محفوظ رہ گئے ہیں۔اگر علامہ مجلسی یہ کتاب نہ لکھتے تو شاید ہم ان نادر کتب کے مضامین سے محروم رہ جاتے۔ [1]

اس نکتے کے بارے میں بہت سے علماء اور محققین نے توجہ مبذول کرائی ہے اوراسے بحارالانوار کی سب سے بڑی خصوصیت قرار دیا ہے۔چونکہ علامہ مجلسی کے پاس بہترین خطی نسخے تھے جن سے اُنہوں نے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ورنہ یہ قیمتی خطی نسخے ہر جگہ نہیں ملتے اورنہ ہی ہر شخص کی دسترس

[1] مقدمہ آیت اللہ ربانی شیرازی، جلداول بحار: ۵

میں ہوتے ہیں۔ [۱]

ایک اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ علامہ نے بحارالانوار میں ہر مطلب سے متعلق اکثر روایات کو ایک ہی جگہ جمع کر دیا ہے جسے انسان آسانی کے ساتھ جان لیتا ہے کہ اس موضوع سے متعلق روایات متواتر ہیں یا مستفیض یا کسی دوسری قسم سے ہیں۔

بحارالانوار کے ماخذ:

علامہ مجلسی نے کتاب کی ابتداء میں 386 کتب اور 25 مؤلفین کے نام ذکر کیے ہیں۔ انہوں نے حجت لانے اور شیعہ روایات کے اثبات کے لیے اہل سنت کے بعض منابع سے بھی استفادہ کیا ہے اور ان منابع و مآخذ میں سے 85 مآخذ کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے بحارالانوار کی تالیف میں بعض شرحوں اور ماخذ لغت سے بھی استفادہ کیا ہے۔ مجلسی تالیف کے ضمن میں بھی بعض ماخذ کا حوالہ دیتے ہیں۔ [۲]

بحارالانوار میں روایات کی تعداد:

ایک ضبط کے مطابق بحارالانوار میں احادیث وروایات کی کل تعداد بہتر ہزار (۷۲۰۰۰) ہے لیکن اگر شرح وغیرہ میں درج روایات اور اہل سنت منابع سے مرویات بھی شامل کی جائیں تو ان کی تعداد اس سے کہیں بڑھ جاتی ہے اور ممکن ہے کہ یہ ایک لاکھ تک پہنچ جائے۔ (واللہ اعلم)

[۱] مقدمہ علامہ شعرانی، جلد ۵۳ بحار

[۲] بحارالانوار: ج۱ ص ۲۶۶۔

مقدمہ مؤلف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے علم کے آسمان کو بلند کیا اور اسے دیکھنے والوں کے لیے ستاروں سے مزین کیا اور اس پر نبوت کے سورج اور امامت کے چاند لگا کر انوار کی قندیلیں لٹکائیں اس کے لیے جو یقین کے راستوں پر چلنا چاہے، اور اس کے ستاروں کو شیاطین کے وسوسات کو مارنے کا آلہ بنایا اور اس کی حفاظت کی ٹوٹتے ہوئے روشن ستاروں کے ذریعے گمراہوں کے شبہات سے، پھر اس نے اس کی راتوں کو گمراہ کرنے والے فتنوں سے تاریک کر دیا اور پھر اس نے اس کی صبحوں کو روشن دلائل سے نکالا، اور اس نے مؤمنین کے دلوں کی اراضیات کو حکمتِ یمانیہ کے باغوں کے لیے ہموار کیا پھر ان کو کشادہ کیا، اور پھر اس کو اسرارِ علوم ربانیہ کے پھولوں کے لیے تیار کیا، اور پھر اس میں سے پانی اور گھاس نکالی، اور اس نے اس کی حفاظت فرمائی شکوک اور اوہام کے زلزلوں سے، اور اس نے اس میں اپنی سکینہ (تسکین) کو ودیعت فرمایا جیسے جبال کو گاڑ دیا، پس ہم شکر ادا کرتے ہیں اس کا نعمات پر جو شمار نہیں کی جاسکتیں، عجز اور تقصیر کا اعتراف کرتے ہوئے، اور ہم اس سے اپنے تمام آسان و مشکل معاملات میں ہدایت کے طلبگار ہیں۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی خدا سوائے اللہ کے جو واحد لاشریک ہے، گواہی ہے علم اور یقین کے ساتھ، تصدیق اور ایمان کے ساتھ ،جس میں قلب نے لسان پر سبقت کی ہے، اور اس میں اخفات نے اعلان سے مطابقت کی ہے، اور یہ کہ اس کے انبیاء کے سردار اور اس کے منتخب افراد میں سے منتخب فرد اور زمین و آسمان میں اس کے نور جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رازدار بندے اور اس کے منتخب رسولؐ اور اس کے حبیب ہیں جس سے امید وابستہ ہے اور اس کی تمام مخلوقات پر اس کی حجت ہیں، اور یہ کہ اللہ کے مرتضیٰ ولی، اور اس کی سونتی ہوئی تلوار، اور اس کی عظیم خبر، اور اس کی صراطِ مستقیم، اور اس کی مضبوط رسی، اور اس کا با مرتبہ پہلو جناب علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں جو اوصیاء کے سردار، تمام مخلوق کے امام، اور یوم قیامت کے شفیع اور عالمین پر اللہ کی رحمت ہیں، اور یہ کہ ان کی عترت میں سے پاکیزہ ترین افراد اور ان کی ذریت میں سے اعاظم اور ان کے اہل البیت میں سے ابرار افراد باشرف سردار ہیں اور مخلوق کے امام ہیں اور تاریکیوں کے انوار ہیں اور کلام کی چابیاں ہیں اور تنگیوں کے شیر ہیں اور نعمتوں کی برسات ہیں! اللہ عزوجل نے ان کو اپنے انوارِ عظمت سے خلق فرمایا اور ان کو اسرار حکمت ودیعت فرمائے اور ان کو اپنی رحمت کا سرچشمہ بنایا اور روح کے ذریعے ان کی تائید فرمائی اور ان کو اپنی تمام مخلوقات پر

اختیار کیا، ان کے لیے بلند ہیں بلندیاں اور بچھے ہیں بچھے ہوئے (فراش) اور جمے ہوئے ہیں جمنے والے (پہاڑ) اور پکڑا ہے قرار آسمانوں پر عرش نے! اور ان کے علوم کے اسرار سے مؤمنین کے قلوب میں معرفت کے ثمر پکتے ہیں اور ان کے فضائل کی بارش سے یقین کرنے والوں کے سینوں میں حکمت کی نہریں جاری ہوتی ہیں، پس ان پر صلوات ہو اللہ عزوجل کی جب سے لے کر ان پر صلوات بھیجنا ثواب حاصل کرنے کا وسیلہ ہے اور ان کی ثناء کرنا درجات کے بلند ہونے کا ذریعہ ہے، اور ان کے دشمنوں پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو جو جحیم کے طبقات والی ہو، جسے سخت ترین سزاؤں کے لیے تیار کیا گیا ہے، اور دشمنان دین پر لعنت کرنے کو افضل ترین عبادت شمار کیا گیا ہے۔ امابعد! پس کہتا ہے بخشنے والے رب کی رحمت کا محتاج، اس کا فرزند جو منتقل ہو چکا ہے ریاض القدس کی طرف، اللہ عزوجل ان کی قبر کو پاکیزہ فرمائے، نام ہے محمد باقر، اللہ ان دونوں کے جرائم کو معاف فرمائے اور ان دونوں کا حشر ان دونوں کے آئمہ علیہم السلام کے ساتھ فرمائے، کہ: جان لو اے معشر طالبینِ حق و یقین! اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل البیت علیہم السلام کی اتباع کی رسی سے وابستہ ہونے والو! میں اپنی نئی جوانی میں ہی علوم کو انواع سمیت طلب کرنے پر حریص تھا اور بلند مرتبہ علوم کو ان کی ڈالیوں سے چننے کا شیدائی تھا، پس میں اللہ سبحانہٗ کے فضل سے ان کے حوضوں پر وارد ہوا اور ان کے باغات میں گیا، اور میں ان کے درست اور بیمار پر مطلع ہوا، اور میں نے اپنا ٹوکرا ان کے مختلف پھلوں سے بھر لیا اور میری جیب ان کے بہترین اصناف سے بھر گئی، اور میں نے ہر گھاٹ سے سیراب ہو کر گھونٹ پیے اور میں نے ہر کھلیان سے بے نیاز کر دینے والی مٹھیاں بھریں، تو میں نے ان علوم کے ثمرات اور غایات کو دیکھا اور میں نے تفکر کیا حاصل کرنے والوں کی اغراض میں اور جس نے ان کو ترغیب دی ان علوم کی انتہاؤں تک پہنچنے کی اس میں بھی، اور میں نے غور وفکر کیا اس میں جو ان میں سے معاد میں کام آئے گا اور میں نے غور وخوض کیا اس میں جس میں سے ہدایت کی طرف پہنچا جا سکتا ہے، تو مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل والہام سے یقین ہو گیا کہ علم کا ٹھنڈا پانی پیاس نہیں بجھا سکتا مگر جب اسے صاف وشفاف نہر سے اخذ کیا گیا ہو جو وحی اور الہام کے چشموں سے پھوٹی ہو! اور حکمت نفع بخش نہیں ہو سکتی جب دین کے رازدانوں اور مخلوق کے بلند مرتبہ افراد سے اخذ نہ کی جائے۔ پس میں نے تمام علم پایا اللہ عزوجل کی کتاب میں، وہ کتاب جس کے نہ سامنے سے باطل آ سکتا ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے سے، اور اہلبیتِ رسالت علیہم السلام کی احادیث میں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کا خزانچی بنایا ہے اور اپنی وحی کا ترجمان بنایا ہے، اور میں نے جانا کہ قرآن کا علم وہ ہے کہ بندوں کی عقول اس سے یقینی استنباط نہیں کر سکتیں اور کوئی اس کا احاطہ نہیں کر سکتا سوائے اس کے جس کو اللہ عزوجل نے اس کام کے لیے منتخب کیا ہے آئمہ دین علیہم السلام میں سے، وہ آئمہ علیہم السلام جن کے گھر میں روح الامین نازل ہوئے، پس میں نے اسے ترک کر دیا جس میں میں نے اپنی

عمر کا ایک عرصہ ضایع کر دیا! بمع اس کے کہ وہ ہمارے زمانے میں رائج ہے اور میں اس کی طرف متوجہ ہوا جس کے متعلق میں نے جانا کہ یہ عنقریب مجھے میری آخرت میں فائدہ پہنچائے گا بمع اس کے کہ وہ ہمارے زمانے میں بلکل متروک ہے! پس میں نے تحقیق کو آئمہ طاہرین ابرار سلام اللہ علیہم کی احادیث سے اختیار کیا اور ان سے ہی بحث کو اخذ کیا اور میں نے اس میں غور وخوض کرنے کا حق ادا کیا اور میں نے اس کی مشق کرنے میں بھرپور حصہ ڈالا۔اور مجھے اپنی زندگی کی قسم! میں نے اسے نجات کی کشتی اور سعادات کے ذخائر سے بھرپور پایا ،اور میں نے اسے ایسا آسمان پایا جو مزین ہے جہالات کی تاریکیوں سے نجات دینے والی روشنیوں سے، میں نے دیکھا اس کے راستوں کو ظاہر اور اس کی گلیوں کو واضح اور ہدایت اور فلاح کے جھنڈے اس کے راستوں پر بلند ہیں اور کامرانی و کامیابی کی طرف بلانے والوں کی آوازیں اس کے راستوں پر سنائی دیتی ہیں، اور میں اس کی شاہراہوں پر چلتے ہوئے شاداب گلستانوں تک اور سرسبز باغات تک پہنچ گیا، جو مزین ہیں ہر علم کے پھول اور ہر حکمت کے پھل کے ساتھ، اور میں نے اس کی منازل کو طے کرتے ہوئے ایسے راستے دیکھے جو تعمیر شدہ تھے اور ان پر چلنے کی جگہ تھے اور ہر شرف ومنزلت کی طرف پہنچانے والے تھے، پس میں نے کوئی حکمت نہیں پائی مگر اس کا انتخاب وہاں تھا اور کوئی حقیقت نہیں پائی مگر اس کی اصل وہاں تھی۔ پھر مروج اور مشہور کتب کا احاطہ کرنے کے بعد میں نے ان ترک کردیے گئے معتبر اصولوں کو ڈھونڈنا شروع کیا جو متروک ہوگئے ہیں اونچے شہروں اور طویل زمانوں میں، یا تو: مخالفین کے سلاطین اور آئمہ ضلالت کے غلبے کی وجہ سے، یا تو: فضل و کمال کے دعویدار جاہلوں کے درمیان باطل علوم کے مروج ہونے کی وجہ سے، یا تو: متاخرین کی ایک جماعت کے ان کی پرواہ نہ کرنے کی وجہ سے اور ان سے زیادہ مشہور پر اکتفاء کرتے ہوئے، کیونکہ وہ (مشہور کتب) ان تمام کتب سے زیادہ جامع، کافی، کامل اور شافی ہیں۔پس میں ان کتب کے متعلق گاہے بگاہے مشرق و مغرب کے شہروں میں پوچھنے لگا، اور میں ان کی طلب میں مصر ہوگیا ہر اس شخص سے جس کے متعلق مجھے گمان تھا کہ اس کے پاس ان میں سے کچھ ہوگا، اگرچہ وہ اس کے متعلق بخل کرنے والا ہو! اور اس کام پر میری مدد کی بھائیوں کی ایک جماعت نے، وہ شہروں میں پھرنے لگے ان کتب کی تحصیل کے لیے، اور انہوں نے ان کو طلب کیا اطراف واقطار زمین سے سخت کوشش کے ساتھ، حتیٰ کہ میرے رب کے فضل وکرم سے میرے پاس ایسی کئی معتبر کتب اصول جمع ہوگئیں جن پر پچھلے زمانوں میں علماء کا اعتماد تھا، اور گذر جانے والے قرون میں افاضل کا رجوع تھا ان کی طرف، پس میں نے ان کو مشتمل پایا ایسے کثیر فوائد پر جن سے مشہور ومتداول کتب خالی ہیں، اور میں ان میں کثیر احکام کے مدارک پر مطلع ہوا، کہ اکثر لوگوں نے اعتراف کیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک ایسی چیز سے خالی ہے جو اس کا ماخذ ہونے کے لیے درست ہو، تو میں نے ان کی ترویج، تصحیح، ترتیب اور

اصلاح میں اپنی پوری کوشش صرف کردی۔اور جب میں نے دیکھا کہ زمانہ فساد کی انتہا کو پہنچ چکا ہے اور اہل زمانہ ہدایت کی طرف پہنچانے والی چیز سے روگردان ہو چکے ہیں تو مجھے خوف ہوا کہ یہ بات قلیل سے ایسی طرف نہ چلی جائے جونسیان اور ترک کا باعث ہو، اور مجھے خوف ہوا کہ اس کا شیرازہ نہ بکھر جائے! خائن زمانے کے مدونہ کرنے کی وجہ سے، اور اسی کے ساتھ اس کے ہر موضوع سے متعلق روایات ابواب میں متفرق اور فصول میں منتشر تھیں، اور بہت کم آسان ہوتا ہے کسی کے لیے اس کے موضوعات میں سے کسی موضوع کے متعلق تمام روایات پر مطلع ہونا، اور شاید یہ بھی اس کے متروک ہونے اور لوگوں کے اس پر عبور کی قلت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔تو میں نے اپنے پروردگار سے استخارہ کرنے کے بعد اور اس کی قوت وطاقت سے اعانت چاہنے کے بعد اور اس کی تائید ورحمت سے مدد چاہنے کے بعد عزم کیا ان کو تالیف کرنے، ان کو منظم کرنے، ان کو مرتب کرنے اور ان کو جمع کرنے کا، ایک مرتب فصول اور ابواب والی کتاب میں، جو مضبوط مقاصد اور مطالب والی ہو، عجیب وغریب نظام وترتیب پر مشتمل ہو جس کی مثل قوم کی تصنیفات اور تالیفات میں موجود ہی نہ ہو! تو بحمد للہ یہ کتاب ایسی ہی بہترین وفاء پر آئی جس کا میں نے ارادہ کیا تھا اور رب کے فضل و کرم سے میرے پاس آئی اس سے زیادہ افضل امید کے ساتھ جس کا میں نے راستہ ہموار کیا تھا اور قصد کیا تھا، پس میں نے اس کتاب کے ہر باب کی شروعات میں عنوان سے متعلقہ آیات نقل کی ہیں، پھر اگر وہ آیات محتاج بیان وتفسیر ہوں تو میں نے ان کے بعد ان کی کچھ تفسیر وارد کی ہے جو بعض مفسرین نے ذکر کی ہے، اس کے بعد ان میں سے ہر باب میں جمع ہے یا تو: مکمل روایت جو عنوان سے متعلق ہو، یا تو: وہ حصہ جو اس کے متعلق ہو ساتھ ہی اس روایت کے دوسرے مقام پر مکمل لانے کا اشارہ بھی اس کے ساتھ ہو، یا تو: روایت کا صرف اشارہ اس مقام کی طرف جہاں وہ نقل ہو جو کہ روایت کے لیے اس مقام سے زیادہ مناسب ہو، یہ رعایت اس لیے ہے تا کہ جس فائدے کا قصد کیا جائے وہ حاصل ہو جائے مع تمام اختصار کے، اور جو روایات محتاج وضاحت ہیں میں نے ان کی وضاحت کی ہے شافی بیان کے ساتھ وہ بھی انتہائی مختصر انداز میں کہ کہیں کتاب طویل نہ ہو جائے اور کتاب کا حجم بڑھ نہ جائے کہ طلاب پر اس کی تحصیل مشکل ہو جائے، اور میرے ذہن میں ہے اگر موت نے وقت دیا اور اللہ کے فضل وکرم نے مدد کی تو اس کتاب کی ایک مکمل شرح لکھوں گا جو مشتمل ہو ایسے مقاصد پر جو علماء کی کتب میں نہیں پائے جاتے، اور اس میں صاحبانِ عقل کے لیے کلام کو مکمل کروں۔اور ہماری کتاب کے لطیف فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ یہ کتاب ایسی کتب اور ابواب پر مشتمل ہے جو کثیر فوائد والے اور بہت منفعت والے ہیں، جن کو ہمارے مؤلف علماء رضوان اللہ علیہم نے بھلا دیا ہے اور انہوں نے ان کے لیے کوئی الگ کتاب یا باب نہیں بنایا، جیسے کتاب عدل والمعاد اور انبیاء اور آئمہ علیہم السلام کی

تواریخ کا ضابطہ اور کتاب السماء والعالم جو مشتمل ہے عناصر اور موالید کے احوال پر، اور اس کے علاوہ بھی جو اس میں نظر کرنے والے پر پوشیدہ نہیں ہیں۔ پس اے معشر برادران دینی! مؤمنین کے آئمہ علیہم السلام کی ولایت کے دعویدارو! میری اس دعوت کی طرف تیزی سے چلے آؤ اور اسے تسلیم اور یقین کے ہاتھوں سے اٹھاؤ اور عہد کرتے ہوئے اس سے وابستہ ہو جاؤ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو! اور ان لوگوں میں سے مت بننا جو اپنے مونہوں سے وہ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتا اور ان کے مضمون کلام سے ان کے پہلوؤں کی لپیٹ کا پتہ چلتا ہے، اور نہ ہی ان لوگوں میں سے ہونا جن کے دلوں میں ان کی اپنی جہالت اور گمراہی کی وجہ سے بدعت اور خواہشات نفسانی کی محبت گھر کر چکی ہے اور جس چیز کو برحق ملتوں نے رواج دیا ان لوگوں نے اسے بیکار کیا منکرین شرائع کے ان باطل اقوال سے جن کو انہوں نے مزین کیا تھا۔ پس خوشخبری ہو! پھر خوشخبری ہو! تمہارے لیے اے میرے بھائیو! ایک جامع مقاصد والی اور عمدہ کلام والی کتاب کی، اس کتاب جیسی حسین اور پررونق کتاب زمانوں نے نہیں لاسکی! اور یہ غیوب کے افق سے طالع ہونے والا ایسا ستارہ ہے کہ دیکھنے والوں نے ایسا ستارہ نہیں دیکھا جو نورانیت اور روشنی میں اس کی برابری کر سکے! اور ایسا شفیق دوست ہے جس کی شبیہ صدق اور وفائی کے لحاظ سے پچھلے زمانوں نے پائی ہی نہیں! اور تمہیں تمہارا اندھاپن کافی ہے اے اس کی شاخوں کی بلندی اور اس کی ٹہنیوں کی رفعت کا حسد، عناد اور تحیر کی وجہ سے انکار کرنے والے! اور تمہیں تمہارا شک وریب کافی ہے اے اس کی رفعت شان اور حلاوت بیان کا جہالت، ضلالت اور بیوقوفی کی وجہ سے اعتراف نہ کرنے والے! اور اس کے علوم اور حکمت اور اسرار کی انواع پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اور اس کے تمام کتب حدیث سے بے نیاز کر دینے کی وجہ سے میں نے اس کا نام رکھا ہے: بحار الانوار الجامعة لدرر الاخبار الائمة الاطهار ''پس میں امید کرتا ہوں اللہ کے فضل وکرم سے اپنے بندے پر جو اس کی رحمت اور احسان کا امیدوار ہے، کہ میری یہ کتاب قیام قائم آل محمد۔علیہم الصلاۃ والسلام والتحیۃ والاکرام۔تک فضلاء کرام کا مرجع ہوگی اور علوم آئمہ اعلام علیہم السلام کے ہر طلبگار کے لیے ایک مصدر ہوگی اور کم ظرف ملحدوں کو باز رکھنے والی ہوگی، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت میں میرے لیے روشنی اور نور بنائے اور بڑی دہشت کے دن خطروں سے امن وسرور کا سامان بنائے اور یوم حساب کے دن کی رسوائیوں سے کرامت اور سرور بنائے اور دنیا میں زمانوں کی مسافت تک اسے ایک کامل تذکرہ بنائے، کیونکہ اسی سے ہر فضل ونعمت کی امید کی جاتی ہے اور وہ ہر نعمت کا ولی ہے اور ہر نیکی کا مالک ہے، اور شروع وآخر میں تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اور اللہ عزوجل کا درود وسلام ہو جناب محمد اور ان کے اہل البیت پر جو مبارک لوگوں کی چمک اور باشرف نجیب ہیں، اور ہم نے ابواب کو شروع کرنے سے پہلے تمہیداً ایک مقدمہ رکھا ہے جس میں ہم نے اس کتاب میں کی گئی اصطلاحات کو بیان کیا ہے

اور ایسا بیان جس کی معرفت لازمی ہے اس کے فوائد کی اطلاع کے لیے، اور یہ کچھ فصول پر مشتمل ہے:

[پہلی فصل]

ان صولوں اور کتب کے بیان میں جن سے کتاب کو اخذ کیا گیا ہے

کتاب عیون اخبار الرضا،

کتاب علل الشرائع و الاحکام،

کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ فی الغیبۃ،

کتاب التوحید،

کتاب الخصال،

کتاب الامالی و المجالس،

کتاب ثواب الاعمال و عقاب الاعمال،

کتاب معانی الاخبار،

کتاب الھدایۃ،

رسالۃ العقائد،

کتاب صفات الشیعہ،

کتاب فضائل الشیعہ،

کتاب مصادقۃ الاخوان،

کتاب فضائل الاشھر الثلاثہ،

کتاب النصوص،

کتاب المقنع،

پس یہ تمام کتابیں شیخ صدوق ابی جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی رضوان اللہ علیہ کی

ہیں۔

اور شیخ اجل ابوالحسن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ کی کتاب ''الامامۃ و التبصرۃ من الحیرۃ'' جو کہ شیخ صدوق کے والد ہیں، خدا ان دونوں کی قبر کو پاک کرے۔

اور ایک اور ''اصل'' انہی سے یا ان کے علاوہ قدیم معاصرین سے بھی ہے اور کچھ قرینوں سے یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ اس کتاب کو شیخ ثقۃ الجلیل ہارون بن موسیٰ التلعکبر ی رح نے تالیف کیا ہے۔

اور کتاب ''قرب الاسناد'' محترم اور ثقہ شیخ ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن جعفر بن الحسین بن جامع بن مالک الحمیر ی القمی نے لکھی ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ کتاب ان کے والد کی ہے اور وہ اس کا راوی ہے جیسا کہ نجاشی نے صراحتاً کہا ہے، اگرچہ کتاب ان کی ہو جیسا کہ ابن ادریس نے بیان کیا ہے، خدا اس پر رحم کرے، اور والد ان کے اور ان اسانید کے درمیان واسطہ ہوں جو ہم نے وارد کی ہیں۔

اور کتاب ''بصائر الدرجات'' جو کہ شیخ الثقہ عظیم الشان محمد بن الحسن الصفار کی ہے۔

اور کتاب ''المجالس'' جو الامالی کے نام سے مشہور ہے،

کتاب الغیبۃ[1]،

کتاب المصباح الکبیر،

کتاب المصباح الصغیر،

کتاب الخلاف،

کتاب المبسوط،

کتاب النہایہ،

کتاب الفہرست،

کتاب الرجال،

تفسیر التبیان،

کتاب تلخیص الشافی،

کتاب العدۃ فی اصول الفقہ،

کتاب الاقتصاد،

[1] میں نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کر دیا ہے جو بحمد للہ تراب پبلیکیشنز لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

کتاب الایجاز فی الفرائض،

کتاب الجمل، اجوبة المسائل الحائریه

اور اس کے علاوہ دوسری تمام کتابیں جو کہ شیخ الطائفہ محمد بن الحسن الطوسی (قدس اللہ روحہ) کی ہیں۔

اور کتاب الارشاد،

کتاب المجالس،

کتاب النصوص،

کتاب الاختصاص،

الرسالہ الکافیہ فی ابطال توبة الخاطئة،

رسالة مسار الشیعة فی مختصر تواریخ الشرعیه،

کتاب المقنعة،

کتاب العیون والمحاسن المشتهر بالفصول،

کتاب المقالات،

کتاب المزار،

کتاب ایمان ابی طالب،

رسائل ذبائح اهل الکتاب،

المتعة،

سهو النبی صه و نومه عن الصلاة،

تزویج امیر المومنین ع بنته من عمر،

وجوب المسح،

اجوبة المسائل السرویة و العکبریة و الاحدة و الخمسین

اور اس کے علاوہ ''شرح عقائد الصدوق'' جو شیخ الجلیل المفید محمد بن محمد بن نعمان (اللہ کا ان پر لطف ہو) نے لکھی ہیں۔

اور ''کتاب المجالس'' جو ''الامالی'' کے نام سے مشہور ہے کو قابل احترام شیخ ابوعلی الحسن بن شیخ الطائفہ (خدا ان دونوں کی روح پر لطف کرے) نے تالیف کیا ہے۔

اور شیخ معزز ثقہ ابوالقاسم جعفر بن محمد بن جعفر بن موسیٰ بن قولویہ کی کتاب ''کامل الزیارة'' ہے۔

اور شیخ کامل ثقہ احمد بن محمد بن خالد البرقی کی کتاب ''المحاسن و الآداب'' ہے۔

اور قابل احترام اور ثقہ شیخ علی بن ابراہیم بن ہاشم القمی کی ''کتاب التفسیر'' ہے۔

اور ان کے قابل احترام فرزند محمد کی ''کتاب العلل'' ہے۔

اور محمد بن مسعود السلمی کی ''کتاب التفسیر'' ہے جسے العیاشی کے نام سے جانا جاتا ہے، جو شیخ الثقہ اور اخبار کے راوی ہیں۔

اور ''کتاب التفسیر'' جو کہ امام الہمام الصمصام الحسن بن علی العسکری (علیہ السلام) کی طرف منسوب ہے، خدا کا درود و سلام ہو ان پر اور ان کے آباء و اجداد پر اور ان کے بیٹے الخلف الحجۃ (علیہ السلام) پر۔

اور شیخ محمد بن علی بن احمد الفارسی کی کتاب ''روضۃ الواعظین و تبصرۃ المتعظین'' ہے، لیکن لوگوں کے ایک گروہ نے غلطی کی اور اسے شیخ مفید کی طرف منسوب کیا اور ابن شہر آشوب نے المناقب میں وہی بیان کیا جو ہم نے ذکر کیا ہے، شیخ منتجب الدین نے الفہرست میں بھی اور علامہ رح نے اپنے ''رسالہ الاجازہ'' میں بھی اور دیگر میں بھی یہی ذکر کیا ہے اور یوں علامہ نے اس کتاب تک اپنے سلسلہ کا ذکر کیا ہے اور ہم اس کتاب کی آخری جلد میں ان شاء اللہ اس کو ذکر کریں گے۔ پھر یہ بھی جان لیجیے کہ اس علامہ رح نے مصنف کا نام ذکر کیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور ابن شہر آشوب کے قول سے معلوم ہوگا کہ مصنف محمد بن حسن بن علی الفتال الفارسی ہیں اور یہ کہ تفسیر کا مصنف اور الروضہ کا مصنف ایک ہے اور اسی طرح اس کا تذکرہ کتاب ''المعالم العلماء'' میں ہے اور یہ شیخ المنتجب الدین کی ''فہرست'' کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مطابق وہ دو ہیں، جیسا کہ انہوں نے کہا: تفسیر کے مصنف محمد بن علی بن الفتال النیشاپوری ثقہ ہیں اور کیا ہی ثقہ ہے اور ایک طویل فاصلے کے بعد کہا ہے: شیخ شہید محمد بن احمد الفارسی کتاب روضۃ الواعظین کے مصنف ہیں۔ ابن داؤد نے ''کتاب الرجال'' میں کہا ہے کہ محمد بن احمد بن علی الفتال النیشاپوری جو کہ ابن الفارسی کے نام سے مشہور ہیں جو کہ ایک متکلم، عظیم عالم دین، فقیہ، عالم، پرہیزگار اور متقی انسان تھے۔ ابو المحاسن عبد الرزاق، نیشاپور کے حکمران، جسے اسلام کا شہاب کہا جاتا ہے، خدا اس پر لعنت کرے، نے اسے قتل کر دیا تھا۔ انتہی۔ اس کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن الفارسی کے والد کا نام ''احمد'' ہے اور ابن داؤد کا ان کی نسبت رجال الشیخ کی طرف دینا تو اس میں ان کی سہو مخفی نہیں ہے! کیونکہ رجال الشیخ میں تو ان کا کوئی اثر موجود نہیں ہے، بمع اس کے کہ اس شخص کا زمانہ شیخ کے زمانے سے بہت بعد کا ہے جیسا کہ فہرست شیخ منتجب الدین سے معلوم ہوتا ہے، اور علامہ کے اجازت نامے سے بھی اور ابن شہر آشوب کے قول سے بھی، اور بہر حال جو ہم نے نقل کیا ہے اس سے مؤلف کی جلالت ظاہر ہے اور ان کی کتاب شیعہ کے نزدیک کتب مشہورہ میں سے ایک ہے۔

اور کتاب الاعلام الوریٰ باعلام الھدیٰ،

رسالة الآداب الدینیه،

تفسیر مجمع البیان،

اور تفسیر جامع الجامع،تو یہ سب شیخ امین الدین ابی علی الفضل بن الحسن بن الفضل الطبرسی کی ہیں، جوان کی عظمت،فضیلت اور توکل پر مبنی ہے۔

اور کتاب ''مکارم الاخلاق'' مذکورہ بالا شیخ ابوعلی کی طرف منسوب ہےلیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ یہ ان کے بیٹے ابونصر الحسن بن الفضل کی تحریر ہے جیسا کہ ان کے بیٹے نے بیان کیا ہے''کتاب مشکاۃ الانوار'' میں اور کفعمی نے''الدروع الواقیہ'' کے ملحقات میں اور بلدالامین میں بھی۔

اور کتاب ''مشکاۃ الانوار شیخ ابو علی الطبرسی'' کے پوتے کی ہے، اس نے یہ اپنے والد جلیل کی کتاب 'مکارم الاخلاق' کے تتمہ میں تالیف کی تھی۔

اور کتاب الاحتجاج، یہ بھی ابوعلی کی طرف منسوب ہے،لیکن یہ غلطی ہے، بلکہ اسے ابومنصور احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی نے لکھا ہے،جیسا کہ السید بن طاؤس نے کتاب ''کشف المحجہ'' میں بیان فرمایا ہے، اور ابن شہرآشوب نے''معالم العلماء'' میں اور جلد ہی آپ پر یہ واضح ہوگا جب ہم مناقب ابن شہرآشوب سے بھی نقل کریں گے۔

اور کتاب المناقب،

کتاب معالم العلماء،

کتاب بیان التنزیل،

اور رسالہ متشابه القرآن،تو یہ سب شیخ الفقیہ رشید الدین ابوجعفر محمد بن علی بن شہرآشوب المازندرانی کی طرف سے ہیں۔

اور ثقہ شیخ زکی علی بن عیسیٰ اربلی کی کتاب ''کشف الغمه''۔

اور کتاب ''تحفة العقول عن آل الرسول'' جسے شیخ ابومحمد الحسن بن علی بن شعبہ نے لکھا ہے۔

شیخ ابوالحسین یحییٰ بن الحسن بن الحسین بن علی بن محمد بن البطریق الاسدی کی کتاب 'العمده''

کتاب المستدرک اور

کتاب المناقب، یہ سب امامت میں اخبار مخالفین پر مشتمل ہیں۔

اور شیخ السعید علی بن محمد بن علی الخزاز القمی کی کتاب ''کفایة الاثر فی النصوص علی الائمة

الاثنی عشر ''۔

اور شیخ الزاہد ورام بن عیسیٰ بن ابی النجم بن ورام بن حمدان بن خولان بن ابراہیم بن مالک الاشتر کی کتاب ''تنبیه الخاطر و نزهة الناظر'' اور اس کتاب کی ترسیل کا سلسلہ الاجازات میں مذکور ہے اور شیخ المنتجب الدین نے اسے ''الفهرس'' میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ ایک اچھے عالم اور فقیہ ہیں، میں نے اسے ''حلیۃ'' میں دیکھا، اور جیسا سنا تھا ویسے ہی تھے، جناب ابن طاؤس نے اس کی تعریف کی ہے۔

اور حافظ رجب البرسی کی کتاب ''مشارق الانوار'' اور ''کتاب الالفین'' ہیں، میں اس کی روایت میں منفرد ہونے پر اعتبار نہیں کرتا کیونکہ اس کی دو کتابوں میں وہ چیزیں ہیں جو خبط، خلط اور غلو کا ابہام دیتی ہیں۔ بلکہ ہم نے ان دونوں سے صرف وہ چیز نکالی ہے جو تسلیم شدہ اصولوں سے لی گئی احادیث سے متفق ہے۔

اور کتاب الذکری،

کتاب الدروس،

کتاب القواعد،

کتاب البیان،

کتاب الالفیة،

کتاب النفلیة،

کتاب نکت الارشاد،

کتاب المزار،

رسالة الاجازات،

کتاب اللوامع،

کتاب الاربعین،

اور تفسیر الباقیات الصالحات پر ایک رسالہ، تو یہ سب شیخ، علامہ، مبارک شہید محمد بن مکی کی طرف سے ہیں، اللہ ان کی لطافت کو پاکیزہ فرمائے۔

کتاب ''الاستدراک'' اور ''کتاب الدرة الباهرة من الاصداف الطاهرة'' بھی اسی قدس سرہ کی ہیں، جیسا کہ میں سمجھتا ہوں اور آخری جو میرے پاس ہے اس کی تحریر سے نقل کیا گیا ہے، خدا اس پر رحم کرے اور اس کے تمام رسائل اور جوابات مسائل بھی۔

اور کتاب الدرر و الغرر،

اور کتاب تنزیه الانبیاء،

کتاب الشافي،

کتاب الشرح قصیدة السید الحمیري،

کتاب جمل العلم و العمل،

کتاب الانتصار،

کتاب الذریعه،

کتاب المقنع في الغیه،

رسالة التفضیل الانبیاء علی الملائکه،

رسالة المحکم و المتشابهه،

کتاب منقذ البشر من اسرار القضاء و القدر،

اور اجوب المسائل المختلفه، تو یہ سید المرتضیٰ علم الہدیٰ ابو القاسم علی بن الحسین الموسوی (نور اللہ ضریحہ) کی تصانیف ہیں۔

اور کتاب ''عیون المعجزات'' بھی ان کی طرف منسوب ہے اور میرے نزدیک ثابت نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہ ایک اچھی کتاب ہے جو ہمارے پاس ہے۔ یہ اس کی ایک پرانی نقل ہے اور شاید یہ بعض قدیم محدثین کے کاموں میں سے ایک ہے جو ابوعلی محمد بن ہشام اور محمد بن علی بن ابراہیم کی سند سے نقل کرتے ہیں۔

اور کتاب نهج البلاغه،

کتاب خصائص الائمه،

کتاب المجازات النبویه،

اور تفسیر القرآن، سید الرضی محمد بن الحسین الموسوی قدس اللہ سرہ کی ہیں۔

ابوعتاب عبداللہ بن بسطام بن سابور الزیات اور ان کے بھائی حسین بن بسطام کی کتاب ''طب الائمه'' ہے، ان دونوں کو نجاشی نے بغیر توثیق کے ذکر کیا ہے اور اس نے ذکر کیا ہے کہ ان کے پاس ایک کتاب تھی جسے انہوں نے طب پر مرتب کیا تھا۔

اور کتاب ''صحیفه الرضا'' جو ہمارے شیخ ابوعلی الطبرسی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے، اس کے

سلسلے سے امام الرضا علیہ السلام سے منقول ہے۔

کتاب ''طب الرضا'' جو آپ نے مامون کے لیے لکھی تھی اور اسے ''الرسالۃ الذھبیۃ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

اور کتاب ''فقہ الرضا'' مجھے سید فاضل مشہور حدیث کے ماہر، قاضی امیر حسین طاب ثراہ نے سنائی، اس کے بعد کہ وہ اصفہان پہنچے، انہوں نے کہا: ''میرے کسی سال میں میرے بیت اللہ الحرام کے مجاور بننے کا اتفاق ہوا تو وہاں میرے پاس اہل قم کی ایک جماعت حج کرنے کے سلسلے میں پہنچی اور ان کے پاس ایک پرانی کتاب تھی جس کی تاریخ امام الرضا صلوات اللہ علیہ کے زمانے کی تھی اور میں نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کو سنا: انہوں نے کہا کہ میں نے سید کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس پر ان کی اپنی ہی لکھائی تھی، خدا کا درود ہو ان پر اور اس پر بڑے بڑے نامور لوگوں کے دستخط تھے۔ اور سید نے کہا: مجھے ان قرائن سے یہ علم حاصل ہوا کہ یہ امام علیہ السلام نے لکھی تھی، چنانچہ میں نے وہ کتاب ان سے لے لی، اور اس کو لکھا، اور اس کی تصحیح کی، پس میرے والد قدس اللہ سرہ نے اس کتاب کو سید سے لیا، اس کو نقل کیا، اس کی تصحیح کی، اور اس کا بیشتر حصہ موافق ہے اس سے جو کہ الصدوق ابوجعفر بن بابویہ نے کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں بغیر کسی سند کے ذکر کیا ہے اور جو ان کے والد نے ان کے نام اپنے خط میں ذکر کیا ہے اور ہمارے اصحاب کے بیان کردہ بہت سے احکام سے، اور اس میں کوئی باسند روایت معلوم نہیں، جیسا کہ آپ کو عبادات کے ابواب میں معلوم ہوگا۔

''کتاب المسائل''، مشتمل ہے سوالات کی ایک بڑی تعداد پر جو سید محترم معزز اور بزرگ آقا علی بن امام الصادق جعفر بن محمد نے اپنے بھائی کاظم (صلوات اللہ علیہم اجمعین) سے پوچھے تھے۔

اور شیخ امام قطب الدین ابوالحسن سعید بن ہبۃ اللہ بن حسن الراوندی کی کتاب ''الخرائج و الجرائح'' ہے۔

کتاب ''قصص الانبیاء'' بھی ان کی ہے، جو کتاب کی اسانید سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ مشہور بھی ہے، اور یہ بعید از قیاس نہیں کہ اسے فضل اللہ بن علی بن عبید اللہ الحسنی الراوندی نے لکھا ہو، جیسا کہ سید ابن طاؤس کی روایت کے بعض سلسلوں سے ظاہر ہوتا ہے، اور انہوں نے ''رسالۃ النجوم'' اور ''کتاب فلاح السائل'' میں صراحت کی ہے کہ یہ کتاب ان (سعید راوندی) کی ہے، اعراس میں معاملہ آسان ہے کیونکہ یہ صرف قصص تک محدود ہے اور اس کی زیادہ تر روایات صدوق علیہ الرحمہ کی کتابوں سے لی گئی ہیں۔

اور کتاب ''فقہ القرآن'' بھی پہلے (سعید راوندی) ہی کی ہے۔

اور کتاب ''ضوء الشھاب شرح الشھاب الاخبار'' دوسرے (راوندی) فضل اللہ علیہ الرحمہ کی

طرف سے،

اور کتاب الدعوات،

کتاب اللباب،

کتاب شرح نهج البلاغه،

اور اسباب النزول بھی انہی کی ہیں۔

اور کتاب ربیع الشیعه،

کتاب امان الاخطار،

کتاب سعد السعود،

کتاب کشف الیقین في تسمیه مولانا امیر المؤمنین علیہ السلام،

کتاب الطرائف،

کتاب الدروع الواقیه،

کتاب فتح الابواب في الاستخاره،

کتاب فرج المهموم بمعرفة منهج الحلال والحرام من علم النجوم،

کتاب جمال الاسبوع،

کتاب اقبال الاعمال،

کتاب فلاح السائل،

کتاب مهج الدعوات،

کتاب مصباح الزائر،

کتاب کشف المحجة لثمرة المهجة،

کتاب الملهوف علیٰ اهل الطفوف،

کتاب غیاث سلطان الوریٰ،

کتاب المجتنیٰ،

کتاب الطرف،

کتاب التحصین فی اسرار مازاد علیٰ کتاب الیقین،

کتاب الاجازات،

اور سالة محاسبة النفس، تو یہ تمام کی تمام کتابیں النقیب الثقة الزاہد جمال العارفین ابوالقاسم علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن طاؤس الحسنی کی تصانیف ہیں۔

اور کتاب ''زوائد الفوائد'' ان کے فرزند معزز بلند مرتبہ جلیل کی ہے، جو اپنے والد کے ہم نام اور ہم کنیت ہیں۔

اور کتاب ''فرحة الغری''، عظیم سید غیاث الدین فقیہ اور ماہر انساب عبدالکریم بن احمد بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن الطاوس الحسنی کی ہے۔

اور کتاب الرجال،

کتاب بناء المقالة الفاطمية في نقض الرسالة العثمانيه،

کتاب عين العبرة في غبن العترة،

اور کتاب ''زهرة الرياض و نزهة المرتاض'' سید نقیب الاجل الافضل، احمد بن موسیٰ بن طاؤس، اللہ ان کو نیکی کی بشارت دے، صاحب کتاب البشری ان درج بالا کتابوں کے مصنف ہیں۔

کتاب ''تأويل الآيات الظاهرة في فضائل العترة الطاهرة'' سید فاضل علامہ زکی شرف الدین علی الحسینی الاسترآبادی کی جو نجف کے رہنے والے ہیں،

کتاب ''الغرويه فی شرح الجعفريه'' کے مصنف، شیخ الاجل نور الدین علی بن عبد العالی کرکی کے شاگرد ہیں، اور اس کا بیشتر حصہ شیخ محمد بن العباس بن علی بن مروان بن الماهیار کی تفسیر سے لیا گیا ہے اور نجاشی نے ان کی توثیق کے بعد ذکر کیا ہے کہ ان کی کتاب تھی ''ما نزل من القرآن فی اهل البيت'' اور وہ علامہ کلینی کے ہم عصر تھے۔

اور کتاب ''كنز جامع الفوائد'' جو کہ کتاب ''تأويل الآيات'' کا اختصار ہے، انہی کی تصنیف ہے یا ان سے بعد والے کسی شخص کی، میں نے اس کے بعض نسخوں میں دیکھا جو دلالت کرتا ہے کہ اس کے مصنف شیخ علی بن سیف بن منصور تھے۔

اور کتاب ''غوالی اللآلی''

اور کتاب ''نثر اللآلی'' دونوں محترم شیخ محمد بن جمهور الاحساوی کی لکھی ہوئی ہیں اور انہوں نے کئی اور بھی کتابیں لکھی ہیں، اور ہم ان کی دوسری کتابوں سے رجوع کریں گے اور ان سے نقل بھی کریں گے۔

اور کتاب ''جامع الاخبار'' اور اس نے غلطی کی ہے جس نے اسے صدوق کی طرف منسوب کیا، بلکہ یہ صدوق سے پانچ وسائط کے ذریعے روایت کرتا ہے اور خیال کیا جا سکتا ہے کہ اسے ''مكارم الاخلاق'' کے

مصنف نے ہی لکھا ہے اور ممکن ہے کہ یہ علی بن سعد الخیاط کی ہو، کیونکہ شیخ المنتجب الدین نے اپنی ''فہرست'' میں کہا ہے کہ فقیہ صالح ابوالحسن علی بن ابی سعد بن ابی الفرج الخیاط، ایک متقی عالم اور مبلغ ہیں، جن کی کتاب ''جامع فی الاخبار'' ہے۔اور کتاب کے بعض مقامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے مصنف کا نام محمد بن محمد الشیرازی ہے اور بعض مقامات میں ہے کہ یہ الشیخ جعفر بن محمد الدوریستی سے ایک واسطے سے روایت کرتے ہیں۔

اور ''کتاب الغیبة'' محترم شیخ کامل زکی محمد بن ابراہیم النعمانی کی ہے جو الکلینی کے تلمیذ ہیں۔

اور کتاب ''الروضة فی المعجزات''

اور ''الفضائل'' ہمارے علماء میں سے کسی ایک کی ہیں، لیکن جن لوگوں نے اسے صدوق کی طرف منسوب کیا ان سے غلطی ہوئی کیونکہ اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھ سو چھپن ہجری میں لکھی گئی تھی۔

اور دو کتابیں ''التوحید''

اور ''الاھلیلجه'' امام صادق علیہ السلام سے مفضل بن عمر نے روایت کی ہیں، سید علی بن طاؤس نے کتاب ''کشف المحجة لثمرة المهجة'' میں اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہا ہے: مفضل بن عمر کی کتاب جو اس کو امام صادق علیہ السلام نے املاء کرائی تھی، میں اللہ عزوجل کے خلق کردہ اثرات میں غور وفکر کرو اور کتاب ''الاھلیلجه'' میں غور وخوض کرو اور اس میں جو عبرت ہے۔

اور کتاب ''مصباح الشریعه و مفتاح الحقیقة'' ہمارے آقا الصادق علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اور سید علی بن طاؤس رضی اللہ عنہ نے کتاب ''امان الاخطار'' میں کہا ہے: اور ایک مسافر اپنے ہمراہ کتاب ''الاھلیلجة'' لے جائے جو امام صادق علیہ السلام کا ہندی سے مناظرہ ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت پر عجیب وغریب اور ضروری طریقوں سے حتیٰ کہ ہندی نے الوہیت اور وحدانیت کو تسلیم کیا، اور وہ مفضل بن عمر کی کتاب بھی لے کر جائے جو اس نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے جس میں خلقتِ عالم سفلی کی وجوہاتِ حکمت کی معرفت ہے اور اور اس کے اسرار کا اظہار ہے کیونکہ یہ اپنے معنی میں حیرت انگیز ہے، اور وہ کتاب مصباح الشریعة و مفتاح الحقیقة از امام صادق علیہ السلام بھی ساتھ لے جائے کیونکہ یہ ایک لطیف وشریف کتاب ہے، اللہ تعالیٰ کے راستے کو متعارف کرانے، اس تک پہنچنے اور اس میں موجود رازوں کو حاصل کرنے میں ایک باوقار اور کامیاب کتاب ہے۔

اور ''تفسیر کی کتاب'' جسے امام جعفر صادق علیہ السلام نے امام علی علیہ السلام سے روایت کیا ہے اس میں آیات قران کی اقسام شامل ہیں اور اس کے الفاظ کی تفسیر بروایت محمد بن ابراہیم النعمانی ہے، اور یہ تمام

عنقریب کتاب قرآن میں پیش کی جائے گی۔

ثقہ اور نامور شیخ سعد بن عبداللہ الاشعری جن سے جعفر بن محمد بن قولویہ روایت کرتے ہیں کی کتاب ''ناسخ القرآن ومنسوخہ ومحکمہ ومتشابہ'' اور اس کا اشارہ بھی قرآن کے باب میں کیا جائے گا۔

اور کتاب ''المقالات والفرق واسمائه اوصنوفه'' کو شیخ اجل متقدم سعد بن عبداللہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔

اور ''کتاب سلیم بن قیس الهلالی''۔

اور کتاب ''قبس المصباح'' محترم شیخ ابوالحسن سلیمان بن الحسن الصهر شتی کی تصانیف میں سے ایک ہے، جو الدعاء میں شیخ الطائفہ کے مشہور شاگردوں میں سے ایک ہے، اور وہ ایک گروہ سے روایت کرتے ہیں جن میں ابویعلی محمد بن الحسن بن حمزہ الجعفری، شیخ الطائفہ، ابوالحسین احمد بن علی الکوفی النجاشی اور ابو الفرج مظفر بن علی بن حمدان القزوینی شامل ہیں، وہ روایت کرتے ہیں شیخ المفید سے، رضي اللہ عنھم اجمعین۔

کتاب ''اصباح الشیعه بمصباح الشریعه'' بھی انھی کی ہے۔

''کتاب الصراط المستقیم''،

اور ''رساله الباب المفتوح الی ما قیل فی النفس والروح''، دونوں قابل احترام شیخ زین الدین علی بن محمد بن یونس البیاضی کی طرف سے ہیں۔

شیخ فاضل حسن بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''منتخب البصائر''، جو کہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، انہوں نے اس کتاب کو سعد بن عبداللہ بن ابی خلف کی کتاب ''البصائر'' میں سے منتخب کیا ہے، اور انہوں نے اس میں دوسری کتابوں کو بھی ذکر کیا اور ان کے نام بتائے تا کہ سعد کی کتاب سے جو کچھ لیا وہ مشتبہ نہ ہو جائے،

اور کتاب ''المحتضر''

اور کتاب ''الرجعه'' بھی اسی کی ہے۔

اور شیخ فاضل، ثقہ علامہ محمد بن ادریس حلی کی کتاب ''السرائر'' انہوں نے اس کتاب کے آخر میں احادیث پر مشتمل ایک باب وشامل کیا ہے، اور انہوں نے ذکر کیا کہ میں نے اسے مصنفین کے مشائخ اور راویانِ حدیث کی کتابوں سے نکالا ہے، وہ کتاب کے مصنف کا نام ذکر کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کی کتاب سے منتخب احادیث بیان کرتے ہیں، اور اس کتاب میں قیمتی احادیث اور جلیل فائدے ہیں۔

اور کتاب ''ارشاد القلوب''

کتاب ''اعلام الدین فی صفات المؤمنین''

اور کتاب ''غرر الاخبار و درر الآثار'' یہ سب شیخ عارف ابومحمد الحسن بن محمد الدیلمی کی ہیں۔

اور کتاب ''العتیق'' جس کو ہم نے نجف (اللہ عزوجل کا درود ہو اس کو شرف بخشنے والے پر) میں پایا، اسے بعض قدیم علماء حدیث نے دعاؤں میں لکھا تھا، اور ہم نے اسے کتاب ''الغروی'' کا نام دیا ہے۔

اور دو کتابیں ''معرفة الرجال''

اور ''الفھرست'' دو نامور اور ثقہ شیخوں، محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی اور احمد بن علی بن احمد النجاشی کی ہیں۔

اور شیخ فقیہ عماد محمد بن ابی القاسم علی الطبری کی کتاب ''بشارۃ المصطفیٰ لشیعة المرتضیٰ'' ہے۔

اور نہایت عمدہ محدثین میں سے ثقہ شیخ حسین بن سعید الاھوازی کی اصولوں میں سے ایک ''اصل'' ہے،

اور کتاب ''الزھد''

اور کتاب ''المؤمن'' بھی ان کی ہیں، اور پہلی کتاب (اصل) کے بعض مقامات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ احمد بن محمد بن عیسیٰ القمی کی کتاب ''النواد'' ہے اور دونوں اندازوں کے مطابق یہ بہت معتبر ہے۔

اور کتاب ''العیون والمحاسن'' شیخ علی بن محمد الواسطی سے ہے۔

اور کتاب ''غرر الحکم و درر الکلم'' شیخ عبدالواحد بن محمد بن عبدالواحد الآمدی کی ہے۔

اور شیخ عالم فاضل کامل ابراہیم بن علی بن الحسن بن محمد الکفعمی رضی اللہ عنہ کی کتاب ''جنة الامان الواقیة'' جو ''مصباح'' کے نام سے مشہور ہے،

اور ''کتاب البلد الامین'' اور کتاب ''صفوۃ الصفات فی شرح دعاء السمات'' بھی انہی کی ہیں۔

اور شیخ سدید الدین ابی علی بن طاہر السوری کی کتاب ''قضاء حقوق المؤمنین'' ہے۔

اور کتاب ''انوار المضیئہ''

کتاب ''السلطان المفرج عن اھل الایمان''

کتاب ''الدر النضید فی مغازی الإمام الشھید''

اورکتاب ''سرور اهل الایمان'' تو یہ سب سید النقیب الحسیب بہاء الدین علی بن عبدالکریم بن عبدالحمید الحسینی النجفی ي ہیں، جو شیخ ابن فہد الحلی کے استاد ہیں، خدا ان دونوں کی روح کو پاک کرے۔

اور ہمارے بعض قدیم علماء کی کتاب ''التمحیص'' اور بہت قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ثقہ اور محترم شیخ ابو علی محمد بن ہمام کی تصانیف میں سے ہے،

اور ہمارے پاس کتاب ''الانوار'' کا انتخاب موجود ہے جو کہ انہی کی ہے۔

اورکتاب ''عدة الداعي''

کتاب ''المهذب''

اورکتاب ''التحصين'' شیخ الزاہد العارف احمد بن فہد الحلی کی ہیں اور ان کی دیگر تحریرات اور مسائل کے جوابات بھی موجود ہیں۔

اور ''الجنة الواقية'' متاخرین علماء میں سے کسی نے لکھی ہے اور کبھی اس کو الکفعمی سے منسوب کیا جاتا ہے۔

اور کتاب منهاج الصلاح في الدعوات،

اعمال السنة،

کتاب کشف الحق و نهج الصدق،

کتاب کشف اليقين في الامامة، جسے ہم نے ''کتاب اليقين'' سے تعبیر کیا ہے،

کتاب منتهى المطلب،

کتاب تذكرة الفقهاء،

کتاب المختلف،

کتاب منهاج الكرام،

کتاب شرح التجريد،

کتاب شرح الياقوت،

کتاب إيضاح الاشتباه،

ککتاب نهاية الاصول،

کتاب نهاية الكلام،

کتاب نهاية الفقه،

کتاب التحریر،

کتاب القواعد،

کتاب الالفین،

کتاب تلخیص المرام،

کتاب ایضاح مخالفۃ اهل السنۃ للکتاب و النسۃ،

الرسالۃ السعدیه،

کتاب خلاصۃ الرجال،

اور دیگر تمام رسائل اور مسائل اور اجازات، شیخ العلامہ جمال الدین حسن بن یوسف بن المطہر الحلی قدس اللہ روحہ کی طرف سے ہیں۔

اور کتاب ''العدد القویه لدفع المخاوف الیومیه'' شیخ الفقیہ رضی الدین علی بن یوسف بن المظہر الحلی کی تحریر کردہ ہے۔

شیخ جلیل جعفر بن محمد بن نما کی لکھی ہوئی کتاب ''مثیر الاحزان'' ہے،

اور کتاب ''شرح الثار المشتمل علیٰ احوال المختار'' جو شیخ مذکور کی لکھی ہوئی ہے۔

کتاب ''ایمان ابی طالب علیہ السلام'' عزت مآب سید السعید شمس الدین فخار بن معد الموسوی قدس اللہ روحہ کی تصنیف ہے۔

اور کتاب ''غرر الدرر'' سید حیدر بن محمد الحسینی قدس اللہ روحہ نے لکھی تھی۔

اور زیارات پر ایک بڑی کتاب محمد بن المشہدی کی تالیف ہے، جیسا کہ سید ابن طاؤس کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے، اور انہوں نے اس پر اعتماد کیا اور اس کی تعریف کی، اور ہم نے اسے ''المزار الکبیر'' کا نام دیا ہے۔

اور کتاب النصوص،

کتاب معدن الجواهر،

کتاب کنز الفوائد،

رسالۃ في تفضیل امیر المؤمنین علیہ السلام،

رسالۃ الی ولده،

کتاب التعجب في الامامۃ من أغلاط العامۃ،

اور کتاب ''الاستنصار فی النص علی الآئمۃ الاطہار علیہم السلام'' سب کی سب مدقق نبیل شیخ ابوالفتح محمد بن علی بن عثمان الکراجکی کی ہیں۔

اور کتاب ''الفہرست''

اور کتاب ''الاربعین عن الاربعین عن الاربعین''، شیخ منتجب الدین علی بن عبید اللہ بن الحسن بن الحسین بن بابویہ رضي اللہ عنھم کی ہے۔

اور کتاب ''تحفة الابرار فی مناقب الآئمۃ الاطہار علیہم السلام''، سید الشریف حسین بن مساعد الحسینی الحائری، الکفعمي کے استاد کی ہے اور انہوں نے اپنی کتابوں میں ان کی بہت تعریف کی ہے۔

اور معروف شیخ ابی الحسن محمد بن احمد بن علی بن الحسن بن شاذان القمی، ابی الفتح کراجکی کے استاد کی کتاب ''المناقب'' ہے اور انہوں نے ''کنز الفوائد'' میں ان کی بہت تعریف کی ہے، اور ابن شہر آشوب نے ''معالم'' میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

اور شیخ علی بن الحسین بن علی المسعودی کی کتابیں ''الوصیة''

اور کتاب ''مروج الذهب'' ہیں۔

اور کتاب ''النوادر'' اور کتاب ''ادعیة السر'' محترم سید فضل اللہ بن علی بن عبید اللہ الحسینی الراوندی کی ہیں۔

اور کتاب ''فضائل'' اور کتاب ''ازاحۃ العلۃ فی معرفۃ القبلۃ'' محترم شیخ ابی الفضل سدید الدین شاذان بن جبرائیل القمي کی ہیں جو نزول وحی کی جگہ اور مقام ہجرت رسولؐ کے رہنے والے تھے، جیسا کہ اصحاب الاجازات نے ذکر کیا ہے۔

اور شیخ الرزین نصر بن مزاحم کی کتاب ''الصفین'' ہے۔

اور کتاب ''الغارات'' ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن سعید بن ہلال الثقفی کی ہے۔

اور کتاب ''مقتضب الاثر فی الائمۃ الاثنی عشر علیہم السلام'' احمد بن محمد بن عیاش سے نقل ہوئی ہے۔

اور کتاب مسالک الافہام،

کتاب الروضۃ البھیہ،

کتاب شرح الالفیہ،

کتاب شرح نفلیہ،

کتاب غایة المراد،

کتاب منیة المرید،

کتاب اسرار الصلاۃ،

رسالۃ وجوب صلاۃ الجمعۃ،

رسالۃ اعمال یوم الجمعۃ،

کتاب مسکن الفؤاد، رسالۃ الغیبۃ،

کتاب تمہید القواعد،

کتاب الدرایۃ اور اس کی شرح،

اور تمام مختلف رسائل شہید ثانی (اللہ ان کا درجہ بلند فرمائے) کی ہیں۔

اور کتاب المعتبر،

کتاب الشرائع،

کتاب النافع،

کتاب نکت النہایہ،

کتاب الاصول،

اور اس کے علاوہ بھی محقق سعید نجم الملۃ والدین ابوقاسم جعفر بن الحسن بن یحیی بن سعید طہر اللہ رمسہ کی تالیف شدہ ہیں۔

اور کتاب "شرح نہج البلاغہ"

اور کتاب "الاستغاثۃ فی بدع الثلاثۃ" حکیم المدقق علامہ کمال الدین میثم بن علی بن میثم البحرانی کی ہیں۔

اور کتاب "التفسیر" شیخ فرات بن ابراہیم الکوفی کی ہے۔

اور کتاب "الاخبار المسلسلہ"

کتاب "الاعمال مانعۃ من الجنۃ"

کتاب "العروس"

اور کتاب "الغایات" یہ تمام کی تمام شیخ النبیل ابومحمد جعفر بن احمد بن علی قمی رے کے رہنے والے کی ہیں۔

اورکتاب ''نزهة الناظر فی البین الأشباه والنظائر ''

اورکتاب ''جامع الشرائع '' شیخ افضل نجیب الدین یحیی بن سعید کی تالیف شدہ ہیں۔

اورکتاب ''الوسیلة '' شیخ الفاضل محمد بن علی بن حمزہ کی ہے۔

کتاب ''منتقی الجمان''

کتاب ''معالم الدین''

''رسالة الاجازات''

اوراس کے علاوہ دیگر کتب بھی شیخ المحقق حسن بن الشہید ثانی (اللہ ان دونوں کی روح کو راحت دے) کی ہیں۔

اور کتاب مدارك الاحکام،

کتاب شرح النافع،

اوران دونوں کے علاوہ کتب بھی سید المدققین محمد بن ابوالحسن العاملی کی ہیں۔

اور کتاب الحبل المتین،

کتاب مشرق الشمسین،ك

کتاب الاربعین،ك

کتاب مفتاح الفلاح،

کتاب الکشکول،

اوردیگر کتب ان کے علاوہ بھی شیخ الاسلام والمسلمین، بہاء الملة والدین، محمد بن الحسین العاملی قدس اللہ روحہ کی تالیف کردہ ہیں۔

اورکتاب ''الفوائد المکیه''

اورکتاب ''الفوائد المدنیة '' محدثین کے سربراہ مولانا محمد امین الاسترآبادی کی ہیں۔

اورکتاب ''الاختیار '' سید علی بن الحسین بن باقی علیہ الرحمہ کی ہے۔

اورکتاب تقریب المعارف فی الکلام،

کتاب الکافی فی کلام ،

اوردیگر کتب بھی شیخ الاجل ابوالصلاح تقی الدین بن نجم الحلبی نے لکھی ہیں۔

اور کتاب المھذب،

کتاب الکامل،

اور کتاب جواھر الفقه، شیخ الحسن المنہاج عبدالعزیز بن البراج کی ہیں۔

اور ''کتاب المراسم العلیة''

اوراس کے علاوہ بھی شیخ عالم زکی سلار بن عبدالعزیز الدیلمی کی ہیں۔

اور ''کتاب دعائم الاسلام'' القاضی النعمان بن محمد نے تالیف کی اور اس کتاب کی شیخ صدوق کی طرف نسبت دی گئی ہے جبکہ یہ غلط ہے۔

اور ''کتاب المناقب والمثالب'' بھی قاضی مذکور کی ہے۔

اور ''کتاب الھدایة فی تاریخ الآئمة و معجزاتھم علیہم السلام'' شیخ حسین بن حمدان الحضینی نے لکھی ہے۔

اور ''کتاب تاریخ الآئمة'' شیخ عبداللہ بن احمد الخشاب نے تالیف کی۔

اور ''کتاب البرھان فی النص علی امیر المومنین علیہ السلام'' شیخ ابوالحسن علی بن محمد الشمشاطی کی تالیف ہے۔

اورابوغالب احمد بن محمد الزراری کا اپنے پوتے محمد بن عبداللہ بن احمد کے نام ''ایک رسالہ''۔

اورکتاب ''دلائل الامامة'' شیخ الجلیل محمد بن جریر الطبری الامامی نے لکھی اور اس کا نام المسترشد رکھا۔

اور ''کتاب مصباح الانوار فی مناقب امام الابرار'' شیخ ہاشم بن محمد کی تالیف، اور اس کی نسبت شیخ الطائفہ کی طرف دی گئی ہے جو کہ غلط ہے، اوراس کتاب میں اکثر شیخ شاذان بن جبرئیل قمی روایت کرتے ہیں جبکہ وہ شیخ الطائفہ سے بہت عرصہ متاخر ہیں۔

اور ''کتاب الدر النظیم فی مناقب الآئمة اللھامیم''

اور ''کتاب الاربعین عن الاربعین'' یہ دونوں کی دونوں شیخ جمال الدین یوسف بن حاتم الفقیہ شامی سے ہیں۔

اور ''کتاب مقتل الحسین صلواۃ اللہ علیہ'' جس کا نام ''تسلیة المجالس و زینة المجالس'' ہے، سید النجیب العالم محمد بن ابی طالب الحسینی الحائری کی ہے۔

اور ''کتاب صفوۃ الاخبار'' علماء اخیار میں سے ایک کی ہے۔

اور ''کتاب ریاض الجنان'' شیخ فضل اللہ بن محمود الفارسی کی تالیف شدہ ہے۔

اور ''کتاب غنیۃ النزوع فی علم الاصول و الفروع'' سید عالم کامل ابومکارم حمزہ بن علی بن زہرہ الحسینی کی ہے۔

اور کتاب التجرید،

کتاب الفصول،

کتاب قواعد العقائد،

کتاب نقد المحصل،

اور ان کے علاوہ دیگر کتب بھی افضل الحکماء المتالہین، نصیر الملۃ والحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف کردہ ہیں۔

اور ''کتاب کنز الفوائد فی حل مشکلات القواعد''

اور ''کتاب تبصرۃ الطالبین فی شرح نہج المسترشدین''

اور دیگر کتب سید الجلیل عمید الدین عبدالمطلب کی ہیں۔

اور ''کتاب کنز العرفان''

اور ''کتاب الادعیۃ الثلاثین''

اور ان دو کے علاوہ کتب بھی شیخ المحقق ابوعبداللہ المقداد بن عبداللہ کی تالیف کردہ ہیں، بمع ان کی اجازات کے۔

اور ''کتاب الایضاح فی شرح القواعد''

اور اس کے علاوہ رسائل اور مسائل بھی شیخ فخر المحققین ابن علامہ الحلی قدس اللہ لطیفہما نے تالیف کیے ہیں۔

اور ''کتاب اضواء الدرر الغوالی لایضاح غصب فدك و العوالی'' ممتاز علماء میں سے ایک کی ہے۔

''کتاب شرح القواعد''

''رسالۃ قاطعۃ اللجاج فی تحقیق حل الخراج''

''کتاب اسرار اللاھوت فی وجوب لعن الجبت و الطاغوت''

اور دیگر رسائل اور مسائل اور اجازات افضل المحققین، مروج مذہب الآئمۃ الطاھرین علیہم السلام، نورالدین علی بن عبدالعالی الکرکی (اللہ ان کے اعزاز میں اضافہ کرے) کی ہیں۔

اور کتاب احقاق الحق،

کتاب مصائب النواصب،

کتاب الصوارم المهرقه فی دفع الصوائق المحرقة،

اوراس کے علاوہ کتب بھی سید الاجل شہید قاضی نور اللہ التستری (اللہ ان کا درجہ بلند فرمائے) کی تالیف کردہ ہیں۔

اور ''کتاب الرجال''

اور دیگر مؤلفات بھی شیخ الفقیہ تقی الدین الحسن بن علی بن داؤد الحلی علیہ الرحمہ کی ہیں۔

اور ''کتاب الرجال'' شیخ ابی عبداللہ الحسین بن عبیداللہ الغضائری نے لکھی ہے، اسی طرح شہید ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر کیا ہے اور سید ابن طاؤس قدس سرہ کی رجال سے ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے شیخ الاجل مولانا عبداللہ التستری نے ان سے نقل کیا ہے کہ جو صاحب الرجال ہیں وہ احمد بن الحسین بن عبیداللہ ہیں، اور شاید یہی اقویٰ ہے۔

اور ''کتاب الملحمة'' جو کہ امام صادق صلوات اللہ علیہ کی جانب منسوب کی گئی ہے۔

اور ''کتاب الملحمة'' جو حضرت دانیال علیہ السلام کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

اور ''کتاب الانوار فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''

''کتاب مقتل امیر المومنین علیہ السلام''

''کتاب وفاۃ فاطمہ سلام اللہ علیہا''

اور دیگر تین کتابیں، تو یہ سب شیخ الجلیل ابوالحسن البکری جو کہ شہید ثانی کے استاد ہیں نے تالیف کیں (رحمۃ اللہ علیہما)۔

اور ''کتاب بلاغات النساء'' ابوفضل احمد بن ابی طاہر کی ہے۔

اور ''کتاب منہج المقال فی تحقیق احوال الرجال'' جو مشہور ہے ''الکبیر'' اور ''الوسیط'' اور ''الصغیر'' کے نام سے،

اور ''کتاب تفسیر آیات الاحکام'' یہ تمام کتابیں سید الاجل الافضل میرزا محمد بن علی بن ابراہیم الاسترآبادی کی تالیف کردہ ہیں۔

اور ''کتاب الدیوان'' جو منسوب ہے مولانا امیر المومنین علیہ السلام سے۔

اور ''کتاب شہاب الاخبار من کلمات النبی و حکمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' اور عنقریب ہم

ان دونوں کے مؤلف کا ذکر کریں گے۔

اور ''کتاب شرح شهاب الاخبار''

اور ''کتاب التفسیر الکبیر'' یہ دونوں محقق النحریر شیخ ابوالفتوح الرازی کی ہیں۔

اور ''کتاب الانوار البدریة فی رد شبه القدریة'' فاضل المهلبی کی ہے۔

اور ''کتاب تاریخ بلدة قم'' شیخ الجلیل حسن بن محمد بن الحسن القمی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

اور ''اجوبة مسائل عبداللہ بن سلام''

اور ''کتاب طب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' شیخ ابوالعباس المستغفری کی تالیف کردہ ہیں۔

اور کتاب شرح الارشاد،

کتاب تفسیر آیات الاحکام،

حاشیہ شرح الٰہیات التجرید

اور دیگر کتب بھی افضل العلماء مولانا احمد بن محمد اردبیلی قدس اللہ لطیفہ کی تالیفات ہیں۔

اور ''کتاب العین'' شیخ نبیل الخلیل بن احمد النحوی کی ہے۔

اور ''کتاب المحیط فی اللغة'' صاحب بن عباد کی ہے۔

اور ''کتاب شواهد التنزیل'' حاکم ابو القاسم عبداللہ بن عبداللہ الحسکانی کی ہے، ابن شہر آشوب نے ''معالم'' میں اسے ذکر کیا ہے اور اس کو انہی کی طرف منسوب کیا ہے اور انہوں نے اس کو اچھی کتاب کہا ہے۔

اور ''کتاب مقصد الراغب الطالب فی فضائل علی ابن ابی طالب'' شیخ حسین بن محمد بن حسن کی ہے اور ان کا زمانہ شیخ صدوق سے قریب کا ہے اور ان کی بہت سی روایات ابراہیم بن علی بن ابراہیم بن ہاشم سے مروی ہیں۔

اور ''کتاب عمدة الطالب فی نسب آل ابی طالب''۔

اور زید نرسی کی کتاب،

اور زید زراد کی کتاب۔

اور ابو سعید عباد العصفری کی کتاب۔

اور عاصم بن حمید الحناط کی کتاب۔

اور جعفر بن محمد بن شریح الحضرمی کی کتاب۔

اور محمد بن مثنی بن القاسم کی کتاب۔

اور عبدالملك بن حکیم کی کتاب۔

اور مثنی بن الولید الحناط کی کتاب۔

اور خلاد السندی کی کتاب۔

اور حسین بن عثمان کی کتاب۔

اور عبیداللہ بن یحیی الکاهلی کی کتاب۔

اور سلام بن ابو عمرہ کی کتاب۔

اور علی بن اسباط کی کتاب ''النوادر''۔

اور ''کتاب النبذہ'' شیخ ابن الحداد کی ہے۔

اور قابل احترام شیخ جعفر بن محمد الدوریستی کی کتاب۔

اور شیخ ابوسہل البغدادی کی ''کتاب الکر و الفر''۔

اور کتاب ''الاربعین عن الاربعین فی فضائل امیر المؤمنین علیہ السلام'' جو کہ شیخ الجلیل الحافظ ابوسعید بن محمد بن احمد بن الحسین النیشاپوری کی تالیف ہے جو کہ شیخ ابوالفتوح المفسر کے دادا تھے۔

اور ''کتاب تحقیق الفرقة الناجیة''

''رسالة الرضاع''

اور ان دونوں کے علاوہ کتب بھی شیخ الجلیل ابراہیم القطیفی کی ہیں۔

پس یہ تمام کتب وہ ہیں جن پر ہماری نقل کا مدار ہے اور اگرچہ ان میں سے بعض کتابوں سے کم نقل کیا ہے، اور اگر ہم ان کے علاوہ کتابوں سے نقل کریں گے تو کتاب میں روایت لاتے وقت اس کی تصریح کر دیں گے۔

جہاں تک مخالفین کی کتابوں کی بات ہے تو روایت کے الفاظ کو درست کرنے اور اس کے معانی کے تعین کے لیے ہم ان کی طرف رجوع کرتے ہیں: جیسے کہ لغت کی کتابیں مثلاً:

صحاح الجوهری،

القاموس الفیروز آبادی،

نهایة الجزری،

المغرب و المعرب المطرزی کی،

مفردات اور محاضرات راغب اصفهانی کیں،
المصباح المنیر احمد بن محمد المقری کی،
مجمع البحار بعض ھندوستانی علماء کی،
مجمل اللغة،
اور ابن فارس کی المقاییس،
ابن درید کی الجمھرہ،
الزمخشری کی اساس البلاغہ،
الفائق،
المستقصی الامثال،
ربیع الابرار، یہ اسی (زمخشری) کی ھیں،
الغربیین،
غریب القرآن،

المیدانی کی مجمع الامثال،
الازھری کی تھذیب اللغة،
اور کتاب شمس العلوم۔
اوران کی شروحات حدیث، جیسے:
الطیبی کی شرح مشکوٰة،
ابن حجر کی فتح الباری شرح بخاری،
شرح قسطلانی،
شرح کرمانی،
شرح الزرکشی،
شرح المقاصد جواس کی شرح ہے،
المنھاج النووی،
الآبی کی شرح صحیح مسلم پر،
ناظر عین الغریبین،

المفاتیح شرح المصابیح،

شرح الشفاء،

شرح السنۃ جو الحسین بن مسعود الفراء کی ہے۔

اور ہم ان لوگوں کی کتب حدیث میں سے نقل کرتے ہیں ان پر رد پیش کرنے کے لیے یا تقیہ کے مقام کو بیان کرنے کے لیے یا ہمارے طریق سے مروی روایت کی تائید کے لیے: جیسا کہ ہم نے نقل کیا ہے ان کی ان کتب میں سے:

صحاح الستہ،

اور ''جامع الاصول'' جو کہ ابن اثیر کی ہے،

اور ''کتاب الشفاء'' جو کہ قاضی عیاض کی ہے،

اور ''کتاب المنتقی فی مولود المصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' جو کازرونی کی ہے،

اور ''کامل التواریخ'' جو ابن الاثیر کی ہے،

اور کتاب ''الکشف والبیان فی تفسیر القرآن'' جو ثعلبی کی ہے،

اور اس کی ''کتاب العرائس'' بھی ہے، اور یہ شیعیت کی وجہ سے یا تعصب کی کمی کی وجہ سے اکثر ہماری روایات کو نقل کرتا ہے، اس لیے ہم ان کی دو کتابوں کی طرف دوسری تمام کتابوں سے زیادہ رجوع کرتے ہیں،

اور ابو الفرج الاصبہانی کی ''کتاب مقاتل الطالبین'' جس میں آئمہ معصومین علیہم السلام اور ان کے خاندان کے بہت سے حالات کو ہمارے طرق سے اور مخالفین کے طرق سے بھی بیان کیا گیا ہے،

اور ''کتاب الاغانی'' بھی ان کی ہے،

اور ''کتاب الاستیعاب'' ابن عبدالبر کی کتاب ہے،

اور ''کتاب فردوس الاخبار'' ابن شیرویہ الدیلمی کی کتاب ہے،

اور ''کتاب ذخائر العقبی فی مناقب اولی القربی'' سیوطی کی ہے،

اور ''تاریخ الفتوح'' اعثم الکوفی کی ہے،

اور تاریخ الطبری،

اور تاریخ ابن خلکان،

اور دو کتابیں: ''شرح المواقف''

اور''شرح المقاصد'' دو مشہور فاضلوں کی ہیں،

اور تاریخ ابن قتیبہ،

اور''کتاب المقتل'' شیخ ابومخنف کی،

اور کتاب اخلاق النبی و شمائلہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،

اور''کتاب الفرج بعد الشدۃ'' قاضی التنوخی کی،

اور''تفسیر معالم التنزیل'' بغوی کی،

اور''کتاب حیات الحیوان'' دمیری کی،

اور''کتاب زھر الریاض و زلال الحیاض'' سید فاضل حسن بن علی بن شدقم الحسینی المدنی کی ہے اور یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شیعوں میں سے تھے اور یہ ایک اچھی تاریخ ہے جس میں بہت سی روایات شامل ہیں،

''کتاب جواھر المطالب فی فضائل مولانا علی بن ابی طالب علیہ السلام'' جو ایک جامع کتاب ہے جس میں مولا علی علیہ السلام کے فضائل، ان کی فتوحات، ان کے خطبات اور ان کے محترم کلمات شامل ہیں،

اور ابن الجوزی کی کتاب''المنتظم''

''شرح نہج البلاغہ'' جو عبدالحمید ابن ابی الحدید کی ہے،

الفصول المھمۃ فی معرفۃ الآئمۃ،

اور مطالب السؤول فی مناقب آل رسول،

اور''الصوائق المحرقۃ'' جو کہ ابن حجر کی ہے،

اور اس کی''تقریب'' بھی ہے،

اور مناقب الخوارزمی،

اور مناقب المغازلی،

اور المشکوٰۃ المصابیح،

اور مسند احمد بن حنبل،

اور''تفسیر الکبیر'' جو فخر الرازی کی ہے،

اور نہایۃ العقول،

الاربعین،

اور''المباحث المشرقیہ'' بھی ان کی ہیں اور ان کی باقی تمام کتب بھی،

اورتفسیر''البسیط''

اور''الوسیط''

اور''اسباب النزول''، یہ تمام الواحدی کی ہیں،

''الکشاف''الزمخشری کی،

تفسیر النیشاپوری،

تفسیر البیضاوی،

''الدر المنثور''السیوطی کی،

اور دیگران کی کتابیں جن کا ذکر ہم ان سے کچھ نقل کرنے کے وقت کریں گے اور ہم ان کتابوں، ان کے مصنفین اور ان کے حالات کو آخری جلدوں میں تفصیل سے بیان کریں گے، انشاءاللہ الکریم الوہاب۔

[دوسری فصل]

میں مذکورہ کتب پر وثوق (اعتبار) اور

اس میں اختلاف کا بیان ہے

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جن کتابوں پر ہم نے نقل کرنے کے لیے اعتماد کیا ہے ان میں سے اکثر معروف ہیں اور ان کے مصنفین کی طرف نسبت بھی معلوم ہے، جیسے کہ:

شیخ صدوق کی کتابیں جو مشہور ہونے میں کتب اربعہ سے کم نہیں ہیں جن پر مدار ہے اس زمانے میں سوائے الھدایہ، صفات الشیعه، فضائل الشیعه، مصادقة الاخوان اور فضائل الاشهر کے، اور یہ ہمارے اجازت ناموں میں بھی داخل ہیں اور ان سے نقل کیا ہے صدوق کے بعد والے افاضل الاخیار علماء نے،

اور کتاب الھدایۃ بھی مشہور ہے لیکن اس مقام پر نہیں ہے، اور اللہ عزوجل نے ہم کو ان میں سے قدیم تصحیح شدہ نسخے میسر کرائے ہیں۔

جیسے کتاب الامالی، چنانچہ ہم نے اس کا ایک تصحیح شدہ، بااعراب نسخہ پایا ہے جو مصنف کے دور کے قریب ہی لکھا گیا ہے، اور وہ بہت سے مشائخ پر پڑھا گیا ہے اور اس پر ان کی اجازات بھی درج ہیں،

اور کتاب الخصال کو ہم نے دو قدیم نسخوں سے پیش کیا ہے اور ان میں سے ایک پر سید مقداد کی اجازت بھی درج ہے،

اور اسی طرح کتاب اکمال الدین جسے ہم نے ایک قدیم نسخے سے نقل کیا ہے جس کی تاریخ کتابت تالیف کرنے کے زمانے سے بہت قریب کی ہے،

اور اسی طرح کتاب عیون اخبار الرضا علیہ السلام ہے جس کی جلد اول کو ہم نے ایک تصحیح شدہ کتاب سے صحیح کیا ہے کہ جس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے اور میرا گمان ہے کہ یہ ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ ان کی لکھاوٹ اس پر موجود ہے اور انہوں نے اس کی تصحیح فرمائی ہے۔

اور "کتاب الامامة" کے مؤلف عظیم محدثین اور فقہاء میں سے تھے، اور ہمارے علماء ان کے

فتاویٰ کو حدیث کے جملوں میں شمار کرتے ہیں، اور اس کا ایک قدیم اور تصحیح شدہ نسخہ ہمیں موصول ہوا ہے،

اور ایک اور "اصل" جو مشتمل ہے شریف و مضبوط احادیث پر جن کی اسانید معتبر ہیں، اور اس کتاب سے ہی مؤلف کی جلالت ظاہر ہے۔

اور کتاب "قرب الاسناد" معتمد اور معروف اصولوں میں سے ہے، اور ہم نے اسے ایک قدیم نسخے سے نقل کیا ہے جو شیخ محمد بن ادریس کی لکھاوٹ سے ماخوذ ہے، اور اس پر ان کی لکھاوٹ کی صورت کچھ یوں تھی: وہ اصل جس سے میں نے اس کتاب کو نقل کیا ہے صریح غلطیاں ہیں اور کلام مضطرب ہے، تو میں نے اس کو جیسا پایا ویسا نقل کر دیا تغیر و تبدل کے خوف سے، تو اس میں نظر کرنے والا عذر نکالے تو میں نے اس میں اپنا عذر بیان کر دیا ہے۔

اور کتاب بصائر الدرجات معتبر اصولوں میں سے ہے جس میں سے الکلینی اور دیگر نے روایت لی ہے۔

اور شیخ کی کتابیں بھی مشہور کتب میں سے ہیں سوائے "کتاب الامالی" کے، کیونکہ وہ مشہور ہونے میں ان کی دوسری کتابوں کی طرح نہیں ہے، لیکن ہم نے اس کا ایک قدیم نسخہ پایا ہے جس پر فاضل علماء کی اجازات درج ہیں، اور جو اس کے بعد والے نے اس کتاب سے نقل کیا ہے ہم نے اسے ان کے موافق پایا ہے۔

اور ان کے فرزند علامہ کی امالی ہمارے زمانے میں ان کی امالی سے زیادہ مشہور ہے، اور اکثر لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ شیخ کی امالی ہے لیکن ایسا نہیں ہے جیسا کہ مجھے واضح قرائن سے معلوم ہوا ہے، تاہم ان کے بیٹے کی امالی بھی ان کی امالی سے اعتبار و شہرت کے لحاظ سے کم نہیں ہے، اگرچہ میرے نزدیک امالی شیخ زیادہ صحیح اور معتبر ہے۔

اور کتاب الارشاد اپنے مصنف رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ مشہور ہے،

اور کتاب المجالس کا ہمیں ایک قدیم نسخہ ملا ہے اور قرائن اس کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔

اور جہاں تک کتاب الاختصاص کا تعلق ہے تو یہ ایک اچھی کتاب ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ علیہم السلام کے اصحاب کے حالات پر مشتمل ہے، اور اس میں نادر روایات درج ہیں اور میں نے اسے ایک قدیم نسخے سے نقل کیا ہے، اور اس کے عنوان پر لکھا ہے: یہ استخراج ہے کتاب الاختصاص کا جو ابو علی احمد بن حسین بن احمد بن عمران کی تالیف ہے، لیکن خطبہ کے بعد یوں ہے: محمد بن محمد بن نعمان نے کہا: مجھ سے بیان کیا ابو غالب احمد بن محمد الزراری اور جعفر بن محمد بن قولویہ نے۔۔۔ تا آخر سند، اور اسی طرح آخر کتاب تک

ابتداء شیخ مفید کے مشائخ سے ہوتی ہے، تو ظاہر یہی ہے کہ یہ مفید رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں سے ہے، اور ان کی تمام کتب شہرت کے لحاظ سے بیان کرنے سے بے نیاز ہیں۔

اور کتاب کامل الزیارات معروف اصولوں میں سے ہے اور شیخ نے التھذیب میں اور دیگر محدثین نے بھی اس سے اخذ کیا ہے۔

اور البرقی کی کتاب المحاسن [1] معتبر اصولوں میں سے ہے اور الکلینی اور ان کے بعد کے تمام مصنفین نے اس میں سے نقل کیا ہے۔

اور کتاب تفسیر علی بن ابراھیم معروف کتابوں میں سے ہے اور الطبرسی وغیرہ نے اس سے روایت کی ہے۔

اور کتاب العلل، اگرچہ اس کے مؤلف کتب الرجال میں مذکور نہیں ہیں لیکن اس کی روایات مضبوط ہیں اور اس کے والد کی روایات اور صدوق اور دوسرے لوگوں کی روایات سے مطابقت رکھتی ہیں، اور اس کے مؤلف بعض روایات کی اسناد میں مذکور ہیں، اور الکلینی نے ''باب من رأی القائم علیہ السلام'' میں علی بن محمد کے توسط سے علی بن ابراہیم کے دونوں بیٹوں محمد اور حسن سے روایت کی ہے، اور اسی طرح اسی باب میں ایک دوسرے مقام پر انہوں نے اسی واسطے سے صرف محمد سے روایت کی ہے، اور یہ اعتماد کی کرتا ہے اگرچہ یہ غرابت سے خالی نہیں ہے کیونکہ وہ علی بن ابراہیم سے بلا واسطہ کثیر روایت کرتے ہیں، بلکہ زیادہ ظاہر یہی ہے اور مجھے بعد میں سمجھ آیا ہے کہ وہ محمد بن علی بن ابراہیم بن محمد ہمدانی ہیں، اور وہ ناحیہ مقدسہ کے وکیل تھے، جیسا کہ میں نے کافی پر اپنی تعلیقات میں واضح کر دیا ہے۔

اور کتاب تفسیر العیاشی سے طبرسی وغیرہ نے روایت کیا ہے، اور ہم نے اس کے دو پرانے نسخے دیکھے ہیں اور کتب رجال میں اس کو ان کی کتابوں میں شمار کیا گیا ہے، لیکن کسی نسخہ بنانے والے نے اس کی اسناد کو حذف کر دیا ہے اختصار کے لیے اور اس نے شروعات میں عذر بیان کیا ہے جو اس کے جرم سے زیادہ قبیح ہے،

اور کتاب تفسیر الامام علیہ السلام معروف کتابوں میں سے ہے اور صدوق نے اس پر اعتماد کیا ہے اور اس میں سے نقل بھی کیا ہے، اگرچہ بعض محدثین نے اس پر تنقید کی ہے لیکن صدوق رحمۃ اللہ علیہ زیادہ جاننے والے اور زیادہ قریب العہد ہیں ان سے جنہوں نے اس پر طعن کیا ہے، اور اکثر علماء نے اس پر تنقید کیے بغیر

---

[1] اس کتاب کا ترجمہ تکمیل کے مراحل میں ہے جسے ہم عنقریب اپنے اسی ادارے سے شائع کریں گے ان شاء اللہ۔

اس سے روایات نقل کی ہیں۔

اور کتاب روضۃ الواعظین تو ہم نے ذکر کیا کہ وہ نامور علماء کی اجازات میں داخل ہے اور معزز علماء نے اس سے نقل کیا ہے، اور آپ نے اس کا حال اور اس کے مؤلف کا حال جان لیا کہ اس سے جو ہم نے ہمارے باعظمت اسلاف سے نقل کیا،

اور اسی طرح کتاب اعلام الوری ہے اور اس کے مؤلف اس سے زیادہ مشہور ہیں کہ وہ بیان کے محتاج ہوں اور یہ کتاب مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے۔

اور رسالۃ الآداب بھی معروف ہے اور اس سے نقل کیا ہے ان کے فرزند نے مکارم میں،

اور جہاں تک اس کی دو تفاسیر الکبیر اور الصغیر کی بات ہے، تو وہ شہرت کی محتاج نہیں ہیں۔

اور کتاب المکارم شہرت میں ایسی ہے جیسے دن میں سورج چمکے اور اس کے مؤلف تو ان کی علماء اخیار کی ایک جماعت نے تعریف کی ہے۔

اور کتاب مشکاۃ الانوار ایک اچھے اسلوب والی کتاب ہے جو نادر روایات پر مشتمل ہے۔

اور کتاب الاحتجاج، اگرچہ اس کی زیادہ تر روایات مرسل ہیں لیکن یہ مروجہ اور معروف کتابوں میں سے ایک ہے، سید ابن طاؤس نے اس کتاب اور اس کے مصنف کی تعریف کی ہے اور اکثر متاخرین علماء نے اس سے نقل بھی کیا ہے۔

دو کتابیں المناقب اور المعالم معتبر کتابوں میں سے ہیں، ان کا تذکرہ اصحاب الاجازات نے کیا ہے اور ان کا مصنف اپنی فضیلت، امانت داری اور عظمت کے اعتبار سے اس سے زیادہ مشہور ہے کہ اس کا حال کسی سے پوشیدہ ہو۔

اور بیان التنزیل ایک چھوٹی سی کتاب ہے جس میں بہت سے فوائد ہیں، اور ہم نے اس میں سے تھوڑا اخذ کیا ہے کیونکہ اس کا بیشتر حصہ دیگر کتب میں مذکور ہے۔

اور کتاب کشف الغمہ سب سے زیادہ مشہور کتابوں میں سے ایک ہے اور اس کے مؤلف شیعہ علماء میں سے ہیں جو اجازات کی سند میں مذکور ہوتے ہیں۔

اور کتاب تحف العقول ہمیں ایک قدیم کتابت سے ملی ہے اور اس کا اسلوب اس کے مؤلف کے بلند مرتبہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اس کا اکثر حصہ مواعظ اور اصولِ معلومہ ہیں جن کے لیے ہم کسی سند کے محتاج نہیں ہیں۔

کتاب العمدہ اور اس کا مؤلف دونوں مشہور ہیں اور اجازات کی اسناد میں مذکور ہیں،

اور المناقب بھی اسی طرح ہے،

اور جہاں تک مستدرك کا تعلق ہے تو ہمارے پاس اس کا ایک پرانا نسخہ ہے جو ہمارے خیال میں اس کے مصنف کی اپنی لکھائی میں ہے۔

اور کتاب الکفایہ [1] ایک باشرف کتاب ہے کہ امامت کے موضوع پر اس جیسی کتاب لکھی ہی نہیں گئی اور یہ کتاب اور اس کے مؤلف علامہ وغیرہ کی اجازت میں مذکور ہیں، اور اس کی تالیف اس کی فضیلت، وثاقت اور دیانت کی عمدہ ترین دلیل ہے، اور علامہ نے خلاصہ میں ان کو ثقہ قرار دیا ہے، کہتے ہیں: وہ ثقہ تھے، ہمارے علماء میں سے تھے اور فقیہ اور وجیہ تھے، اور ابن شہر آشوب نے "معالم" میں کہا: علی بن محمد بن علی خزاز الرازی، اور انہیں قمی کہا جاتا ہے، اور ان کی کلام پر اور فقہ پر کتابیں ہیں، اور ان کی کتابوں میں الکفایہ فی النصوص ہے۔

اور اسی طرح کتاب تنبیہ الخاطر اور اس کے مؤلف بھی اجازات میں مذکور ہیں اور مشہور ہیں، لیکن اللہ ان پر رحمت فرمائے کہ ان کی کتاب چونکہ مواعظ اور حکمتوں تک محدود تھی تو انہوں نے بے وزن اور با وزن میں فرق نہیں کیا اور امامیہ کی احادیث کو مخالفین کے آثار سے مخلوط کر دیا، اور اسی لیے ہم اس کتاب میں کی ہر چیز کو ذکر نہیں کرتے، بلکہ ہم نے زیادہ باوثوق چیز کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے، کیونکہ ہمیں آئمہ علیہم السلام کی برکات سے مخالفین کی اخبار کے محتاج نہیں ہیں۔

اور دو کتابیں: مشارق الانوار اور الالفین کہ جن کا حال آپ جان چکے ہیں۔

اور شہید کی تالیفات بھی اپنے مؤلف علامہ کی طرح مشہور ہیں، سوائے کتاب الاستدرك کے، کیونکہ مجھے اصل کتاب نہیں ملی، اور میں نے پایا ان روایات کو جو اس سے ماخوذ تھیں شیخ فاضل محمد بن علی جبعی کے خط سے، اور انہوں نے ذکر کیا کہ انہوں نے اسے شہید (اللہ ان کے درجے کو بلند فرمائے) کے خط سے نقل کیا ہے،

اور ان کی الدرة الباهرة بھی ہے کیونکہ یہ ان کی تمام کتابوں کی طرح مشہور نہیں ہے، اور یہ مقصور ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام آئمہ علیہم السلام سے منقول مختصر فقرات پر۔ اور ان دونوں جلیل سیدوں کی کتب اپنے مؤلفین کی طرح ہیں کہ محتاج بیان نہیں ہیں۔

اور کتاب طب الائمہ علیہم السلام مشہور کتابوں میں سے ہے، لیکن یہ باقی کتب کے درجے پر نہیں ہے

---

[1] میں نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کر دیا ہے جو بحمد للہ میرے ادارے مکتبہ احادیث الامامیہ لاہور پاکستان سے شائع ہو چکا ہے۔

اپنے مؤلف کے مجہول ہونے کی وجہ سے، اور یہ کوئی ضرر نہیں دیتا کیونکہ اس کا قلیل حصہ احکام فرعیہ سے متعلق ہے اور دواؤں اور دعاؤں میں تو ہمیں مضبوط اسانید کی ضرورت نہیں ہے۔

اور کتاب صحیفة الرضا علیہ السلام کتب مشہورہ میں سے ہے خاص وعام کے درمیان، اور سید جلیل علی بن طاؤس نے شیخ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے اس میں سے نقل کیا ہے، اور میں نے کتاب کے قدیم نسخوں میں اسانید کو پایا ہے شیخ مذکور کی طرف اور ان سے امام علیہ السلام کی طرف، اور زمخشری نے کتاب ''ربیع الابرار'' میں کہا: یحییٰ بن حسین حسینی صحیفہ رضا علیہ السلام کی اسانید کے متعلق کہتے تھے: اگر یہ اسناد مجنون کے کان میں پڑھی جائیں تو اسے افاقہ ہو جائے! اور نجاشی نے عبداللہ بن احمد بن عامر طائی کے ترجمے میں اور اس کے والد جو اس کتاب کا راوی ہے کے ترجمے میں اس کتاب کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کی مدح کی ہے اور اس کی طرف اپنی سند ذکر کی ہے، پس بالجملہ یہ کتاب مشہور اصولوں میں سے ہے اور اس پر اعتماد کرنا صحیح ہے۔

اور اسی طرح کتاب طب الرضا علیہ السلام معروف کتابوں میں سے ہے اور شیخ منتجب الدین نے ''فہرست'' میں ذکر کیا ہے کہ: سید فضل اللہ بن علی الراوندی نے اس پر شرح لکھی تھی، اور اس کا نام ''ترجمة العلوی للطب الرضوی'' رکھا تھا، اور ابن شہر آشوب نے ''معالم'' میں محمد بن الحسن بن جمہور القمی کے ترجمہ میں کہا کہ: اس کی کتب ہیں ''ملاحم والفتن الواحدہ'' اور ''رسالہ ذہبیہ'' جو منقول ہے امام رضا علیہ السلام سے ۔۔۔انتہیٰ۔ اور شیخ نے ''فہرست'' میں ایسا ہی ذکر کیا ہے اور اس تک اپنی سند پیش کی ہے، اور ہم اس کو کتاب السماء والعالم کے اندر طب کے ابواب میں مکمل پیش کریں گے۔

اور کتاب ''فقہ الرضا علیہ السلام'' تو آپ نے اس کا حال جان لیا ہے۔

اور کتاب المسائل کی احادیث مروجہ کتابوں میں موجود احادیث کے موافق ہیں، اور اس کا راوی اس سے زیادہ مشہور ہے کہ اس کا حال یا جلالت کسی ایک سے بھی پوشیدہ ہو۔

دو کتابیں: الخرائج اور فقہ القرآن، ان کے مصنف کی طرف ان کی نسبت معلوم ہے جو سب سے زیادہ فاضل علماء اور ان کے ثقات میں سے ایک ہیں، اور دونوں کتابیں علماء کی فہرستوں میں مذکور ہیں اور علماء نے ان دونوں سے نقل بھی کیا ہے۔

اور کتاب الدعاء کا ایک پرانا نسخہ ہمیں ملا ہے اور اس میں مختصر اور باشرف ادعیہ درج ہیں جو معتبر اصولوں سے ماخوذ ہیں، حالانکہ دعاء کی سند میں معاملہ ہلکا ہوتا ہے۔

اور کتاب القصص کا حال آپ کو معلوم ہو چکا، اور ہم نے اسے ایک نسخہ سے پیش کیا ہے جو شہید ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خط سے ہے اور ان کا تصحیح شدہ نسخہ ہے۔

اور کتاب ضوء الشهاب ایک محترم کتاب ہے جس میں بہت سے ایسے فوائد درج ہیں جن سے شیعہ اور غیر شیعہ کی کتب خالی ہیں،

اور کتاب اللباب کچھ فوائد پر مشتمل ہے۔

اور شرح النہج مشہور و معروف ہے اور اکثر شارحین اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

کتاب اسباب النزول میں بھی فوائد ہیں۔

اور سادات اعلام اولاد طاؤس کی تمام کتابیں معروف ہیں، اور ہم نے ان میں سے کتاب ربیع الشیعہ کو چھوڑ دیا کیونکہ یہ تمام ابواب اور ترتیب میں اعلام الوری کے موافق ہے، اور یہ ایسی چیز ہے جو کہ کافی حیران کن ہے؛

اور کتاب تاویل الآیات اور کتاب کنز جامع الفوائد، میں نے متاخرین کے علماء کی ایک جماعت کو دیکھا جو ان دونوں کتابوں سے روایت کرتے ہیں، اور ان کے مؤلفین انتہائی فاضل اور دیانت دار ہیں۔

اور کتاب غوالی اللآلی اگرچہ مشہور ہے اور اس کا مصنف فضیلت میں معروف ہے، لیکن اس نے چھلکے اور مادے میں تمیز نہیں کی ہے، اور اس نے ہمارے علماء کی روایات کے درمیان متعصب مخالفین کی روایات کو داخل کر دیا ہے، پس اسی لیے ہم نے اس میں سے کچھ روایات نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے، کا حوالہ دینے تک ہی محدود کیا ہے،

اور کتاب نثر اللآلی اور جامع الاخبار بھی اسی کی مثل ہیں۔

اور نعمانی کی کتاب اہم کتابوں میں سے ہے،

اور شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ کتاب الارشاد میں امام الحجۃ صلوات اللہ علیہ وعلیٰ آبائہ پر نصوص نقل کرنے کے بعد کہا ہے: اور اس موضوع پر روایات کثیر ہیں جن کو اس گروہ کے محدثین نے اپنی کتب میں درج کیا ہے، اور جن لوگوں نے اسے وضاحت اور تفصیل کے ساتھ ثابت کیا ہے ان میں سے ایک محمد بن ابراہیم المکنی ابو عبداللہ النعمانی ہیں جنہوں نے اپنی اس کتاب میں یہ بیان کیا ہے جسے انہوں نے غیبت کے موضوع پر تصنیف کیا ہے۔

اور کتاب الروضۃ اعلیٰ درجے کی معتبر نہیں ہے۔

اور دو کتابوں التوحید اور الاھلیلجہ کا حال آپ جان چکے ہیں اور ان کا سیاق و سباق ان کی صحت پر دلالت کرتا ہے، اور ابن شہر آشوب نے ''معالم'' میں کہا ہے کہ مفضل بن عمر کی ایک وصیت ہے۔ اور کتاب

الاھلیلجۃ توحید کے متعلق امام صادق علیہ السلام کی املاء کردہ ہے اور مخالفین کے بعض علماء نے بھی اس کتاب کو آپ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے، اور نجاشی نے مفضل کے ترجمے میں کہا ہے: ان کی ایک کتاب ''کتاب الفکر'' ہے جس میں خلقت کی ابتداء اور عبرت حاصل کرنے کی ترغیب ہے۔ اور شاید یہ التوحید کی طرف اشارہ ہے اور انہوں نے حمدان بن المعافا کی کتب میں کتاب الاھلیلجہ کو شمار کیا ہے، اور شاید اس کا مطلب ہے کہ یہ اس کی روایات میں سے ہے۔

اور کتاب مصباح الشریعۃ میں کچھ ایسی باتیں ہیں جو ماہر صاحبِ فراست کو شبہہ میں ڈال دیتی ہیں، اور اس کا اسلوب آئمہ علیہم السلام کے دیگر کلمات اور ان کی روایات سے مشابہت نہیں رکھتا، اور شیخ نے اپنی ''مجالس'' میں اس کی بعض روایات اس طرح نقل کی ہیں کہ: ہم کو خبر دی ایک گروہ نے ابوالمفضل الشیبانی سے، وہ اپنی سند کے ساتھ شقیق البلخی سے، وہ اہل علم میں سے ان کو خبر دینے والے شخص سے۔ یہ دلیل ہے کہ یہ کتاب شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اور ان کے زمانے میں تھی اور وہ اس میں سے نقل کرتے تھے لیکن اس پر مکمل اعتبار نہیں کرتے تھے اور ان کے نزدیک یہ بھی ثابت نہیں تھا کہ یہ امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے، اور اس کی سند صوفیاء پر منتہی ہوتی ہے، اور اسی لیے یہ مشتمل ہے ان کی بہت سی اصطلاحات اور ان کے مشائخ کی روایات اور ان لوگوں کی روایات پر جن پر وہ اعتماد کرتے ہیں، واللہ یعلم۔

اور دونوں تفاسیر کے راوی معتبر اور مشہور ہیں، اور ان کے مضامین دیگر تمام روایات سے موافق ہیں، اور ان دونوں میں سے اخذ کیا ہے علی بن ابراہیم اور دیگر علماء اخیار نے، اور نجاشی نے سعد بن عبداللہ کی کتب میں کتاب ''ناسخ القرآن ومنسوخہ ومحکمہ ومتشابہہ'' کا شمار بھی کیا ہے، ان کی کتب کی طرف اسانیدِ صحیحہ ذکر کی ہیں۔

اور کتاب المقالات کو شیخ اور نجاشی نے سعد کی جملہ کتابوں میں شمار کیا ہے، اور ان دونوں نے اس کی طرف اسانیدِ صحیحہ ذکر کی ہیں، اور اس کے مؤلف وثاقت اور فضل وجلالت میں توصیف کرنے اور بیان سے بلند ہیں، اور اس کتاب سے شیخ نے کتاب الغیبت میں اور کشی نے اور کتاب الرجال میں نقل کیا ہے۔

اور سلیم بن قیس کی کتاب انتہائی مشہور ہے اور ایک گروہ نے اس پر تنقید کی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ یہ معتبر اصولوں میں سے ہے اور ہم اس کے متعلق اور اس جیسی کتابوں کے متعلق عنقریب کلام کریں اپنی کتاب کی آخری جلد میں، اور ہم عنقریب فصل خامس اس کی اسناد بیان کریں گے۔

اور کتاب قبس المصباح کے مؤلف کی جلالت قدر آپ نے جان لی ساتھ میں یہ صرف دعاء پر مقصور ہے۔

اور البیاضی اور ابن سلیمان کی تمام کتابیں قابل اعتماد ہیں اور دونوں کے مؤلف با مقام علماء میں سے ہیں، اور یہ بہت مضبوط اور سدید معلوم ہوتی ہیں۔

اور کتاب السرائر اور اس کے مؤلف کا باوثوق ہونا صاحبانِ بصیرت پر مخفی نہیں ہے۔

اور کتاب ارشاد القلوب ایک لطیف کتاب ہے جس میں مضبوط اور نادر روایات ہیں۔

اور دو کتابوں أعلام الدین اور غرر الاخبار سے ہم نے قلیل روایات نقل کی ہیں کیونکہ ان دونوں کی اکثر روایات ان کتابوں میں مذکور ہیں جو ان سے زیادہ معتبر ہیں، اگر چہ ان تمام سے اور ان دونوں سے اکابرین کے نقل کرنے سے ان کے مؤلف کی جلالت کا پتہ چلتا ہے۔

اور کتاب العتیق مکمل طور پر دعاؤں پر مشتمل ہے، اور یہ کامل، فصیح وبلیغ اور کمال کی دعاؤں پر مشتمل ہے، جن میں سے ہر ایک سے اعجاز اور فہم کا نور چمکتا ہے، اور اس کے فقرات میں سے ہر فقرہ اس بات کا عادل گواہ ہے کہ یہ مخلوقات کے آئمہ اور کلام کے امراء علیھم السلام سے ہی صادر ہوا ہے، اور سید ابن طاووس رحمتہ اللہ علیہ نے "المجتہد" وغیرہ میں کثرت سے اس سے نقل کیا ہے، اور اس نسخے کی تاریخ کتابت جس سے ہم نے نقل کیا ہے سن 576 ہجری ہے، اور کفعمی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مجموع الدعوات ہے شیخ جلیل ابی الحسین محمد بن ہارون تلعکبری کی، اور وہ اکابر محدثین میں سے ہیں۔ اور دونوں رجال جن پر مدار ہے علماء اخیار کا اس زمانے اور شہروں میں، اور ہم نے ان دونوں میں سے وہ مضمون لانے پر اکتفاء کیا ہے جو تمام ابواب سے متعلق ہوں نہ کہ تحقیق احوال رجال۔

اور کتاب بشارۃ المصطفیٰ [1] مشہور کتابوں میں سے ایک ہے اور ہمارے بہت سے علماء نے اس میں سے روایت کی ہے، اور اس کے مؤلف بلند مرتبہ محدثین میں سے ایک ہیں، یہ ہماری شیخ الطائفہ کی طرف جانے والی اکثر اسناد میں شامل ہیں، اور وہ روایت کرتے ہیں ابوعلی بن شیخ الطائفہ سے ان کی تمام کتب اور روایات کی روایت کرتے ہیں، اور شیخ منتجب الدین نے "فہرست" میں کہا ہے: شیخ امام عماد الدین محمد بن ابی القاسم الطبری فقیہ ہیں، ثقہ ہیں، انہوں نے شیخ ابوعلی الطوسی کے سامنے پڑھا ہے اور ان کی تصانیف بھی ہیں، ان کے سامنے قطب الدین راوندی نے پڑھا ہے۔ اور حسین بن سعید اور احمد بن محمد بن عیسیٰ کی جلالت اس سے بے نیاز ہے کہ ان کی تالیفات کا حال پیش کیا جائے؛

اور کتاب الزھد کی نسبت حسین بن سعید کی طرف معلوم ہے۔ اور جہاں تک دوسری اصل کا تعلق

[1] اس کتاب کا اردو ترجمہ میری تصحیح کے ساتھ تراب پبلیکیشنز لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

ہےتواس کے شروع میں یہ اس طرح ہے: یہ احمد بن محمد بن عیسی نے روایت کی حسین بن سعید سے، پھر باقی تمام ابواب میں حسین کے مشائخ سے ابتداء ہوتی ہے، اور یہ بات گمان پیدا کرتی ہے کہ یہ ان کی ہے، اور احتمال ہے کہ یہ احمد کی ہو بعض قرائن کی وجہ سے جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اور کتاب کے شروع میں ان سے ابتداء ہونے کی وجہ سے۔

اور کتاب العیون والمحاسن جبکہ صرف حکم اور مواعظ پر مقصور ہے اس لیے اس کے مصنف کا مجہول ہونا ہمارے لیے مضر نہیں ہے، اور ہمارے پاس اس کا ایک قدیم تصحیح شدہ نسخہ موجود ہے، اور وہ مشتمل ہے نفیس کلمات پر، اور انہوں نے اس میں ایسے کئی حکمت کے موتی مزید نقل کیے ہیں جو آمدی کو نہیں ملے، اور ہم عنقریب ابن شہر آشوب سے جو نقل کریں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آمدی ہمارے علماء میں سے تھے اور انہوں نے ابن شہر آشوب کو اس کتاب کی روایت کی اجازت دی تھی، اور انہوں نے ''معالم العلماء'' میں کہا ہے: عبدالواحد بن محمد بن عبدالواحد الآمدی التمیمی، ان کی تالیف ''غرر الحکم ودرر الکلم'' ہے، جس میں انہوں نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے امثال اور حکمتیں ذکر کی ہیں۔ اور کفعمی کی کتب کی شہرت اور ان کے مؤلف کی فضیلت ہمیں اس سے بے نیاز کرتی ہے کہ ہم ان کتب کا اور ان کا حال پیش کریں۔

اور کتاب قضاء الحقوق ایک عمدہ کتاب ہے جو نادر وعمدہ روایات پر مشتمل ہے۔

اور سید بهاء الدین بن عبد الحمید کی کتب، اور ان کی پہلی دو کتابیں رجعت سے متعلق اور حضرت امام قائم علیہ السلام کے احوال سے متعلق نادر روایات پر مشتمل ہیں، اور تیسری کتاب میں آئمہ علیہم السلام کے فضائل اور سید الشہداء علیہ السلام اور ان کے سعادت مند اصحاب علیہم السلام کی شہادت کی کیفیت اور مختار کا انتقام لینے کے لیے خروج کرنا اور اس کے تمام احوال کا ذکر ہے، اور چوتھی کتاب نادر روایات پر مشتمل ہے، اور سید مذکور فاضل نقباء اور نجباء میں سے ہیں۔

اور کتاب التمحیص کی مضبوطی اس کے مؤلف کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے، اور اگر اس کے مصنف ابوعلی تھے، جیسا کہ ظاہر ہے، تو اس کی فضیلت اور وثاقت دونوں ہی مشہور ہیں۔

اور دو جلیل اور فاضل علامہ اور ابن فہد (اللہ ان دونوں کی روح کو پاک فرمائے) کی کتب شہرت اور اعتبار کے لحاظ سے اپنے مؤلفین جیسی ہیں۔

کتاب العدد مہینوں کے ایام کے اعمال اور ان کے مبارک اور نحس دنوں کے بارے میں ایک عمدہ کتاب ہے، اور اس کا نصف حصہ ہمارے ساتھ ہے، اور اس کے مؤلف فضیلت کے ساتھ معروف اور اجازات میں مذکور ہیں اور وہ علامہ حلی کے بھائی ہیں، اللہ عزوجل ان دونوں کی لطافت کو پاکیزہ فرمائے۔ اور شیخ

ابن نمااور سید فخار ہمارے جلیل رواۃ اور مشائخ میں سے ہیں اور عنقریب ان دونوں کا تذکرہ ہمارے اصحاب کی اجازات میں آئے گا۔

اور کتاب الغور جلیل روایات بمع شرح پر مشتمل ہے، اوراس کے مؤلف فاضل سادات میں سے ہیں اور ابن شہرآشوب، علی بن سعید بن ہبۃ اللہ الراوندی، عبداللہ بن جعفر الدوریستی اور دیگر فاضل اعلام سے روایت کرتے ہیں۔

اور مزار الکبیر کے اسناد کی کیفیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معتبر کتاب ہے اور دونوں سیدوں فرزندان طاؤس نے اس میں سے بہت سی روایات اور زیارت اخذ کی ہیں، اور شیخ منتجب الدین نے ''فہرست'' میں کہا ہے: سید ابوالبرکات محمد بن اسماعیل المشہدی، فقیہ ہیں، محدث ہیں، ثقہ ہیں، انہوں نے امام محی الدین حسین بن مظفر حمدانی کے آگے پڑھا ہے، اورانہوں نے حمدانی کے ترجمہ میں کہا: ہم کو خبر دی ان کی کتب کی ڈیدسبوالبرکات مشہدی نے۔اور جہاں تک کراجکی کا تعلق ہے تو وہ جلیل القدر علماء، فقہاء اور متکلمین میں سے ہیں، اور تمام صاحبانِ اجازات نے ان کی طرف سند پیش کی ہے، اور ان کی کتاب ''کنز الفوائد'' کتب مشہورہ میں سے ہے، جس میں بعد میں آنے والوں کی اکثریت نے اخذ کیا ہے، اوران کی تمام کتب انتہائی مضبوط ہیں، اور شیخ منتجب الدین نے اپنی ''فہرست'' میں کہا ہے: شیخ عالم ثقہ ابوالفتح محمد بن علی الکراجکی، اصحاب کے فقیہ، انہوں نے سید مرتضیٰ علم الھدیٰ اور شیخ الموفق ابی جعفر (خدا ان دونوں پر رحم فرمائے) کے آگے پڑھا ہے، اوران کی تصانیف بھی ہیں، جن میں ''کتاب التعجب'' اور ''کتاب النوادر'' شامل ہیں، جو ہم نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے مؤلف سے روایت کی ہیں۔۔۔انتہیٰ۔اور اجازات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ابن براج کے استاد تھے۔اور شیخ منتجب الدین مشہور ثقات اور محدثین میں سے ہیں، اوران کی ''فہرست'' شہرت کی انتہا پر ہے، اور یہ حسین بن علی ابن بابویہ کی اولاد میں سے ہیں اور صدوق ان کے اعلیٰ چچا ہیں، اور شہید ثانی نے کتاب ''الاجازۃ'' میں کہا: اور میں نے اس کو اجازت دی کہ وہ مجھ سے روایت کرے وہ سب جو علی بن عبیداللہ ابن حسن بن حسین بن حسن ابن حسین بن علی بن حسین بن بابویہ نے روایت کیا ہے، اور وہ سب بھی جو ان کی ''فہرست'' میں موجود ہے جو شیخ ابی جعفر طوسی سے متاخر علماء کے اسماء کی فہرست ہے، اور یہ شخص بہترین ضبط والے، متعدد مشائخ سے کثیر روایات کرنے والے تھے۔۔۔ انتہیٰ۔اوران کی اربعین نادر اور لطیف روایات پر مشتمل ہے۔

کتاب التحفہ بہت سے فوائد والی کتاب ہے لیکن ہم اس سے نقل نہیں کرتے مگر کم کیونکہ اس کی روایات ان کتب سے ماخوذ ہیں جو اس سے زیادہ مشہور ہیں۔

اور ابن شاذان کا حال آپ جان چکے ہیں۔

اور مسعودی کو نجاشی نے اپنی ''فہرست'' میں شیعہ راویوں میں شمار کیا ہے، اور کہا ہے: اس کی کتب ہیں، ان میں سے ''کتاب اثبات الوصیۃ لعلی بن ابی طالب علیہ السلام'' اور ''کتاب مروج الذھب'' ہیں، اور اس کی وفات سن 333 ہجری میں ہوئی۔

اور جہاں تک کتاب النوادر کا تعلق ہے تو اس کے مؤلف فاضل اور معزز علماء میں سے ہیں، اور شیخ منتجب الدین نے ''فہرست'' میں کہا ہے: اپنے زمانے کے علامہ، نسب کے ساتھ کمال فضل اور حسب کو بھی جمع کرنے والے تھے، اور اپنے زمانے کے آئمہ (حدیث) کے استاد تھے، اور ان کی تصانیف بھی ہیں کہ میں ان کی خدمت میں رہا ہوں اور ان میں سے بعض کتب کو ان پر پڑھا بھی ہے۔۔۔ انتہیٰ۔ اور اس کتاب میں زیادہ تر احادیث موسیٰ بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی کتابوں (بنام جعفریات) سے لی گئی ہیں، جنہیں سہل بن احمد الدیباجی نے محمد بن محمد بن اشعث کے ذریعے سے مؤلف سے روایت کیا ہے۔ پس جو سہل ہے تو نجاشی نے اس کی تعریف کی ہے اور ابن غضائری نے اس کی مذمت کرنے کے بعد کہا ہے: اور کوئی اشکال نہیں ہے اس میں جو اس نے ''اشعثیات'' میں سے روایت کیا ہے اور جو کچھ اسی کے طریقے پر ہے جو اس نے اس کے علاوہ سے روایت کیا ہے، اور ابن اشعث کو نجاشی نے ثقہ قرار دیا ہے اور کہا ہے: یہ موسیٰ بن اسماعیل سے ایک نسخہ روایت کرتے ہیں، اور صدوق نے ''مجالس'' میں اس کتاب سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی ہے اس طرح: ہم سے حدیث بیان کی حسن بن احمد بن ادریس نے، وہ اپنے والد سے، وہ احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، وہ محمد بن یحییٰ خزاز سے، وہ موسیٰ بن اسماعیل سے۔ پس یہ قرائن اس کی احادیث پر عمل کرنے کو تقویت دیتے ہیں۔

اور جہاں تک ادعیۃ السر کا تعلق ہے تو ہم عنقریب اس کے مقام پر اسے مکمل کریں گے۔

اور کتاب الفضائل اور کتاب ازاحۃ العلۃ کے مؤلف فاضل اور معزز علماء میں سے ہیں، اور صاحبانِ اجازات نے کثرت سے ان کی مدح کی ہے، اور شہید قدس سرہ نے ''ذکریٰ'' میں کہا ہے: ذکر کیا ہے شیخ ابوالفضل شاذان بن جبرئیل قمی نے کتاب ازاحۃ العلۃ فی معرفۃ القبلۃ میں، اور وہ ہمارے جلیل فقہاء میں سے ہیں۔ پھر انہوں نے اس میں سے ایک حصہ نقل کیا ہے۔

اور جہاں تک کتاب الصفین کا تعلق ہے تو یہ ایک معتبر کتاب ہے جس میں سے کلینی اور باقی محدثین نے اخذ کیا ہے، اور نجاشی نے کہا ہے: نصر بن مزاحم المنقری العطار ابوالمفضل کوفی، سیدھے رستے والے اور نیک امر والے ہیں الا یہ کہ وہ ضعفاء سے روایت کرتے ہیں، ان کی کتب اچھی ہیں، ان میں سے: کتاب

الجمل اور کتاب الصفین ہیں۔ پھر انہوں نے ان دونوں کتابوں اور ان کی باقی کتب کی طرف اپنی اسانید ذکر کی ہیں، اور شیخ نے بھی ''فہرست'' میں ان کی کتب تک سند دی ہے۔

اور کتاب الغارات کے مؤلف مشہور محدثین میں سے ایک ہیں، اور نجاشی اور شیخ نے ان کا ذکر کیا ہے اور انہوں نے کتاب الغارات کو ان کی کتب میں شمار کیا ہے، اور انہوں نے اس کی تعریف کی ہے، اور کہا ہے: یہ پہلے زیدی تھے پھر امامی بن گئے۔ اور سید ابن طاؤس نے ان کی کتب سے بہت روایات اخذ کی ہیں، اور ہمیں فاضل محدثین میں سے ایک نے خبر دی کہ انہوں نے اس کا ایک صحیح اور معرب اور قدیم نسخہ پایا ہے جو مصنف کے زمانے کے قریب میں ہی لکھا گیا ہے، اور اس پر فضلاء کی ایک جماعت کا خط (رائیٹنگ) موجود ہے، اور انہوں نے اس نسخے کی نقل بنائی تو ہم نے بھی ان سے ایک نسخہ لیا، اور وہ نسخہ موافق ہے اس کے جو ابن ابی الحدید وغیرہ نے مذکورہ کتاب سے نقل کیا ہے۔

اور کتاب المقتضب کا ذکر شیخ اور النجاشی نے اپنے فہرست میں کیا ہے، اور اس کتاب کو اس (مؤلف) کی کتب میں شمار کیا ہے، اور اس کی مدح کی کثرت روایت کے ساتھ، لیکن دونوں نے اس کی نسبت کہا ہے کہ وہ آخر عمر میں مختلط ہو گیا تھا، اور ابن شہر آشوب نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی تالیفات شمار کی ہیں لیکن اس پر کوئی قدح نہیں کی ہے، اور بالجملہ یہ کتاب شیعہ کے نزدیک معتبر اصولوں میں سے ہے، جیسا کہ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے۔

اور شہید ثانی اور محقق کی شہرت ہمیں ان کی کتب کے حال پیش کرنے سے بے نیاز کرتی ہے، اللہ ان دونوں کی ضریح کو منور فرمائے۔

اور محقق بحرانی جلیل اور مشہور علماء میں سے ہیں، اور ان کی دو کتابیں شہرت کی انتہا پر ہیں۔

اور تفسیر فرات اگرچہ علماء نے ان پر نہ مدح کی ہے اور نہ قدح، لیکن اس کی احادیث کا ہم تک پہنچنے والی معتبر احادیث کے موافق ہونا اور نقل میں ان کا حسن ضبط ایسی باتیں اس کے مؤلف کی وثاقت اور ان کے متعلق اچھی رائے پیدا کرتی ہیں، اور صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بن محمد بن سعید ہاشمی کے واسطے سے ان سے روایات نقل کی ہیں، اور حاکم ابوالقاسم حسکانی نے ان سے ''شواھد التنزیل'' میں روایت کی ہے، اور دیگر نے بھی۔

اور جعفر بن احمد کی چار کتابیں، جن میں سے بعض مناقب اور بعض اخلاق اور آداب پر مشتمل ہیں، اور احکام ان میں بہت کم ہیں، اور ان کے مؤلف کا تذکرہ کتب الرجال میں نہیں ہے، لیکن وہ قدماء سے ہیں، شیخ مفید کے دور کے قریب ہیں یا انہی کے دور کے ہیں، وہ کلینی کے راوی صفوانی سے ایک واسطے سے

روایت کرتے ہیں، اور وہ صدوق کی سند سے بھی روایت کرتے ہیں، جیسا کہ آگے "تفسیر الامام علیہ السلام" کی اسناد میں آرہا ہے، اور ان کتب میں نادر وانمول روایات ہیں، اور ہمارے پاس اس کے قدیم اور تصحیح شدہ نسخے موجود ہیں،

اور سید ابن طاؤس ان کی کتابوں سے کتاب الاقبال وغیرہ میں روایت کرتے ہیں، اور یہ چیز ان اشیاء میں سے ہے جو ان کی وثاقت کی تائید کرتی ہیں، اور شہید ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح الارشاد فی فضل صلاۃ الجماعۃ" میں ان کی بعض کتب سے روایت کی ہے، اور ان کے علاوہ دیگر افاضل نے بھی ان سے روایت کی ہے۔

اور کتاب نزھۃ الناظر اور الجامع کے مؤلف مشہور مدقق علماء میں سے ایک ہیں، اور ان کے اقوال علماء متاخرین کے درمیان مروج ہیں، اور وہ شریعہ اور معتبر کے مؤلف محقق کے چچازاد ہیں۔

اور کتاب الوسیلہ کے مؤلف مشہور ہیں اور ان کے اقوال علماء متاخرین کے درمیان مروج ہیں، اور شیخ منتجب الدین نے کہا ہے: شیخ امام عماد الدین ابو جعفر محمد بن علی بن حمزہ الطوسی المشھدی، فقیہ ہیں، عالم ہیں، واعظ ہیں، ان کی تصانیف بھی ہیں، ان میں سے ایک الوسیلہ ہے۔

اور معزز مشائخ اور بلند مرتبہ جلیل علماء شیخ حسن، سید محمد اور شیخ البھائی (اللہ ان کی قبور کو منور فرمائے) کی کتب کی جلالت اور ان کے مؤلفین کی شرافت دونوں معلوم ہیں،

اور اسی طرح مولانا محمد امین قدس سرہ کی دو کتابیں ہیں۔

اور سید ابن باقی فضل وکمال کی انتہا پر ہیں، لیکن ان کی کتاب کا زیادہ تر حصہ "مصباح الشیخ رحمۃ اللہ علیہ" سے لیا گیا ہے۔

اور کتاب تقریب المعارف کلام کے متعلق ایک عمدہ کتاب ہے اور اس میں عمدہ روایات ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے کتاب الفتن میں ذکر کیا ہے اور اس کے مؤلف کی شان اس سے کہیں بڑی ہے کہ وہ محتاج بیان ہو۔

اور اسی طرح دو محترم مشائخ ابن البراج اور سلار کی کتابیں اپنے مؤلفین کی طرح اعتبار کی انتہا پر ہیں۔

اور کتاب دعائم الاسلام تو ہمارے زمانے کے اکثر لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ کتاب صدوق کی تالیف ہے، لیکن ہم پر واضح ہو گیا ہے کہ یہ ابو حنیفہ نعمان بن محمد بن منصور کی تالیف ہے جو کہ اسماعیلی ریاست کے زمانے میں مصر کے قاضی تھے، وہ پہلے مالکی تھے پھر انہوں نے ہدایت حاصل کی اور امامی بنے، اس کتاب

کی اکثر روایات ہماری مشہور کتابوں کی روایات کے موافق ہیں، لیکن انہوں نے اسماعیلی خلفاء کے خوف سے امام صادق علیہ السّلام کے بعد کے آئمہ علیہم السلام سے روایت نہیں کی ہے، اور انہوں نے تقیہ کے راز کے تحت حق کو ظاہر کیا اس کے لیے جو اس میں گہری نظر ڈالے، اور اس کی روایات تائید اور تاکید کے لیے ٹھیک ہیں، اور ابن خلکان نے کہا: وہ ان فضلاء میں سے ایک ہیں جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اور امیر مختار مسیحی نے اپنی تاریخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، اور انہوں نے کہا: وہ علم، فقہ، دین اور شرافت میں اس مقام پر تھے جس سے بڑا کوئی مقام ہی نہیں ہے! اور ان کی کئی تصانیف ہیں، ان میں کتاب ''اختلاف اصول المذاھب'' اور دیگر کتب شامل ہیں ۔۔۔ انتہیٰ، اور یہ مالکی مذھب سے تھے اور بعد میں امامیہ مذھب کی جانب منتقل ہو گئے، اور ابن زولاق نے ان کے فرزند علی بن نعمان کے ترجمے میں کہا ہے: ان کے والد نعمان بن محمد قاضی فضل کی انتہا پر تھے، اور حقیقی معنیٰ میں اہل قرآن اور اہل علم میں سے تھے، اور وجوہات فقہ کے عالم تھے، اور اختلاف فقہاء، لغت، شعر، لوگوں کے ایام کے عالم تھے عقل و انصاف کے ساتھ، اور انہوں نے اہل البیت علیہم السلام کے لیے کتابوں کے ایک ہزار اوراق تالیف کیے اچھی تالیف اور بہت دلفریب اور منظم طریقے پر، اور انہوں نے مناقب اور مثالب کے موضوع پر ایک اچھی کتاب لکھی، اور ان کے ردود بھی ہیں مخالفین پر: ان کا رد ہے ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور علی بن شریح پر، اور کتاب ''الاختلاف'' میں انہوں نے اہل البیت علیہم السلام کی حمایت کی ہے ۔۔۔ انتہیٰ۔ میں (مجلسی) کہتا ہوں: پھر اس نے ان کے بہت سے فضائل اور حالات ذکر کیے ہیں، اور یافعی وغیرہ نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے، اور ابن شہر آشوب نے کتاب ''معالم العلماء'' میں کہا ہے: قاضی نعمان بن محمد امامی نہیں ہیں اور ان کی کتابیں اچھی ہیں، ان میں شرح الأخبار فی فضائل الائمۃ الاطھار علیہم السلام، ذکر المناقب الی الصادق علیہ السلام، الاتفاق و الافتراق، المناقب و المثالب، الامامۃ اصول المذاھب اور الدولۃ الایضاح شامل ہیں۔

اور کتاب المناقب و المثالب ایک عمدہ کتاب ہے جو جلیل فوائد پر مشتمل ہے۔

اور حسین بن حمدان کی کتاب فضائل کے متعلق کثیر روایات پر مشتمل ہے، لیکن بعض اصحاب رجال نے ان پر طعن کیا ہے۔

اور ابن الخشاب کی تاریخ مشہور ہے، کشف الغمہ کے مصنف نے اس میں سے اخذ کیا ہے، اور اس کی روایات معتبر ہیں، اور یہ ایک چھوٹی کتاب ہے جو آئمہ معصومین علیہم السلام کی ولادت، وفات اور ان کی عمر کی تعداد پر مقصور ہے۔

کتاب البرھان ایک ٹھوس کتاب ہے جس میں نادر روایات ہیں اور اس کا مؤلف مشہور فضلاء میں

سے ہے، نجاشی نے کہا ہے: علی بن محمد العدوی الشمشاطی جزیرہ میں شیخ تھے اور اپنے زمانے کے فاضل اور ادیب تھے، پھرانہوں نے ان کی بہت تصانیف کا تذکرہ کیاہے اوراس کتاب کوبھی ان میں شمار کیا ہے۔

اور رسالہ ابی غالب مشتمل ہے زرارہ بن أعین اوران کے بھائیوں اوران کی اولادوں اوران کے پوتوں کے احوال اوران کی اسانید اوران کی کتب اوران کی روایات پر، اوراس میں بہت سے فوائد ہیں، اور اس شخص سے میری مراد احمد بن محمد بن سلیمان بن الحسن بن الجہم بن بکیر بن أعین بن سنسن ملقب ''ابو غالب زراری'' ہے، وہ ممتاز ترین ثقہ علماء اور محدثین میں سے تھے، اور وہ نامور علماء کے استاذ ہیں جیسے شیخ مفید، ابن الغضائری، ابن عبدون، قدس اللہ اسرارھم، اور نجاشی وغیرہ نے اس رسالہ کوان کی کتب میں شمار کیا ہے، اور ہم عنقریب اس کتاب کی مجلدات کے آخر میں اس رسالے کومکمل نقل کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور کتاب دلائل الامامہ[1] معتبر اور مشہور کتابوں میں سے ہے، اس میں اخذ کیا ہے اس کے بعد والے ایک گروہ نے: جیسے سید ابن طاؤس وغیرہ، اور ہم نے اس کا ایک قدیم اور تصحیح شدہ نسخہ پایا ہے مولانا امیر المؤمنین علیہ السلام کے کتب کے خزانے (نجف کی لائبریری) میں، اوراس کے مؤلف ثقات علماء امامیہ میں سے ہیں، اور یہ ابن جریر تاریخدان مخالف نہیں ہیں، نجاشی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: محمد بن جریر بن رستم طبری آملی ابوجعفر، ہمارے اصحاب میں سے جلیل ہیں، کثیر العلم، بہترین کلام والے، حدیث میں ثقہ ہیں، ان کی کتاب ''المسترشد فی دلائل الامامہ'' ہے، ہم کوخبر دی احمد بن علی بن نوح نے، وہ حسن بن حمزہ الطبری سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن جریر بن رستم نے یہ کتاب اور ان کی باقی کتابیں بیان کیں، اور شیخ نے ''فہرست'' میں کہا ہے: محمد بن جریر بن رستم الطبری الکبیر، کنیت ابوجعفر ہے، دیندار اور فاضل شخص، اور یہ تاریخ کے مصنف نہیں ہیں کیونکہ وہ تو عامی المذہب (سنی) تھے، اور ان کی بہت کتب ہیں، جن میں کتاب ''المسترشد'' بھی شامل ہے۔

اور کتاب مصباح الانوار نفیس روایات پر مشتمل ہے، اوراس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصنف بڑے فاضل افراد میں سے ہے، اوروہ خاصہ (شیعہ) اور عامہ (اہل سنت) کے معتبر اصولوں میں سے روایت کرتا ہے۔

اور کتاب الدر النظیم ایک شریف اور کریم کتاب ہے جومناقب میں ہماری اسناد اور مخالفین کی اسناد سے مروی کثیر روایات پر مشتمل ہے، اور یہ کتاب ''مدینۃ العلم'' اور دیگر کتبِ معتبرہ سے نقل کرتے ہیں،

[1] اس کتاب کا اردو ترجمہ میری تصحیح کے ساتھ تراب پبلیکیشنز لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

اور وہ سید علی بن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے، اور ہم کچھ وجوہات کی بنا پر اس کی طرف بہت کم ہی رجوع کرتے ہیں۔

اور کتاب الاربعین، اس میں سے ہمارے اکثر علماء نے اخذ کیا ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے۔

اور کتاب تسلیۃ المجالس کے مؤلف سادات و فاضل متاخرین میں سے ہیں اور یہ ایک بڑی کتاب ہے جو روایاتِ کثیرہ پر مشتمل ہے جس میں سے کچھ حصے کو ہم نے دسویں جلد میں لایا ہے۔

اور کتاب صفوۃ الاخبار اور ریاض الجنان مناقب کے متعلق نادر روایات پر مشتمل ہیں، اور ہم نے ان میں سے وہ روایات نقل کی ہیں جو کتب معتبرہ کی روایات کے موافق ہیں۔

اور کتاب الغنیہ کے مؤلف تعریف سے بے نیاز ہیں اور وہ جلیل فقہاء میں سے ہیں اور ان کی کتابیں معتبر اور مشہور ہیں، خاص طور پر یہ کتاب۔ اور محقق طوسی قدوسی (اللہ ان کی روح کو راحت بخشے) کی کتب اور ان کے مصنف، دن میں روشن سورج سے بھی زیادہ مشہور ہیں۔

اور سید عمید الدین مشہور علماء میں سے ہیں اور اربابِ اجازات نے ان کی تعریف کی ہے، اور ان کی کتابیں مشہور اور مروج ہیں، لیکن ہم ان کی طرف کم ہی رجوع کرتے ہیں۔

اور اسی طرح شیخ اجل مقداد بن عبداللہ بھی جلیل فقہاء میں سے ہیں، اور ان کی تصانیف اعتبار اور شہرت کی انتہا پر ہیں۔

اور اسی طرح فخر المحققین بھی جو بعد متاخرین فقہاء کے سب سے بڑے مدقق ہیں اور ان کی کتابیں مروج اور معروف ہیں۔

اور کتاب الاضواء میں بہت سے فوائد ہیں، لیکن ہم اکثر اس کی طرف رجوع نہیں کرتے۔

اور مذہب کی ترویج کرنے والے، شیخ نور الدین، خدا انہیں آئمہ معصومین علیہم السلام کے ساتھ محشور فرمائے، کے ایمان پر اور اہل ایمان پر حقوق اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ ان میں سے کم ترین کا شکر ادا کیا جا سکے! لوگوں پر ان کا حق اس سے کہیں بڑھ کر ہے ان کا شکریہ ادا کیا جائے اور ان کی تصانیف سنجیدگی اور متانت کی انتہا پر ہیں۔

اور سید الرشید شہید التستری، خدا انہیں اولین شہداء کے ساتھ محشور فرمائے، انہوں نے دین مبین کی نصرت میں کوششیں صرف کردیں اور مخالفین کے شبہات کو دفع کیا اور ان کی کتب معروف ہیں لیکن ہم ان کی روایات کو ان کے ماخذ سے نقل کرتے ہیں۔

اور شیخ ابن داؤد علماء متاخرین میں انتہائی مشہور ہیں، اور انہوں نے اجازات میں ان کی تعریف

میں مبالغہ آرائی کی ہے، اوران کی کتابوں کی طرف ہمارا رجوع کرنا کم ہے۔

اور رجال ابن الغضائری بھی اسی طرح ہے اور اگر وہ حسین ہے تو بڑے بڑے ثقات میں سے ہے اور اگر احمد ہے جیسا کہ معلوم پڑتا ہے تو میں ان پر زیادہ تر اعتماد نہیں کرتا، اور ہر حال میں اس کتاب پر اعتماد کرنا، کتب مشہورہ کی اکثر روایات کو رد کرنے کا موجب بنتا ہے۔

اور دو کتابیں الملحمۃ مشہور ہیں لیکن میں ان پر زیادہ تر اعتماد نہیں کرتا۔

اور کتاب الانوار کے مؤلف کی تعریف کی ہے شہید ثانی کے بعض اصحاب نے اور ان کو ان کے مشائخ میں شمار کیا ہے، اور اس کی روایات کے مضامین ان معتبر روایات سے مطابقت رکھتے ہیں جو صحیح سند کے ساتھ نقل ہوئی ہیں، اور یہ کتاب ہمارے علماء میں مشہور تھی، اور وہ اسے ربیع الاول کے مہینے میں مجالس اور مجامع میں پڑھتے تھے تا یوم ولادت (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، اور اسی طرح باقی دو کتابیں بھی معتبر ہیں، ہم نے ان کی کچھ روایات اس کتاب میں ذکر کی ہیں۔

اور احمد بن ابی طاہر کی کتاب سیدہ فاطمہ صلوات اللہ علیہا کے خطبے، اور کربلا میں اہل البیت علیہم السلام کی مستورات کے خطبات پر مشتمل ہے، اور اس کے مؤلف فریقین کے درمیان معتبر ہیں۔

اور سید الامجد، میرزا محمد قدس اللہ روحہ فاضل نجباء اور راغب پرہیزگاروں میں سے ہیں، سب سے زیادہ نیک، پرہیزگار اور ثابت قدم لوگوں میں سے ایک تھے، اور وہ بیت اللہ الحرام کے پڑوسی رہے حتیٰ کہ اللہ کی رحمت سے جا ملے، اور ان کی کتب مضبوطی اور درستگی کی انتہا پر ہیں۔

اور کتاب الدیوان کی نسبت ان (امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ) کی طرف مشہور ہے، اور اس میں مذکور بہت سے اشعار دوسری کتابوں میں منقول ہیں، اور اس ساری کتاب کی صحت کا حکم لگانا مشکل ہے، اور ابن شہر آشوب کی ''معالم'' سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ علی بن احمد ادیب نیشاپوری کی کتاب ہے جو ہمارے علماء میں سے ہیں، اور نجاشی نے عبدالعزیز بن یحییٰ جلودی کی جتب میں کتاب شعر علی علیہ السلام کو بھی شمار کیا ہے۔

اور کتاب الشہاب اگرچہ مخالفین کی تصانیف میں سے ہے، لیکن اس کے اکثر فقرات ہمارے طریقے سے مروی کتب اور روایات میں مذکور ہیں، اس لیے ہمارے علماء نے اس پر اعتماد کیا ہے اور اس کی شرح پر کام کیا ہے، اور شیخ منتجب الدین نے کہا ہے: سید فخر الدین شمیلہ بن محمد بن ابی ہاشم الحسینی، عالم ہیں، صالح ہیں، انہوں نے ہمارے لیے قاضی ابوعبداللہ محمد بن سلامہ بن جعفر قضاعی کی ''کتاب الشہاب'' کو ان سے روایت کیا ہے۔

اور شیخ ابو الفتوح فضلیت کے اعتبار سے مشہور ہیں اور ان کی کتابیں معروف اور مروج ہیں۔

اور کتاب الانوار البدریہ کچھ عظیم فوائد پر مشتمل ہے۔

اور تاریخ بلدۃ قم ایک معتبر کتاب ہے، لیکن وہ اصل کتاب ہمیں میسر نہ ہوئی اور ہم تک اس کا صرف ترجمہ پہنچا ہے، اور ہم نے اس کی کچھ روایات کتاب ''السماء والعالم'' میں نقل کی ہیں۔

اور اجوبۃ سؤالات ابن سلام کو ہم نے ان کے محل پر لایا ہوا ہے۔

اور کتاب طب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اگرچہ اس کی اکثر روایات مخالفین (اہل سنت) کی اسانید سے ہیں، لیکن یہ ہمارے علماء میں مشہور اور متداول ہے، نصیر الملۃ والدین الطوسی نے کتاب ''آداب المتعلمین'' میں کہا ہے: ضروری ہے کہ وہ طب سے کچھ سیکھے اور طب کے متعلق وارد روایات سے برکت حاصل کرے جسے شیخ امام ابوالعباس المستغفری نے اپنی کتاب ''بنام طب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' میں جمع کیا ہے۔

اور محقق الاردبیلی پرہیزگاری، تقویٰ، زھد اور فضیلت کی آخری منزل تک پہنچی ہوئی شخصیت ہیں، اور میں نے ان کی مثل نہ متقدمین میں سنا ہے اور نہ ہی متاخرین۔ خداوند متعال انہیں آئمہ طاہرین علیہم السلام کے ساتھ جمع کرے اور ان کی کتب تدقیق اور تحقیق کی انتہا پر ہیں۔

اور خلیل اور صاحب دونوں ہی امامیہ میں سے تھے اور وہ دونوں لغت، عروض اور عربی میں علامت تھے، اور صاحب وہی ہیں کہ جن کے نام پر صدوق نے عیون اخبار الرضا علیہ السلام صادر کی اور اسے ان کو ہدیہ کیا۔

اور الشواھد ایک عمدہ کتاب ہے جو اہل البیت علیہم السلام کی شان میں آیات کے نزول پر مشتمل ہے اور طبرسی اور دیگر اعلام اکثر اس میں سے نقل کرتے ہیں۔

اور مقصد انوکھی روایات اور نادر احکام پر مشتمل ہے، ہم اس میں سے تائید اور تاکید کے لیے ذکر کرتے ہیں۔

اور العمدۃ سب سے مشہور کتاب ہے اور نسبت میں سب سے زیادہ معتبر ہے۔

اور نرسی صاحبانِ اصول میں سے ایک ہیں، انہوں نے امام صادق اور کاظم علیہما السلام سے روایت کی ہے اور نجاشی نے اس کی سند ذکر کی ہے ابن ابی عمیر تک اور وہ ان (نرسی) سے، اور شیخ نے تہذیب وغیرہ میں ان کی کتاب سے روایت کی ہے، اور کلینی نے بھی ان کی کتاب سے چند ایک جگہوں پر روایت کی ہے، ان میں سے: باب التقبیل میں، علی بن ابراہیم سے، وہ اپنے والد سے، وہ ابن ابی عمیر سے، وہ ان (نرسی) سے، اور ان میں سے: کتاب الصوم میں ایک اور سند کے ساتھ ابن ابی عمیر سے، وہ ان (نرسی) سے۔

اور اسی طرح ہے زید الزراد کی کتاب، اس میں اخذ کیا ہے صاحبانِ علم و ہدایت نے، اور نجاشی

نے ان کی سند بھی ذکر کی ہے ابن ابی عمیر تک، وہ مصنف سے، شیخ نے ''فہرست'' اور ''رجال'' میں کہا ہے: ان کے دو اصول ہیں، جن کو ابن بابویہ اور ابن الولید نے روایت نہیں کیا اور ابن الولید کہتے تھے: یہ دونوں موضوع (من گھڑت) ہیں، اور ابن غضائری نے کہا: ابوجعفر (صدوق) غلط ہیں اس قول میں کیونکہ میں نے ان کی کتابیں محمد بن ابی عمیر سے سنی ہوئی دیکھی ہیں۔۔۔انتہیٰ۔

اور میں (مجلسی) کہتا ہوں: اگرچہ ارباب رجال نے ان کی توثیق نہیں کی ہے لیکن بڑے بڑے محدثین کا ان کی کتاب سے اخذ کرنا اور ان دونوں کتابوں پر اعتماد کرنا حتیٰ کہ صدوق کا ''معانی الاخبار'' وغیرہ میں بھی، اور ابن ابی عمیر کا ان دونوں سے روایت کرنا اور شیخ کا ان دونوں کی کتاب کو اصول میں شمار کرنا شاید کافی ہے ان پر اعتماد کرنے کے جواز کے لیے، اور ساتھ ہی ہم نے ان دونوں کتابوں کو قدیم اور تصحیح شدہ نسخے سے اخذ کیا ہے جو لکھا ہوا ہے شیخ منصور بن حسن الآبی کا، اور انہوں نے نقل کیا ہے شیخ جلیل محمد بن حسن قمی کے خط سے، اور اس کی تاریخ کتابت سن 374 ہجری تھی، اور انہوں نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ان دونوں کتابوں کو اور ان کے بعد مذکور باقی اصولوں کو اخذ کیا ہے شیخ اجل ہارون بن موسیٰ تلعکبری رحمۃ اللہ علیہ کے خط سے، اور انہوں نے کتاب نرسی کی شروعات میں یوں سند ذکر کی ہے: ہم کو حدیث بیان کی شیخ ابومحمد ہارون بن موسیٰ تلعکبری نے (اللہ ان کی تائید فرمائے)، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید الھمدانی نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی جعفر بن عبداللہ العلوی ابوعبداللہ محمدی نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی محمد بن ابی عمیر نے، وہ زید نرسی سے۔ اور انہوں نے کتاب الزراد کی شروعات میں سند یوں ذکر کی ہے: ہم سے حدیث بیان کی ابومحمد ھارون بن موسیٰ تلعکبری نے، وہ ابوعلی محمد بن ہمام سے، وہ حمید بن زیاد بن حماد سے، وہ ابوالعباس عبیداللہ بن احمد بن نہیک سے، وہ محمد بن ابی عمیر سے، وہ زید الزراد سے۔ اور یہ دونوں اسناد نجاشی کی ذکر کردہ اسناد کے علاوہ ہیں۔

اور کتاب العصفری کو بھی ہم نے پیچھے مذکور نسخے سے اخذ کیا ہے، اور انہوں نے اس کی شروعات میں سند یوں ذکر کی ہے: ہم کو خبر دی تلعکبری نے، وہ محمد بن ہمام سے، وہ محمد بن احمد بن خاقان نہدی سے، وہ ابوسمینہ سے، وہ ابوسعید العصفری عباد سے۔ اور شیخ اور نجاشی رحمۃ اللہ علیہما نے ان کی کتاب کا ذکر کیا ہے اور اس کی طرف اپنی سند ذکر کی ہے، لیکن ان دونوں نے اس کی توثیق نہیں کی، اور شاید اس کی روایات تائید کے لیے موزوں ہوں۔

اور کتاب عاصم کے مؤلف وثاقت اور جلالت میں معروف ہیں۔ اور شیخ اور نجاشی نے ان کی کتاب کی طرف اسانید ذکر کی ہیں، اور پیچھے مذکور نسخے میں اس کی سند یوں ہے: مجھ سے حدیث بیان کی ابو

الحسن محمد بن حسن بن حسین بن ایوب قمی نے (اللہ ان کی تائید فرمائے)، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی ابومحمد ہارون بن موسیٰ تلعکبری نے، وہ ابوعلی محمد بن ہمام بن سہیل الکاتب سے، وہ حمید بن زیاد بن ھوارا سے سن 309 میں، وہ عبداللہ بن احمد بن نہیک سے، وہ مساور اور سلمہ سے، وہ عاصم بن حمید الحناط سے۔ اور کہا کہ تلعکبری نے کہا: کہ، جس نے کہا کہ: اور اس کتاب کو مجھ سے بیان کیا ابوالقاسم جعفر بن محمد بن ابراہیم العلوی الموسوی نے بھی مصر میں، وہ ابن نہیک سے۔

اور ابن حضرمی کی کتاب کی طرف شیخ نے ''فہرست'' میں سند ذکر کی ہے، اور پیچھے مذکور نسخے میں اس کی سند یوں ذکر کی ہے: ہم کو خبر دی شیخ ابومحمد ہارون بن موسیٰ تلعکبری نے (اللہ ان کی تائید فرمائے)، وہ محمد بن ہمام سے، وہ حمید بن زیاد دہقان سے، وہ ابوجعفر احمد بن زید بن جعفر الاسدی البزاز سے، وہ محمد بن مثنیٰ بن قاسم حضرمی سے، وہ جعفر بن محمد بن شریح حضرمی سے۔ اور شیخ نے بھی روایت کیا ہے ایک جماعت سے، انہوں نے تلعکبری سے، تا آخر مذکورہ سند، مگر یہ کہ اس میں ہے: وہ محمد بن امیہ بن قاسم سے، اور ظاہر یہی ہے کہ وہاں جو ہے وہی زیادہ درست ہے، اور اس (کتاب) کی اکثر روایات جابر جعفی پر منتہی ہوتی ہیں۔

اور کتاب محمد بن مثنیٰ بن قاسم حضرمی، اس کے مؤلف کی نجاشی نے توثیق کی ہے اور اس کی طرف اپنی سند ذکر کی ہے، اور پیچھے مذکور قدیم نسخے میں سند کو یوں ذکر کیا ہے: ہم سے حدیث بیان کی شیخ ہارون بن موسیٰ تلعکبری نے، وہ محمد بن ہمام سے، وہ حمید بن زیاد سے، وہ احمد بن زید بن جعفر الازدی البزاز سے، وہ محمد بن مثنیٰ سے۔

اور کتاب عبدالملک بن حکیم، اس کے مؤلف کو نجاشی نے ثقہ قرار دیا ہے، اور انہوں نے اور شیخ نے اس کی طرف اپنی اپنی سند ذکر کی ہے، اور قدیم نسخے میں اس کی سند یوں ہے: ہم کو خبر دی تلعکبری نے، وہ ابن عقدہ سے، وہ علی بن حسن بن فضال سے، وہ جعفر بن محمد بن حکیم سے، وہ اپنے چچا عبدالملک سے۔

اور کتاب مثنیٰ کی طرف شیخ اور نجاشی نے ہی اپنی سند ذکر کی ہے، اور کشی نے علی بن حسن سے اس کی مدح نقل کی ہے، اور پیچھے مذکور نسخے میں اس کی سند یوں ہے: تلعکبری نے ابن عقدہ سے، وہ علی بن حسن بن فضال سے، وہ عباس بن عامر سے، اور وہ مثنیٰ بن ولید حناط سے۔ اور کتاب خلاد کی طرف نجاشی اور شیخ نے اپنی سند ذکر کی ہے، اور قدیم نسخے میں (سند) یوں ہے: تلعکبری نے ابن عقدہ سے، وہ یحییٰ بن زکریا بن شیبان سے، وہ محمد بن ابی عمیر سے، وہ خلاد السندی۔ اور بعض نسخوں میں ''سدی'' ہے بغیر نون کے۔ بزاز کوفی سے۔

اور کتاب حسین بن عثمان کی طرف نجاشی نے سند ذکر کی ہے اور کشی وغیرہ نے ان کی توثیق کی

ہے، اور ہمارے پاس موجود قدیم نسخے میں سند یوں ہے: وہ تلعکبری سے، وہ ابن عقدہ سے، وہ جعفر بن عبداللہ محمدی سے، وہ ابن ابی عمیر سے، وہ حسین بن عثمان بن شریک سے۔

اور کتاب الکاہلی کے مؤلف ممدوح ہیں، اور شیخ اور نجاشی نے ان تک سند دی ہے، اور قدیمی نسخے میں سند یوں ہے: وہ تلعکبری سے، وہ ابن عقدہ سے، وہ محمد بن احمد بن حسن بن حکم قطوانی سے، وہ احمد بن محمد بن ابی نصر سے، وہ عبداللہ بن یحییٰ سے۔

اور کتاب سلام بن عمرہ خراسانی، ان کو نجاشی نے ثقہ قرار دیا ہے اور کتاب تک سند دی ہے، اور جو ہمارے پاس (نسخے میں) ہے: تلعکبری نے ابن عقدہ سے، وہ قاسم بن محمد بن حسن بن حازم سے، وہ عبداللہ بن جمیلہ سے، وہ سلام سے۔

اور کتاب النوادر کا مولف ثقہ ہے اور فطحی ہے، اور نجاشی اور شیخ نے ان تک سند دی ہے، اور ہمارے پاس (نسخے میں) سند یوں ہے: وہ تلعکبری سے، وہ ابن عقدہ سے، وہ علی بن حسن بن فضال سے، وہ ابنِ اسباط سے۔

اور کتاب النبذہ کے مؤلف کے حال کو ہم نہیں جانتے۔ دوریستی مفید اور مرتضیٰ کے شاگردوں میں سے تھے اور ابن داؤد، علامہ، شیخ منتجب الدین اور دیگر نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

اور کتاب الکر و الفر مشہور ہے اور عمدہ جوابات پر مشتمل ہے۔

اور کتاب الاربعین معروف کتابوں میں سے ایک ہے، اور شیخ ابراہیم قطیفی رحمۃ اللہ علیہ فضیلت کی انتہا پر تھے، اور وہ شیخ نورالدین المروج کے ہم عصر تھے، اور ان کے درمیان بہت سے مناظرے اور بحثیں ہوئیں۔

اس کے بعد جان لیجیے کہ ہم پچھلی کتابوں کی کچھ روایات بھی ذکر کریں گے جن سے ہم نے بعض وجوہات کی بنا پر زیادہ نقل نہیں کیا، ان کتابوں کی ایک ہی کتاب میں تجدید کی جائے گی جس کو ہم نے مستدرک البحار کا نام دیا ہے، ان شاء اللہ الکریم الغفار کیونکہ اس کتاب کا اضافہ ملک میں بکھرے ہوئے بہت سے نسخوں کو بدلنے کا سبب بنے گا، اور اللہ ہی بھلائی، ہدایت اور راست روی کی توفیق دینے والا ہے۔

[تیسری فصل]

ان علامات کے بیان میں جو ہم نے مذکورہ کتابوں کے لیے مقرر کی ہیں:

اور ہم ہر روایت کے شروع میں ان علامات کو رکھتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ یہ کس اصل سے لی گئی ہے اور آیا یہ ایک ہی اصل میں ہے یا اصولوں میں مکرر وارد ہے، اور اگر سند میں اختلاف ہوتا ہے تو ہم اس روایت کے دونوں میں سے ایک کتاب سے نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد دوسی کتاب کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں اور (اس طرح) ہم اسے ایک متحد جگہ پر لا دیتے ہیں، اور اگر متن میں کوئی اختلاف ہو تو جو معنیٰ میں تبدیلی واقع کرنے والا ہو تو ہم اسے بیان کر دیتے ہیں، اور ایک ساتھ مضمون متحد ہونے اور الفاظ مختلف ہونے اور روایت کے دو ابواب سے مناسبت رکھنے کے وقت ہم ان دو میں سے ایک الفاظ کو ایک باب میں لاتے ہیں اور ان میں سے دوسرے الفاظ کو دوسرے باب میں لاتے ہیں۔ اور ہم علامات ذکر کرتے ہیں:

ن: عیون اخبار الرضا علیہ السلام کے لیے،

ع: علل الشرائع کے لیے،

ک: اکمال الدین کے لیے،

ید: توحید کے لیے،

ل: خصال کے لیے،

لی: امالی الصدوق کے لیے،

ثو: ثواب الاعمال کے لیے،

مع: معانی الاخبار کے لیے،

ھد: الہدایہ کے لیے،

عد: عقائد کے لیے،

اور جہاں تک صدوق کی باقی کتابوں اور ان کے والد کی دو کتابوں کا تعلق ہے تو ہمیں ان کے لیے علامت کی ضرورت نہیں ہے ان کی روایات کی قلت کی وجہ سے،

ب: قرب الاسناد کے لیے،

یر: بصائرالدرجات کے لیے،

ما: امالی الشیخ کے لیے،

غط: غیبۃ الشیخ کے لیے،

مصبا: مصباحین کے لیے،

شا: الارشاد کے لیے،

جا: مجالس المفید کے لیے،

ختص: کتاب الاختصاص کے لیے،

اور مفید اور شیخ کی باقی کتابوں کے لیے ہم نے علامات معین نہیں کی ہیں، اور اسی طرح امالی ابن الشیخ ہے کہ ہم نے اسے ان کے والد کی امالی والی علامت میں شریک کر دیا ہے، کیونکہ اس کی تمام روایات انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہیں، رضی اللہ عنہما۔

مل: کامل الزیارۃ کے لیے،

سن: المحاسن کے لیے،

فس: تفسیر علی بن ابراہیم کے لیے،

شی: تفسیر العیاشی کے لیے،

م: تفسیر الامام علیہ السلام کے لیے،

ضہ: روضۃ الواعظین کے لیے،

عم: اعلام الوری کے لیے،

مکا: مکارم الاخلاق کے لیے، ج: الاحتجاج کے لیے،

قب: مناقب ابن شہر آشوب کے لیے،

کشف: کشف الغمہ کے لیے،

ف: تحف العقول کے لیے،

مد: العمدۃ کے لیے، نص: کوا لکفایۃ کے لیے،

نبہ: تنبیہ الخاطر کے لیے،

نہج: نہج البلاغہ کے لیے،

طب: طب الآئمہ علیہم السلام کے لیے،
صح: صحیفۃ الرضا علیہ السلام کے لیے،
ضا: فقہ الرضا علیہ السلام کے لیے،
یج: الخرائج کے لیے،
ص: قصص الانبیآء علیہم السلام کے لیے،
ضوء: ضوء الشھاب کے لیے،
طا: امان الاخطار کے لیے،
شف: کشف الیقین کے لیے،
یف: طرائف کے لیے،
قیہ: الدروع کے لیے،
فتح: فتح الباب کے لیے،
نجم: کتاب النجوم کے لیے،

جم: جمال الاسبوع کے لیے،
قل: اقبال الاعمال کے لیے،
تم: فلاح المسائل کے لیے کیونکہ یہ المصباح کے تتمات میں سے ہے،
مھج: کومہج الدعوات کے لیے،
صبا: مصباح الزائر کے لیے،
حہ: فرحۃ الغری کے لیے،
کنز: کوکنز جامع الفوائد اور تاویل الآیات الظاہرہ دونوں کے لیے کیونکہ ان میں سے ایک دوسرے سے ماخوذ ہے جیسا کہ آپ جان چکے ہیں،
غو: کوالغوالی اللآ لی کے لیے،
اور کتاب الشر علامت کی محتاج نہیں ہے،
جع: جامع الاخبار کے لیے،
ني: غیبت النعمانی کے لیے،
فض: کتاب الروضہ کے لیے، کیونکہ یہ فضائل سے متعلق ہے،

مص: مصباح الشریعہ کے لیے،

قبس: قبس المصباح کے لیے،

ط: صراط المستقیم کے لیے،

خص: منتخب البصائر کے لیے،

سر: السرائر کے لیے،

ق: کتاب العتیق الغروی کے لیے،

کش: رجال الکشی کے لیے،

جش: فہرست النجاشی کے لیے،

بشا: بشارۃ المصطفیٰ کے لیے،

ین: کتاب الحسین بن سعید یا اس کی دوسری کتاب (الزھد) اور النوادر کے لیے،

عین: العیون والمحاسن کے لیے،

غر: الغرر والدرر کے لیے،

کف: مصباح الکفعمی کے لیے،

لد: البلد الامین کے لیے،

قضا: قضاء الحقوق کے لیے،

محص: التمحیص کے لیے،

عدہ: العدۃ کے لیے،

جنۃ: الجنۃ کے لیے

،منھا: منہاج کے لیے،

د: العدد کے لیے،

یل: الفضائل کے لیے،

فر: تفسیر فرات بن ابراہیم کے لیے،

عا: کودعائم الاسلام کے لیے۔

اور باقی کتابوں کے لیے کوئی علامت نہیں ہے، اور ہم صرف ان کے مکمل نام ذکر کرتے ہیں، اور ان میں سے جن کو ہم نے ان کی مناسب جگہوں پر تمام ذکر کیا ہے، جیسے کہ طب الرضا علیہ السّلام، توحید المفضل،

الاھلیلجہ، علی بن جعفر کی کتاب المسائل اور شیخ المنتجب الدین کی فھرست، اور ہم نے ان کے لیے کوئی علامات مقرر نہیں کی ہے، یا تو ان کے محل پر ان کا پورا ذکر کرنے کی وجہ سے جیسا کہ آپ نے جان لیا، یا ان کی طرف ہمارے کم رجوع کرنے کی وجہ سے کیونکہ ان کی اکثر روایات عامہ (مخالفین) کی ہیں، یا کتاب کے حجم قلیل اور اس کی روایات کے کم ہونے کی وجہ سے، یا اس پر مکمل اعتماد نہ ہونے کی وجہ سے، یا ان کے علاوہ وجوہات اور اغراض کی وجہ سے۔ اس کے بعد جان لیجئے کہ ہم نے اپنی اس کتاب میں بعض متواتر کتب جیسے کتب اربعہ کی روایات لانے کو صرف اس لیے ترک کیا ہے کیونکہ وہ متواتر اور مضبوط ہیں، شاید ان کو منسوخ کرنے اور ترک کرنے کی کوشش کرنا بھی جائز نہیں ہے، اور جن مواقع پر ہمیں ان میں سے روایت لانے کی ضرورت ہوگی تو ان کی علامات یہ ہیں:

کا: الکافی کے لیے،

یب: التھذیب کے لیے،

صا: الاستبصار کے لیے،

یہ: من لایحضرہ الفقیہ کے لیے۔

اور جب ہم فروع تک پہنچیں گے تو علامات کو ترک کر دیں گے اور ان کے اسماء کی تصریح کریں گے انشاءاللہ تعالیٰ، اس سے مخصوص فوائد کی وجہ سے جو صاحبانِ عقل سے پوشیدہ نہیں ہیں، اور اسی طرح وہاں ہم ان اختصارات کو بھی ترک کر دیں گے جو ہم نے اگلی فصل میں اسناد کے لیے بنائے ہیں، کیونکہ وہاں سند کی زیادہ ضرورت پڑے گی۔

[چوتھی فصل]

ان اصطلاحات کے بیان میں ہے جو ہم نے اسانید کے لیے بنائی ہیں

ایسے ارسال سے بچتے ہوئے جو قلت اعتماد تک جا پہنچے کیونکہ اکثر مؤلفین کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ رجال حدیث کا طوالت سے ذکر کرتے ہیں تا کہ کتاب مزین ہو اور ابواب کی کثرت ہو، اور ان میں سے اسانید کو ساقط کر دیتے ہیں جس سے کی وجہ سے روایات مسند کے درجے سے گر جاتی ہیں، اور روایات کے درمیان قوۃ اور ضعف، کمال اور نقص کی تمیز کرنا فوت ہو جاتا ہے، کیونکہ مخبر کے ذریعے ہی خبر کی شان کا پتہ چلتا ہے، اور رواۃ پر وثوق کے ذریعے روایت اور اثر کی بلندی پر استدلال کیا جاتا ہے، تو ہم نے تمام سند ذکر کرنے کو اختیار کیا بمع انتہائی اختصار کی رعایت کے ساتھ: اکتفاء کے ذریعے مشہور لوگوں کے آباء کے ذکر پر، یا ان کے لقب، یا صرف ان کے اسم بغیر نسبت اب وجد کے ذکر پر، اور وصف، کنیت اور لقب کے ذکر پر۔ اور تمام سند کی طرف اشارہ کر کے اگر وہ کثیر ابواب میں مکرر آتی ہو زمر، علامت یا تیار شدہ اصطلاح کے ذریعے جو کتاب کی شروعات میں مذکور ہیں، تا کہ ہماری کتاب میں فوائد اصول میں سے کچھ بھی چھوٹنے نہ پائے، تو یہ کتاب کمال قبول کے درجے سے ساقط ہو جائے! پس جو ہم نے قرب الاسناد کی اسانید میں اختصار کیا ہے:

تو وہ تمام روایات جن میں ''ابوالبختری'' ہے: انہوں نے اسے روایت کیا ہے السندی بن محمد البزاز سے، وہ ابوالبختری وہب بن وہب القرشی۔

اور وہ سب جس میں ''ان دونوں سے، وہ حنان سے'' ہے: تو وہ دو عبدالصمد بن محمد اور محمد بن عبدالحمید ایک ساتھ روایت کرتے ہیں حنان بن سدیر سے۔

اور وہ سب روایات جن میں ''علی نے اپنے بھائی سے'' مذکور ہے تو وہ ہے: عبداللہ بن حسن علوی سے، وہ اپنے جد علی ابن جعفر (صادق علیہ السلام) سے، وہ اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے۔

اور وہ سب روایات جس میں ''علی بن رئاب'' ہے تو وہ اس سند کے ساتھ ہے: احمد اور عبداللہ فرزندانِ محمد بن عیسیٰ، وہ حسن بن محبوب سے، وہ علی بن رئاب سے۔

اور وہ سب روایات جو ''حماد بن عیسیٰ'' سے مروی ہیں تو وہ ان اسناد کے ساتھ ہیں: محمد بن عیسیٰ اور

حسن بن ظریف اور علی بن اسماعیل، یہ سب حماد بن عیسیٰ البصری الجھنی سے۔

اور وہ سب روایات جن میں "ابن سعد، وہ ازدی سے" ہے تو وہ ہے: احمد بن اسحاق بن سعد، وہ بکر بن محمد الائزدی سے۔

اور ہر وہ روایت جس میں "ابن ظریف، وہ ابن علوان سے" ہے تو وہ دونوں: حسن بن ظریف اور حسین بن علوان ہیں۔

اور جو ہم نے کتب صدوق کی اسانید میں اختصار کیا ہے: تو وہ سب جو "خبر اعمش" میں ہے تو الخصال میں مذکور اس سند کے ساتھ ہے: انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی احمد ابن محمد بن ہیثم العجلی اور احمد بن حسن القطان اور محمد بن احمد السنانی اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام المکتب اور عبداللہ بن محمد الصائغ اور علی بن عبداللہ الوراق رضی اللہ عنہم نے، ان سب نے کہا: ہم حدیث بیان کی سے احمد بن یحییٰ بن زکریا القطان نے، وہ بکر بن عبداللہ بن حبیب سے، وہ تمیم بن بہلول سے، وہ ابو معاویہ سے، وہ اعمش سے، وہ جعفر بن محمد صلوات اللہ علیہ سے۔

اور جو کچھ ابن سلام کی خبر میں ہے تو وہ اس سند کے ساتھ ہے جس کو صدوق نے اپنی کتب میں لایا ہے: انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی حسن بن یحییٰ بن ضریس نے، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ابو جعفر عمارہ السکری السریانی نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ابراہیم بن عاصم نے قزوین میں، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی عبداللہ بن ہارون الکرخی نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ابو جعفر احمد بن عبداللہ بن یزید بن سلام بن عبید اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام نے، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد عبداللہ بن یزید نے، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی یزید بن سلام نے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

اور وہ سب جو علل فضل بن شاذان میں سے ہے تو وہ: صدوق نے روایت کیا ہے عبدالواحد بن عبدوک النیشاپوری سے، وہ علی بن محمد بن قتیبہ سے، وہ فضل بن شاذان سے، وہ امام رضا علیہ السّلام سے۔

اور وہ سب جو "خبر مناہی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں سے ہے تو اسے صدوق نے ان اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے: ہم سے حدیث بیان کی حمزہ بن محمد بن احمد بن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی ابو عبداللہ عبدالعزیز بن محمد بن عیسیٰ الابہری نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ابو عبداللہ محمد بن زکریا الجوہری الغلابی البصری نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی شعیب بن واقد نے، وہ حسین بن زید سے، وہ صادق جعفر بن محمد علیہما السلام سے، انہوں نے

اپنے والد گرامی علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے آباء علیہم السلام سے، انہوں نے امیر المومنین علیہ السلام سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

اور ہر وہ روایت جس میں ''اسناد کے ساتھ وہب سے'' مذکور ہے تو وہ ایسے ہے جیسے صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے: ہم کو خبر دی ابو عبداللہ محمد بن شاذان بن احمد البروازی نے، وہ ابو علی محمد بن محمد بن حرث بن سفیان حافظ سمرقندی سے، وہ صالح بن سعید ترمذی سے، وہ عبدالمنعم بن ادریس سے، وہ اپنے والد سے، وہ وہب بن منبہ الیمانی سے۔

اور ہر وہ روایت جس میں ''اسناد علوی کے ساتھ'' مذکور ہے تو اسے صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے: احمد بن محمد بن عیسیٰ علوی حسینی سے، وہ محمد بن ابراہیم بن اسباط سے، وہ احمد بن محمد بن زیاد القطان سے، وہ ابو الطیب احمد بن محمد بن عبداللہ سے، وی عیسیٰ بن جعفر علوی عمری سے، وہ اپنے آباء سے، وہ عمر بن علی سے، وہ اپنے والد علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ سے۔

اور ہر وہ روایت جس میں ''تمیمی کی اسناد سے'' مذکور ہے تو اس کو صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے: انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی محمد بن عمر بن اسلم بن البرا الجعابی نے، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی ابو محمد حسن بن عبداللہ بن محمد بن عباس الرازی تمیمی نے، وہ اپنے والد سے، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے سردار علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد جعفر بن محمد علیہ السلام نے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد محمد بن علی علیہ السلام نے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد علی بن حسین علیہ السلام نے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد حسین بن علی علیہ السلام نے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے بھائی حسن علیہ السلام نے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد علی بن ابی طالب علیہ السلام نے، انہوں نے فرمایا: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اور ہر وہ روایت جس میں ''تین اسناد کے ساتھ امام رضا علیہ السلام سے'' مذکور ہے تو اسے صدوق نے کتاب عیون اخبار الرضا علیہ السلام میں اس طرح لایا ہوا ہے: ہم سے حدیث بیان کی ابو الحسن محمد بن علی بن شاہ المرورودی نے مرورود میں اپنے گھر میں، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ابو بکر بن عبداللہ نیشاپوری نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ابو القاسم عبداللہ بن احمد بن عامر بن سلمویہ طائی نے بصرہ میں، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد نے سن 260 ہجری میں، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث

بیان کی علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے سن 194 ہجری میں۔ اور ہم سے حدیث بیان کی ابو منصور احمد بن ابراہیم بن بکر الخوزی نے نیشاپور میں، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی ابو اسحاق بن ابراہیم بن مروان بن محمد الخوزی نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن زیاد الفقیہ الخوزی نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی احمد بن عبداللہ ہروی شیبانی نے، وہ امام رضا علیہ السلام سے۔ اور ہم سے حدیث بیان کی ابو عبداللہ حسین بن محمد اشنانی رازی عدل نے بلخ میں، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی علی بن محمد بن مہرویہ قزوینی نے، وہ داؤد بن سلیمان فراء سے، وہ علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد جعفر بن محمد علیہ السلام نے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد محمد بن علی علیہ السلام نے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد علی بن حسین علیہ السلام نے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد حسین بن علی علیہ السلام نے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد علی بن ابی طالب علیہ السلام نے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

اور ہر وہ روایت جس میں "جو مکتوب امام رضا علیہ السلام نے مامون کے لیے تحریر فرمایا تھا" مذکور ہے تو اسے صدوق نے روایت کیا ہے، کہا: ہم سے حدیث بیان کی عبدالواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری نے نیشاپور میں شعبان سن 352 ہجری میں، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی علی بن محمد بن قتیبہ نیشاپوری نے، وہ فضل بن شاذان سے، وہ امام رضا علیہ السلام سے۔

اور ہر وہ روایت جس میں "خبر شامی میں ہے" مذکور ہے تو اس کو صدوق نے روایت کیا ہے، کہا: ہم سے حدیث بیان کی محمد بن ابراہیم بن اسحاق نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی احمد بن محمد ہمدانی نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی حسن بن قاسم نے پڑھتے ہوئے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی علی بن ابراہیم بن معلیٰ نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ابو عبداللہ محمد بن خالد نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی عبداللہ بن بکر مراری نے، وہ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے، بحوالہ اپنے والد علیہ السلام اپنے جد علیہ السلام سے، انہوں نے امام علی بن حسین علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے والد علیہ السلام سے۔ اور شیخ نے اسے روایت کیا ہے حسین بن عبیداللہ غضائری سے، انہوں نے شیخ صدوق سے اسی سند کے ساتھ۔

اور ہر وہ روایت جس میں "شامی کے امیر المؤمنین علیہ السلام سے کیے ہوئے سوالات میں" مذکور ہے تو وہ ان اسناد کے ساتھ ہے: صدوق نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ابوالحسن محمد بن عمرو بن علی بن عبداللہ بصری نے ایلاق میں، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن احمد بن جبلہ واعظ نے، انہوں

نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ابو القاسم عبداللہ بن احمد بن عامر طائی نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے، انہوں نے اپنے آباء علیہم السلام سے، انہوں نے امام حسین بن علی علیہ السلام سے، انہوں نے امیر المومنین صلوات اللہ علیہم اجمعین سے۔

اور ہر وہ روایت جس میں "چارسو اقوال" مذکور ہے تو اسے صدوق نے الخصال میں روایت کیا ہے: اپنے والد سے، وہ سعد بن عبداللہ سے، وہ محمد بن عیسیٰ یقطینی سے، وہ قاسم بن یحییٰ سے، وہ اپنے دادا حسن بن راشد سے، وہ ابوبصیر اور محمد بن مسلم سے، وہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد علیہ السلام نے، وہ آپ کے جد علیہ السلام سے، وہ اپنے آباء علیہم السلام سے کہ امیر المومنین صلوات اللہ علیہ نے ایک ہی مجلس میں اپنے اصحاب کو چارسو ابواب جو مومن کے لئے دین و دنیا میں نفع بخش ہیں تعلیم فرمائے، اور یہ حدیث عنقریب چوتھی جلد میں مکمل آئے گی۔

اور ہر وہ روایت جس میں" اسناد کے ساتھ دارم سے" مذکور ہے تو اسے روایت کیا ہے صدوق نے: محمد بن احمد بن حسین بن یوسف بغدادی وراق سے، وہ علی بن محمد بن جعفر بن احمد بن عنبسہ، رشید کے غلام سے، وہ دارم بن قبیصہ بن نہشل بن مجمع صنعانی سے۔

اور ہر وہ روایت جس میں "مفسر اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو محمد علیہ السلام سے" مذکور ہے تو اسے صدوق نے روایت کیا ہے: محمد بن قاسم جرجانی المفسر سے، وہ ابویعقوب یوسف بن محمد بن زیاد اور ابوالحسن علی بن محمد بن سیار سے، اور یہ دونوں شیعہ امامیہ میں سے تھے، وہ دونوں اپنے اپنے والد سے، وہ حسن بن علی بن محمد علیہم السلام سے۔

اور ہر وہ روایت جس میں "ابن مغیرہ اپنی سند کے ساتھ" مذکور ہے تو اس کی سند یوں ہے: جعفر بن علی بن حسن کوفی، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے دادا حسن بن علی بن عبداللہ نے، وہ اپنے دادا عبداللہ بن مغیرہ سے۔ اور اس سند کو یوں تعبیر کرتے ہیں: ابن مغیرہ اپنے دادا سے، وہ اپنے دادا سے۔

اور ہر وہ روایت جس میں "ابن برقی اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے" مذکور ہے تو وہ ہے: علی بن احمد بن عبداللہ بن احمد بن ابوعبداللہ البرقی، وہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا احمد سے۔

اور ہر وہ روایت جس میں "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المؤمنین علی علیہ السلام کو جو وصیت فرمائی اس میں ہے" مذکور ہے تو اسے صدوق نے روایت کیا ہے: محمد بن علی بن الشاہ سے، وہ احمد بن محمد بن حسین سے، وہ احمد بن خالد خالدی سے، وہ محمد بن احمد بن صالح تمیمی سے، وہ انس بن محمد بن ابو مالک سے، وہ اپنے والد سے، وہ

جعفر بن محمد علیہ السلام سے، وہ اپنے والد علیہ السلام سے، وہ اپنے دادا علیہ السلام سے، وہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے۔اوراسے کتاب مکارم اخلاق اور کتاب تحف العقول میں مرسلاً امام صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

اور جو ہم نے کتب شیخ الطائفہ کی اسانید میں اختصار کیا ہے: تو ہر وہ روایت جس میں ''ابوقتادہ کی سند کے ساتھ'' مذکور ہے تو اسے ابوعلی ابن شیخ الطائفہ نے روایت کیا ہے: اپنے والد سے، وہ حسین بن عبیداللہ غضائری سے، وہ ابومحمد ہارون بن موسیٰ تلعکبری سے، وہ محمد بن ہمام سے، وہ علی بن حسین ہمدانی سے، وہ محمد بن خالدالبرقی سے، وہ ابوقتادہ قمی سے۔

اور ہر وہ روایت جس میں ''دعبل کے بھائی کی سند کے ساتھ'' مذکور ہے تو اسے روایت کیا ہے شیخ نے: ہلال بن محمد بن جعفر الحفار سے، انہوں نے کہا: ہم کو خبر دی ابوالقاسم اسماعیل بن علی بن علی الدعبلی نے، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد ابوالحسن علی بن علی بن دعبل بن رزین بن عثمان بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن بدیل بن ورقاء، دعبل بن علی خزاعی کے بھائی نے بغداد میں سن 272 ہجری میں، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی میرے سردار ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے طوس میں سن 198 ہجری میں، اور اسی سال ہم نے ان کی طرف کوچ کیا بصرہ کے رستے سے تو ہماری ملاقات عبدالرحمٰن بن مہدی سے ہوئی جو بیمار تھا، تو ہم اس کے پاس کچھ دن اقامت پذیر ہوئے اور عبدالرحمٰن بن مہدی فوت ہو گیا تو ہم اس کے جنازہ میں بھی حاضر ہوئے اور اسماعیل بن جعفر نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، تو پھر ہم نے ہمارے سردار کی طرف کوچ کیا میں نے اور میرے بھائی دعبل نے، آقا کی طرف سفر کیا اور ہم ان کے پاس سن 200 ہجری کے آخر تک قیام پذیر رہے، اور پھر ہم قم کے لئے نکل پڑے بعد اس کے کہ میرے سردار ابوالحسن الرضا علیہ السلام نے سبز خز (اون اور ریشم) کی ایک قمیص میرے بھائی دعبل کو عطا فرمائی اور ان کو ایک عقیق کی چاندی سے بنی انگشتری اور رضوی دراہم بھی عطا کیے، اور ان سے ارشاد فرمایا: ان کے ساتھ قم جاؤ تو تم ان سے فائدہ حاصل کرو گے! اور ان سے ارشاد فرمایا: اس قمیص کی حفاظت کرنا! کیونکہ میں نے اس میں ایک ہزار رکعات نماز پڑھی ہے! اور اس میں ایک ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے! پس امام علیہ السلام نے رجب سن 198 ہجری میں ہم سے حدیث بیان کی املاء کرتے ہوئے اور ارشاد فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے، انہوں نے روایت کی اپنے آباء صلوات اللہ علیہم اجمعین سے۔

اور ہر وہ روایت جس میں ''مجاشعی کی اسناد سے'' مذکور ہے تو اسے شیخ نے روایت کرتے ہوئے کہا ہے: ہم کو خبر دی ایک جماعت نے ابوالمفضل الشیبانی سے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی فضل بن محمد بن مسیب ابومحمد شعرانی بیہقی نے جرجان میں، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ہارون بن عمرو بن عبد

العزیز بن محمد ابو موسیٰ المجاشعی نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی محمد بن جعفر بن محمد نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی میرے والد ابو عبداللہ علیہ السلام نے۔ اور مجاشعی نے کہا: اور ہم سے حدیث بیان کی امام رضا علی بن موسیٰ علیہ السلام نے، وہ اپنے والد امام موسیٰ علیہ السلام سے، وہ اپنے والد امام ابو عبداللہ جعفر بن محمد علیہ السلام سے، وہ اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام سے، انہوں نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے۔

اور جہاں بھی ہم مستطرفات السرائر کی روایات ذکر کرتے وقت ''کتاب المسائل میں ہے'' ذکر کرتے ہیں تو وہ اشارہ ہے اس طرف جسے ابن ادریس نے ذکر کیا ہے جہاں انہوں نے کہا ہے: اور اس میں شامل ہے جسے ہم نے منتخب کیا ہے ''کتاب مسائل الرجال'' سے، جو لوگوں کے سوالات اور خطوط از خدمت امام ابوالحسن علی بن محمد علیہ السلام اور ان کے جوابات پر مشتمل ہے، بروایت ابی عبداللہ احمد بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن عیاش الجوہری اور بروایت عبداللہ بن جعفر الحمیری، رضی اللہ عنہما۔

اور وہ روایت جس میں ''نوادر الراوندی اپنی سند کے ساتھ'' مذکور ہے تو اس کی سند یہ ہے- جیسے میں نے پایا ویسے نقل کر دیا-: ہم کو خبر دی امام، ضیاء الدین، سید الآئمہ، شمس الاسلام، تاج الطالبیہ، ذوالفخرین، جمال آل رسول اللہ صلی اللہ علیہم اجمعین، ابو الرضا فضل اللہ بن علی بن عبید اللہ حسنی راوندی نے، اللہ ان کے جمال کی حفاظت فرمائے اور ان کی فضیلت کو دوام بخشے، انہوں نے کہا: ہم کو خبر دی امام شہید ابو المحاسن عبد الواحد بن اسماعیل بن احمد رویانی نے اجازت اور سماعت کے ساتھ، انہوں نے کہا: ہم کو خبر دی شیخ ابو عبداللہ محمد بن حسن تمیمی بکری نے اجازت دیتے ہوئے یا سماعت کرتے ہوئے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ابو محمد سہل بن احمد الدیباجی نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ابو علی محمد بن محمد بن اشعث کوفی نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی موسیٰ بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نے، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد اسماعیل بن موسیٰ نے، وہ اپنے والد امام موسیٰ علیہ السلام سے، وہ ان (اسماعیل) کے دادا جعفر بن محمد صادق علیہ السلام سے، وہ اپنے والد علیہ السلام سے، وہ ان (امام صادق) کے دادا علی بن حسین علیہ السلام سے، وہ اپنے والد علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہم سے، انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

میں (مجلسی) کہتا ہوں: اس کتاب کے کئی اور طرق بھی کتب رجال سے ظاہر ہوتے ہیں کہ جنہیں ہم اس کتاب کی مجلدات کے آخر میں ذکر کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور کتاب قصص الانبیاء علیہم السلام کی ہر وہ روایت جس میں ''اسناد کے ساتھ صدوق سے روایت ہے'' مذکور ہے تو اسے انہوں نے کئی مقامات پر ذکر کیا ہے، انہوں نے کہا: مجھ کو خبر دی شیخ علی بن عبد الصمد نیشاپوری

نے، وہ اپنے والد سے، وہ سید ابوالبرکات علی بن حسین خوزی سے، وہ صدوق رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور دوسری جگہ پر کہا کہ: ہم کو خبر دی سید ابو الحرب مجتبیٰ بن داعی حسینی نے، وہ دوریستی سے، وہ اپنے والد سے، وہ ان (صدوق) سے۔ اور ایک اور جگہ پر کہا کہ: ہم کو خبر دی سید ابوالصمصام ذوالفقار بن احمد بن معبد حسینی نے، وہ شیخ ابوجعفر طوسی سے، وہ مفید سے، وہ صدوق سے۔ اور ایک اور جگہ پر ہے کہ: ہم کو خبر دی سید ابوالبرکات محمد بن اسماعیل نے، وہ علی بن عبدالصمد سے، وہ سید ابوالبرکات خوزی سے۔ اور ایک اور مقام پر ہے کہ: ہم کو خبر دی سید ابوالقاسم بن کمح نے، وہ دوریستی سے، وہ مفید سے، وہ صدوق سے۔ اور ایک اور مقام پر ہے کہ: ہم کو خبر دی استاد محمد بن مرزبان نے، وہ دوریستی سے، وہ اپنے والد سے، وہ ان (صدوق) سے۔ اور ایک اور مقام پر ہے کہ: ہم کو خبر دی ادیب ابوعبداللہ حسین مؤدب قمی نے، وہ دوریستی سے، وہ اپنے والد سے، وہ ان (صدوق) سے۔ اور ایک اور مقام پر ہے کہ: ہم کو خبر دی ابوسعد حسن بن علی اور شیخ ابو القاسم حسن بن محمد حدیقی نے، وہ دونوں جعفر بن محمد بن عباس سے، وہ اپنے والد سے، وہ صدوق سے۔ اور ایک اور مقام پر ہے کہ: فضل بن حسن بن فضل طبرسی، وہ جعفر دوریستی سے، وہ مفید سے، وہ صدوق سے۔ اور ایک اور مقام پر ہے کہ: ہم کو خبر دی شیخ ابوالحسین احمد بن محمد بن علی بن محمد نے، وہ جعفر بن احمد سے، وہ صدوق سے۔ اور ایک اور مقام پر ہے کہ: ہم کو خبر دی ہبۃ اللہ بن دعویدار نے، وہ ابوعبداللہ دوریستی سے، وہ جعفر بن احمد مریسی سے، وہ ان (صدوق) سے۔ اور ایک اور مقام پر ہے کہ: ہم کو خبر دی سید علی بن ابی طالب سیلقی نے، وہ جعفر بن محمد بن عباس سے، وہ اپنے والد سے، وہ ان (صدوق) سے۔ اور ایک اور مقام پر ہے کہ: ہم کو خبر دی ابوالسعادات ہبۃ اللہ بن علی شجری نے، وہ جعفر بن محمد بن عباس سے، وہ اپنے والد سے۔ اور ایک اور مقام پر ہے کہ: ہم کو خبر دی شیخ ابوالمحاسن مسعود بن علی بن محمد نے، وہ علی بن عبدالصمد سے، وہ علی بن حسین سے، وہ ان (صدوق) سے۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ: ہم کو خبر دی ایک جماعت نے جن میں دو بھائی شامل ہیں محمد اور علی فرزندان علی بن عبد الصمد، ان دونوں نے اپنے والد سے، وہ سید ابوالبرکات علی بن حسین حسینی سے، وہ ان (صدوق) سے۔

اور وہ سب جو کتاب صفین میں سے ہے تو میں نے کتاب کی شروعات میں اور اس کے وسط میں کچھ مقامات پر اس کی سند کو یوں پایا ہے: ہم کو خبر دی شیخ حافظ، شیخ الاسلام ابوالبرکات عبدالوہاب بن مبارک بن احمد بن حسن الانماطی نے، انہوں نے کہا: ہم کو خبر دی شیخ ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار بن احمد صیرفی نے میرے ان پر پڑھتے ہوئے ربیع الثانی سن 484 ہجری میں، انہوں نے کہا: ہم کو خبر دی ابویعلیٰ احمد بن عبد الواحد بن محمد بن جعفر بن وکیل نے ان پر قرائت ہوتے ہوئے جبکہ میں سن رہا تھا رجب سن 438 ہجری میں، انہوں نے کہا: ہم کو خبر دی ابوالحسن محمد بن ثابت بن عبداللہ بن محمد بن ثابت صیرفی نے ان پر قرائت ہوتے

ہوئے جبکہ میں سن رہا تھا، انہوں نے کہا: ہم کوخبر دی علی بن محمد بن عقبہ بن ولید بن ہمام بن عبداللہ نے ان پر قرائت ہوتے ہوئے سن 340 ہجری میں، انہوں نے کہا: ہم کوخبر دی ابوالحسن محمد بن سلیمان بن ربیع بن ہشام ہندی خزاز نے، انہوں نے کہا: ہم کوخبر دی ابوالفضل نصر بن مزاحم تمیمی نے۔ اور شاید یہ عامہ (مخالفین) کی سند سے ہے کیونکہ انہوں نے بھی اس کتاب کو روایت کیا ہے، اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں ان سے بہت ساری روایات نقل کی ہیں اور کہا ہے: وہ فی نفسہ ثبت ہیں، صحیح نقل والے ہیں، ہوائے نفس اور خرابی کی طرف منسوب نہیں ہیں، اور یہ اصحاب حدیث کے رجال میں سے ہیں۔

اور ہم نے کتاب الفتن میں اس کی اکثر روایات کو اس مذکورہ شرح کے واسطے سے درج کیا ہے تاکہ یہ مخالفین پر حجت ہوں۔ اور جہاں تعلق ہمارے اصحاب کی اس تک اسانید کا ہے تو وہ کتب رجال میں مذکور ہیں۔

اور میں نے کتاب المقتضب کی شروعات میں جو پایا ہے اس کی یہ صورت ہے: اس کی مجھے خبر دی شیخ امام عالم، نجم الدین ابومحمد عبداللہ بن جعفر بن محمد بن موسیٰ نے، وہ اپنے جد محمد بن موسیٰ بن جعفر سے، وہ اپنے دادا جعفر بن محمد بن احمد بن عیاش دوریستی سے، وہ حسن بن محمد بن اسماعیل بن اشناس بزاز سے، وہ اس کتاب کے مصنف ابوعبداللہ احمد بن محمد بن عیاش سے۔

اور ابن خشاب کی کتاب کی ابتداء میں ہے کہ: ہم کوخبر دی سید عالم فقیہ، صفی الدین ابوجعفر محمد بن معد موسوی نے صفر کے آخری عشرے میں سن 616 ہجری میں، انہوں نے کہا: ہم کوخبر دی بزرگ عالم زین الدین ابوالعز احمد بن ابی المظفر محمد بن عبداللہ بن محمد بن جعفر نے ان پر قرائت ہوتے ہوئے اور انہوں نے اس بات کا اقرار بھی کیا اور یہ جمعرات کے دن کے آخری وقت میں، آٹھ صفر کو مذکورہ سال مدینۃ السلام میں جانوروں والی گلی میں، انہوں نے کہا: ہم کوخبر دی شیخ امام عالم اوحد، حجۃ الاسلام ابومحمد عبداللہ بن احمد بن احمد بن احمد بن الخشاب نے، انہوں نے کہا: میں نے شیخ ابی منصور محمد بن عبدالملک بن الحسن مقری کے سامنے ان کی کتاب میں سے پڑھا جو ان کی چچا احمد بن حسن کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تھی ہفتے کے دن 25 محرم الحرام سن 531 ہجری میں، اور اس نسخے میں ان کی اپنے چچا سے سماعت کی تاریخ تھی جمعہ کا دن 16 شعبان سن 484 ہجری، (اس میں تھا) تم سب کوخبر دی احمد بن حسن نے اور اس نے اقرار بھی کیا، انہوں نے کہا: ہم کوخبر دی ابوعلی حسن بن حسین بن عباس بن فضل نے ان پر قرائت ہوتے ہوئے اور میں سن رہا تھا رجب سن 428 ہجری میں، انہوں نے کہا: ہم کوخبر دی احمد بن نصر بن عبداللہ بن فتح نہروان کے زراعت کرنے والے نے وہیں پر ان قرائت ہوتے ہوئے جبکہ میں سن رہا تھا سن 365 ہجری میں، انہوں نے کہا: ہم کوخبر دی حرب بن احمد المؤدب نے، انہوں نے کہا:

ہم سے حدیث بیان کی حسن بن محمد عمی بصری نے، وہ اپنے والد سے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی محمد بن حسین نے، وہ محمد بن سنان سے، وہ ابن مسکان سے، وہ ابوبصیر سے، وہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے۔ پھر وہ حرب بن محمد سے سند کا اعادہ کرتے ہیں۔

اور ہم مشترک مفردات کو ذکر کرتے ہیں:

ابان: وہ ابن عثمان ہیں۔

احمد ہمدانی: وہ احمد بن محمد بن سعید بن عقدۃ ہمدانی کوفی حافظ ہیں، ہم کبھی انہیں ابن عقدہ کہتے ہیں اور کبھی احمد کوفی کہتے ہیں۔

احمد بن ولید: وہ ابن محمد بن حسن بن ولید ہیں۔

اسحاق: وہ ابن عمار ہیں۔

ایوب: وہ ابن نوح ہیں، اور ہم ان کو ابن نوح سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

تمیم القرشی: وہ تمیم بن عبداللہ بن تمیم القرشی صدوق کے استاد ہیں۔

ثعلبہ: وہ ابن میمون ہیں۔

جعفر الکوفی: وہ ابن محمد ہیں۔

جمیل: وہ ابن دراج ہیں۔

حسین اپنے بھائی سے، وہ اپنے والد سے: وہ ہیں حسین بن سیف بن عمیرہ اپنے بھائی علی سے، وہ اپنے والد سیف سے۔

حفص: وہ ابن غیاث القاضی ہیں۔

حمدان: وہ ابن سلیمان نیشاپوری ہیں جن سے ابن قتیبہ روایت کرتے ہیں۔

حمزہ علوی: وہ حمزہ بن محمد بن احمد علوی ہیں۔

حمویہ: وہ ابوعبداللہ حمویہ بن علی بن حمویہ نضری ہیں۔ شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا: ہم کو انہوں نے خبر دی ان پر قرائت ہوتے ہوئے، غضائری کے گھر میں، ہفتہ کے دن، نصف ذی القعدہ سن 413 ہجری میں۔

حنان: وہ ابن سدیر ہیں۔

درست: وہ ابن ابی منصور الواسطی ہیں۔

ریان: وہ ابن صلت ہیں۔

سعد: وہ ابن عبداللہ ہیں۔

سماعہ: وہ ابن مہران ہیں۔

سہل: وہ ابن زیاد ہیں۔

صفوان: وہ ابن یحییٰ ہیں۔

عبدالاعلیٰ: وہ مولیٰ آل سام ہیں۔

العلاء، وہ محمد سے: وہ دونوں ابن رزین اور ابن مسلم ہیں۔

علان: علی بن محمد المعروف بہ علان۔

علی اپنے والد سے: یعنی علی بن ابراہیم بن ہاشم۔

فرات: وہ فرات بن ابراہیم بن فرات کوفی ہیں اور یہ غالباً ابن سعید ہاشمی کے بعد آتے ہیں۔

فضل: وہ ابن شاذان ہے۔

قاسم اپنے جد سے: وہ قاسم بن یحییٰ ہیں، اپنے جد حسن بن راشد سے روایت کرتے ہیں۔

محمد الحمیری: وہ ابن عبداللہ بن جعفر ہیں۔

محمد بن عامر: وہ محمد بن حسین بن محمد بن عامر ہیں۔

محمد العطار: وہ ابن یحییٰ ہیں۔

مظفر العلوی: وہ ابوطالب مظفر بن جعفر بن مظفر علوی سمرقندی ہیں۔

معمر: وہ ابن یحییٰ ہیں۔

ہارون: وہ ابن مسلم ہیں۔

یونس: وہ ابن عبدالرحمٰن ہیں۔

الآدمی: وہ سہل بن زیاد ہیں۔

الازدی: وہ محمد بن زیاد ہیں، اور کبھی اس کا اطلاق بکر بن محمد پر بھی ہوتا ہے۔

الاسدی: وہ ابوالحسین محمد بن جعفر اسدی ہیں اور ہم انہیں محمد الاسدی بھی کہتے ہیں۔

اور وہ اسدی جو صدوق کی سند کے اول میں ہوتا ہے: تو وہ محمد بن احمد بن علی بن اسد الاسدی ہیں۔

الاشعری: وہ محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری ہیں۔

الاشنانی: وہ ابوعبداللہ حسین بن محمد اشنانی رازی عدل ہیں، صدوق نے کہا: انھوں نے ہمیں بلخ میں خبر دی۔

الاصفہانی: وہ قاسم بن محمد ہیں۔

الاصم: وہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ہیں۔

الانصاری: وہ احمد بن علی انصاری ہیں۔

الاہوازی: وہ حسین بن سعید ہیں۔

بجلی: وہ موسیٰ بن قاسم ہیں۔

برقی: وہ احمد بن محمد بن خالد ہیں۔

برمکی: وہ محمد بن اسماعیل ہیں۔

بیہقی: وہ ابوعلی حسین بن احمد ہیں۔

بزنطی: وہ احمد بن محمد بن ابی نصر ہیں۔

بطائنی: وہ علی بن ابی حمزہ ہیں۔

تلفیسی: وہ شریف بن سابق ہیں۔

تمار: وہ ابوالطیب حسین بن علی ہیں، مفید کے استاد۔

ثقفی: وہ ابراہیم بن محمد ہیں۔

ثمالی: وہ ابوحمزہ ثابت بن دینار ہیں۔

جامورانی: وہ ابوعبداللہ محمد بن احمد رازی ہیں۔

جعابی: وہ ابوبکر محمد بن عمر ہیں۔

جعفری: وہ سلیمان بن جعفر ہیں۔

جلودی: وہ عبدالعزیز بن یحییٰ بصری ہیں۔

جوہری: وہ محمد بن زکریا ہیں۔

حافظ: وہ محمد بن عمر حافظ بغدادی ہیں، صدوق کے استاد۔

حجال: وہ عبداللہ بن محمد ہیں۔

حذاء: وہ ابوعبیدہ زیاد بن عیسیٰ ہیں۔

الحفار: وہ ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام ہیں۔

حمیری: وہ عبداللہ بن جعفر بن جامع ہیں۔

خزاز: وہ ابوایوب ابراہیم بن عیسیٰ ہیں۔

خشاب: وہ حسن بن موسیٰ ہیں۔

دقاق: وہ علی بن احمد بن محمد بن عمران الدقاق ہیں، صدوق کے استاد۔

دہقان: وہ عبیداللہ بن عبداللہ ہیں۔

رزاز: وہ ابوجعفر محمد بن عمرو البختری ہیں۔

رقی: وہ داوٗد بن کثیر ہیں۔

رویانی: وہ عبیداللہ بن موسیٰ ہیں۔

زعفرانی: وہ ابوجعفر محمد بن علی بن عبدالکریم ہیں۔

ساباطی: وہ عمار بن موسیٰ ہیں۔

سابری: وہ ابوعبداللہ علی بن محمد ہیں۔

سعدآبادی: وہ علی بن حسین ہیں۔

سکری: وہ حسن بن علی ہیں۔

سمندی: وہ فضل بن ابی قرہ ہیں۔

سندی: وہ ابن محمد ہیں۔

سکونی: وہ اسماعیل بن ابی زیاد ہیں۔

سنانی: وہ محمد بن احمد ہیں۔

صائغ: وہ عبداللہ بن محمد ہیں۔

صفار: وہ محمد بن حسن ہیں۔

صوفی: وہ محمد بن ہارون ہیں، صدوق ایک واسطے سے ان سے روایت کرتے ہیں۔

صولی: وہ محمد بن یحییٰ ہیں۔

صیقل: وہ منصور بن ولید ہیں۔

ضبی: وہ عباس بن بکار ہیں۔

طاطری: وہ علی بن الحسن ہیں۔

طالقانی: وہ محمد بن ابراہیم بن اسحاق ہیں، صدوق کے استاد۔

طیار: وہ حمزہ بن محمد ہیں۔

طیالسی: وہ محمد بن خالد ہیں۔

عجلی: وہ احمد بن محمد بن ہیثم ہیں، اور کبھی ہم انہیں ابن الہیثم بھی کہتے ہیں۔

عسکری: وہ حسن بن عبداللہ بن سعید ہیں، صدوق کے استاد۔

عطار: وہ احمد بن محمد بن یحییٰ ہیں۔

علوی: وہ حمزہ بن قاسم ہیں، صدوق ان سے بالواسطہ روایت کرتے ہیں۔

عیاشی: وہ محمد بن مسعود ہیں۔

غضائری: وہ حسین بن عبیداللہ ہیں، شیخ کے استاد۔

فارسی: وہ حسن بن ابی الحسین ہیں۔

فامی: وہ احمد بن ہارون ہیں، صدوق کے استاد۔

فحام: وہ ابومحمد حسن بن محمد بن یحییٰ فحام سرمرائی ہیں، شیخ کے استاد، اور اگر ان کے بعد کہا جائے کہ ''وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں'' تو وہ عمر بن یحییٰ ہیں۔

فراء: وہ داؤد بن سلیمان ہیں۔

فزاری: وہ جعفر بن محمد بن مالک ہیں۔

قاسانی: وہ علی بن محمد ہیں۔

قداح: وہ عبداللہ بن میمون ہیں۔

قطان: وہ احمد بن حسن ہیں۔

قندی: وہ زیاد بن مروان ہیں۔

کاتب: وہ علی بن محمد ہیں، مفید کے استاد۔

کمیدانی: وہ علی بن موسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر ہیں۔

کنانی: وہ ابوالصباح ابراہیم بن نعیم ہیں۔

کوفی: وہ محمد بن علی صیرفی ابوسمینہ ہیں اور کبھی ہم انہیں ابوسمینہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

لؤلؤی: وہ حسن بن حسین ہیں۔

مؤدب: وہ عبداللہ بن حسن ہیں۔

ماجیلویہ: وہ محمد بن علی ہیں، اور ان کے بعد ''وہ اپنے چچا سے'' آئے تو وہ محمد بن ابی القاسم ہیں۔

محاملی: وہ ابوشعیب صالح بن خالد ہیں۔

مراغی: وہ علی بن خالد ہیں، مفید کے استاد۔

مرزبانی: وہ محمد بن عمران ہیں، مفید کے استاد۔

مسمعی: وہ محمد بن عبداللہ ہیں۔

مغازی: وہ محمد بن احمد بن ابراہیم ہیں۔

مفسر: وہ محمد بن قاسم ہیں۔

مکتب: وہ حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام ہیں۔

منصوری: وہ ابوالحسن محمد بن احمد ہاشمی منصوری سرمرائی ہیں، اور جب ان کے بعد کہا جائے "وہ اپنے والد کے چچا سے" تو وہ ابوموسیٰ عیسیٰ بن احمد بن عیسیٰ بن منصور ہیں۔

منقری: وہ سلیمان بن داؤد ہیں۔

میثمی: وہ احمد بن حسن ہیں۔

نخعی: وہ موسیٰ بن عمران ہیں۔

نقاش: وہ محمد بن بکران ہیں۔

نوفلی: وہ حسین بن یزید ہیں۔

نہاوندی: وہ ابراہیم بن اسحاق ہیں۔

نہدی: وہ ہیثم ابن ابی مسروق ہیں۔

وراق: وہ علی بن عبداللہ ہیں۔

وشاء: وہ حسن بن علی بن بنت الیاس ہیں۔

ہروی: وہ عبدالسلام بن صالح ابوالصلت ہیں۔

ہمدانی: وہ احمد بن زیاد بن جعفر ہیں، صدوق کے استاد۔

یقطینی: وہ محمد بن عیسیٰ بن عبید ہیں۔

ابوجمیلہ یہ مفضل بن صالح ہیں۔

ابوالجوزاء: وہ منبہ بن عبداللہ ہیں۔

ابوالحسین: وہ محمد بن محمد بن بکر ہذلی ہیں، یہ حمویہ کے بعد ہوتے ہیں۔

ابوالحسین، ابن مخلد کے بعد والے: وہ عمر بن حسن بن علی بن مالک شیبانی قاضی ہیں۔

ابوخلیفہ: وہ فضل بن حباب جمحی ہیں، یہ ابوالحسین کے بعد ہوتے ہیں۔

ابوذکوان: وہ قاسم بن اسماعیل ہیں۔

ابوعمرو، امالی شیخ کی سند میں: وہ عبدالواحد بن محمد بن عبداللہ بن مہدی ہیں، شیخ نے کہا: ہم کو انہوں

نے خبر دی سن 416 ہجری میں بغداد میں رحبہ بن مہدی زعفرانی کی گلی میں اپنے گھر میں۔

ابوالمفضل: وہ محمد بن عبداللہ بن مطلب شیبانی ہیں۔

ابوالقاسم دعبلی: وہ اسماعیل بن علی بن علی دعبلی ہیں، ان سے حفار روایت کرتے ہیں۔

ابن ابان: وہ حسین بن حسن بن ابان ہیں۔

ابن ابی حمزہ: وہ علی ہیں۔

ابن ابی الخطاب: وہ محمد بن حسین بن ابی الخطاب ہیں۔

ابن ابی عثمان: وہ حسن بن علی بن ابی عثمان ہیں۔

ابن ابی العلاء: وہ حسین ہیں۔

ابن ابی عمیر: وہ محمد ہیں۔

ابن ابی مقدام: وہ عمرو ہیں۔

ابن ابی نجران: وہ عبدالرحمٰن ہیں۔

ابن ادریس: وہ حسین بن احمد بن ادریس ہیں۔

ابن اسباط: وہ علی ہیں، اوران کے بعد ''وہ اپنے چچا سے'' ہوتا ہے تو وہ یعقوب بن سالم الاحمر ہیں۔

ابن اشیم: وہ علی بن احمد بن اشیم ہیں۔

ابن اورمہ: وہ محمد ہیں۔

ابن بزیع: وہ محمد بن اسماعیل ہیں۔

ابن بسران: وہ ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن بسران المعدل ہیں، شیخ نے کہا: انہوں نے ہم کو خبر دی بغداد میں اپنے گھر میں، رجب سن 412 ہجری میں۔

ابن بشار: وہ جعفر بن محمد بن بشار ہیں۔

ابن بشیر: وہ جعفر ہیں۔

ابن بندار: وہ محمد بن جعفر بن بندار فرغانی ہیں۔

ابن بطائنی: صہ حسن بن علی بن ابی حمزہ ہیں۔

ابن بہلول: وہ تمیم ہیں، ان سے ابن حبیب روایت کرتے ہیں۔

ابن تغلب: وہ ابان ہیں۔

ابن جبلہ: وہ عبداللہ ہیں۔

ابن جبیر: وہ سعید ہیں۔

ابن حازم: وہ منصور ہیں۔

ابن حبیب: وہ بکر بن عبداللہ بن حبیب ہیں۔

ابن حجاج: وہ عبدالرحمٰن ہیں۔

ابن حشیش: وہ محمد بن علی بن حشیش ہیں، شیخ کے استاد۔

ابن حکیم: وہ معاویہ ہیں۔

ابن حمامی: وہ ابوالحسن علی بن احمد بن عمر بن حفص المقری ہیں۔

ابن حمید: وہ عاصم ہیں۔

ابن خالد: وہ سلیمان ہیں اور جو امام رضاعلیہ السلام سے روایت کرتے ہیں وہ حسین صیرفی ہیں۔

ابن زکریا قطان: وہ احمد بن یحییٰ بن زکریا ہیں۔

ابن زیاد: وہ مسعدہ ہیں۔

ابن سعید ہاشمی: وہ حسن بن محمد بن سعید ہیں، شیخ کے استاد۔

ابن سماک: وہ ابوعمرو عثمان بن عبداللہ بن یزید دقاق ہیں۔

ابن سیابہ: وہ عبدالرحمٰن ہیں۔

ابن شاذویہ مؤدب: وہ علی بن شاذویہ ہیں۔

ابن شمون: وہ محمد بن حسن بن شمون ہیں۔

ابن صدقہ: وہ مسعدہ ہیں۔

ابن صلت: وہ احمد بن ہارون بن الصلت اہوازی ہیں۔

ابن صہیب: وہ عبداللہ ہیں۔

ابن طریف: وہ سعد ہیں۔

ابن ظبیان: وہ یونس ہیں۔

ابن عامر: وہ حسین بن محمد بن عامر ہیں، اور ان کے بعد ہوتا ہے "وہ اپنے چچا سے" تو وہ عبداللہ بن عامر ہیں۔

ابن عبدالحمید: وہ ابراہیم ہیں۔

ابن عبدوس: وہ عبدالواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری العطار ہیں۔

ابن عصام: وہ محمد بن محمد بن عصام کلینی ہیں۔

ابن عطیہ: وہ مالک ہیں۔

ابن عقدہ: وہ احمد بن محمد بن سعید ہیں، ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

ابن عمارہ: وہ جعفر بن محمد بن عمارہ ہیں۔

ابن عمیرہ: وہ سیف ہیں۔

ابن عیاشی: وہ جعفر بن محمد بن مسعود ہیں۔

ابن عیسیٰ: وہ احمد بن عیسیٰ ہیں۔

ابن عیینہ: وہ سفیان ہیں۔

ابن غزوان: وہ محمد بن سعید بن غزوان ہیں۔

ابن فرقد: وہ یزید ہیں۔

ابن فضال: وہ حسن بن علی بن فضال ہیں۔

ابن فضل ہاشمی: وہ اسماعیل ہیں۔

ابن قتیبہ: وہ علی بن محمد بن قتیبہ نیشاپوری ہیں۔

ابن قولویہ: وہ جعفر بن محمد بن قولویہ ہیں۔

ابن قیس: وہ محمد ہیں۔

ابن کلوب: وہ غیاث ہیں۔

ابن متوکل: وہ محمد بن موسیٰ بن متوکل ہیں۔

ابن متیل: وہ حسن بن متیل دقاق ہیں۔

ابن محبوب: وہ حسن ہیں۔

ابن مخلد: وہ ابوالحسن محمد بن محمد بن مخلد ہیں، شیخ نے کہا: انہوں نے ہم کو خبر دی ان پر قرائت ہوتے ہوئے ذی الحجہ سن 417 ہجری میں۔

ابن مراد: وہ اسماعیل ہیں۔

ابن مسرور: وہ جعفر بن محمد بن مسرور ہیں۔

ابن مسکان: وہ عبداللہ ہیں۔

ابن معبد: وہ علی ہیں۔

ابن معروف: وہ عباس ہیں۔

ابن مقبرہ: وہ علی بن محمد بن حسن ہیں، صدوق کے استاد۔

ابن مغیرہ: وہ عبداللہ ہیں۔

ابن موسیٰ: وہ علی بن احمد بن موسیٰ ہیں، صدوق کے استاد۔

ابن مہتدی: وہ حسن بن حسین بن عبدالعزیز بن مہتدی ہیں۔

ابن مہران: وہ اسماعیل ہیں۔

ابن مہرویہ: وہ علی بن مہرویہ قزوینی ہیں۔

ابن مہزیار: وہ علی ہیں۔

ابن میمون: وہ عبداللہ ہیں، جنہیں قداح سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

ابن ناتانہ: وہ حسین بن ابراہیم بن ناتانہ ہیں۔

ابن نباتہ: وہ اصبغ ہیں۔

ابن نوح: وہ ایوب ہیں۔

ابن ولید: وہ محمد بن حسن بن ولید ہیں۔

ابن ہاشم: وہ ابراہیم ہیں، علی کے والد۔

ابن ہمام: وہ اسماعیل ہیں، اور ان کی کنیت ابوہمام ہے۔

ابن یزید: وہ یعقوب ہیں۔

[پانچویں فصل]

کچھ ان چیزوں کے بیان میں ہے جن کا ذکر ضروری ہے، جو ان کتب کے مؤلفین نے اپنی کتب کی ابتداء میں ذکر کیا ہے جن سے یہ کتاب ماخوذ ہے

ابن شہر اشوب نے مناقب میں کہا: میرا اس کتاب کو جمع کرنا اس کے بعد ہوا جب اہل علم و دیانت کی ایک جماعت نے سماعت، قرائت، تناول، کتابت اور اجازت کا اذن دیا، تو میرے لیے ان سے روایت کرنا صحیح ہوا کہ میں کہوں: انہوں نے مجھ سے حدیث بیان کی، اور انہوں نے مجھے خبر دی، اور انہوں نے مجھے بتایا اور میں نے ان سے سنا۔ اور جہاں تک عامہ (مخالفین) کے طرق کا تعلق ہے تو ہمارے لیے صحیح وارد ہے

1 اسناد بخاری: ابوعبداللہ محمد بن فضل صاعدی فراوی اور ابوعثمان سعید بن عبداللہ عیار صعلوکی اور جنازی سے، وہ سب ابوہیثم کشمیہنی سے، وہ ابوعبداللہ محمد فربری سے، وہ محمد بن اسماعیل بن مغیرہ بخاری سے۔ اور ابوالوقت عبدالاول بن عیسیٰ سنجری سے، وہ داؤدی سے، وہ سرخسی سے، وہ فربری سے، وہ بخاری سے۔

2 اسناد مسلم: فراوی سے، وہ ابوالحسین عبدالغافر فارسی نیشاپوری سے، وہ ابواحمد محمد بن عمرویہ الجلودی سے، وہ ابواسحاق ابراہیم بن محمد الفقیہ سے، وہ ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری سے۔

3 اسناد ترمذی: ابوسعید محمد بن احمد صفار اصفہانی سے، وہ ابوالقاسم خزاعی سے، وہ ابوسعید بن کلیب شاشی سے، وہ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی سے۔

4 اسناد دار قطنی: ابوبکر محمد بن علی بن یاسر جیانی سے، وہ منصوری سے، وہ ابوالحسن مہرابی سے، وہ ابوالحسن علی بن مہدی دار قطنی سے۔

5 اسناد معرفت اصول الحدیث: عبداللطیف بن ابی سعد بغدادی اصفہانی سے، وہ ابوعلی الحداد سے، وہ حاکم ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری ابن الربیع سے۔

6 اسناد موطأ: قعنبی اور عنمعی سے، وہ یحییٰ بن یحییٰ سے بطریق محمد بن حسن، وہ مالک بن انس اصبحی سے۔

7 اسنادمسندابی حنیفہ: ابوالقاسم بن صفوان موصلی سے، وہ احمد بن طوق سے، وہ نصر بن مرخی سے، وہ ابو القاسم شاہد العدل سے۔

8 اسنادمسندشافعی: جیانی سے، وہ ابوالقاسم الصوفی سے، وہ محمد بن علی الساوی سے، وہ ابوالعباس الاصم سے، وہ ربیع سے، وہ محمد بن ادریس شافعی سے۔

9 اسنادمسندابویعلیٰ: ابوالقاسم شحامی سے، وہ ابوسعید کنجرودی سے، وہ ابوعمرو جبری سے، وہ ابویعلیٰ احمد مثنیٰ موصلی سے۔

10 اسنادتاریخ خطیب: عبدالرحمٰن بن بہریق قزاز بغدادی سے، وہ خطیب ابوبکر ثابت بغدادی سے۔

11 اسنادتاریخ نسوی: ابوعبداللہ مالکی سے، وہ محمد بن حسین بن فضل قطان سے، وہ درستویہ نخعی سے، وہ یعقوب بن سفیان نسوی سے۔

12 اسنادطبری: قطیفی سے، وہ ابوعبدالرحمٰن سلمی سے، وہ عمرو بن محمد سے، وہ اپنی اسناد کے ساتھ محمد بن جریر بن یزید طبری سے، اور یہی اسناد ہیں تاریخ ابوالحسن احمد بن یحییٰ بن جابر بلاذری کی۔

13 اسنادتاریخ علی بن مجاہد: قطیفی سے، وہ سلمی سے، وہ ابوالحسن علی بن محمد دلویہ قنطری سے، وہ مامون بن احمد سے، وہ عبدالرحمٰن بن محمد دجاج سے، وہ ابن جریح سے، وہ ابن مجاہد سے۔

14 تاریخ ابوعلی حسن بیہقی سلامی اور تاریخ ابوعلی مسکویہ کی اسناد: ابومنصور محمد بن حفدہ عطاری طوسی سے، وہ خطیب ابوزکریا تبریزی سے، وہ اپنی اسناد کے ساتھ ان دونوں سے۔

15 وہب بن منبہ اور ابوحذیفہ کی دو کتابوں مبتداء کی اسناد: ہم سے بیان کیا قطیفی نے، انہوں نے ثعلبی سے، انہوں نے محمد بن حسن ازہری سے، انہوں نے حسن بن محمد عبدی سے، انہوں نے عبدالمنعم بن ادریس سے، انہوں نے ان دونوں سے۔

16 اسناداغانی: فصیحی سے، وہ عبدالقاہر جرجانی سے، وہ عبداللہ بن حامد سے، وہ محمد بن محمد سے، وہ علی بن عبدالعزیز یمانی سے، وہ ابوالفرج علی بن حسین اصفہانی سے، اور یہی اسناد ہیں فتوح اعثم کوفی کی۔

17 اسنادسنن سجستانی: ابوالحسن انبوسی سے، وہ ابوالعباس ابوعلی تستری سے، وہ ہاشمی سے، وہ لؤلؤی سے، وہ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی سے۔

18 اسنادسنن لالکائی: ابوبکر احمد بن علی طرثیثی سے، وہ ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن حسین طبری لالکائی سے۔

19 اسنادسنن ابن ماجہ: ابن ناظر بغدادی سے، وہ مقری قزوینی سے، وہ ابن طلحہ بن منذر سے، وہ ابو الحسن قطان سے، وہ ابوعبداللہ برقی سے، وہ ابوالقاسم بن احمد خزاعی سے، وہ ہیثم بن کلیب شاشی

سے، وہ ابوعیسیٰ ترمذی سے، اور یہی اسناد ہیں شرف المصطفیٰ کی ابوسعید خرکوشی سے۔

20 اسناد حلیۃ الاولیاء: عبداللطیف اصفہانی سے، وہ ابوعلی حداد سے، وہ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی سے۔

21 اسناد احیاء علوم الدین: احمد غزالی سے، وہ اپنے بھائی ابوحامد محمد بن محمد غزالی طوسی سے۔

22 اسناد عقد: محمد بن منصور سرخسی سے، وہ ان سے جس نے روایت کی، وہ ابوعبدربہ اندلسی سے۔

23 اسناد فضائل سمعانی: شہرآشوب بن ابی نصر بن ابی الجیش سروی میرے دادا سے، وہ ابوالمظفر عبد الملک سمعانی سے۔

24 اسناد فضائل ابن شاہین: ابوعمر وصوفی سے، وہ قاضی ابومحمد مزیدی سے، وہ ابوحفص عمر بن شاہین مروزی سے۔

25 اسناد فضائل زعفرانی: یوسف بن آدم مراغی سے سند کے ساتھ محمد بن صباح زعفرانی تک۔

26 اسناد فضائل عکبری: ابومنصور ماشادہ اصفہانی سے، وہ اپنے مشائخ سے، وہ عبدالملک بن عیسیٰ عکبری سے۔

27 اسناد مناقب ابن شاہین: منتہیٰ بن ابوزید بن کبا بکی جبنی جرجانی سے، وہ اجل المرتضیٰ موسوی سے، وہ مصنف سے۔

28 اسناد مناقب ابن مردویہ: ادیب ابوالعلاء سے، وہ اپنے والد ابوالفضل حسن بن زید سے، وہ ابوبکر ابن مردویہ اصفہانی سے۔

29 اسناد امالی حاکم: مہدی بن ابوحرب حسنی جرجانی، وہ حاکم نیشاپوری سے۔

30 اسناد مجموع ابن عقدہ ابی العباس احمد بن محمد اور معجم ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی: میرے حق روایت سے ابوالعلاء عطار ہمدانی سے، وہ اپنی اسناد کے ساتھ ان دونوں سے۔

31 اسناد وسیط اور کتاب اسباب والنزول: ابوالفضائل بیہقی سے، وہ ابوالحسن علی بن احمد واحدی سے۔

32 اسناد معرفۃ الصحابہ: عبداللطیف بغدادی سے، وہ اپنے والد ابوسعید سے، وہ ابویحییٰ بن مندہ سے، وہ اپنے والد سے۔

33 اسناد دلائل النبوۃ والجامع: حسین بن عبداللہ مروزی سے، وہ ابونصر عاصمی سے، وہ ابوالعباس بغوی سے، وہ ابوبکر حسین بن احمد بیہقی سے۔

34 اسناد احادیث علی بن احمد جوہری اور احادیث شعبہ بن حجاج: محمد بغوی سے، وہ جراحی سے، وہ محبوی

سے، وہ ابوعیسیٰ سے، وہ اس سے جس نے روایت کیا، وہ ان دونوں سے۔

35 اسنادمغازی: کرمانی سے، وہ ابوالحسن قدوسی سے، وہ حسین بن صدیق زورعنجی سے، وہ محمد بن اسحاق واقدی سے۔

36 اسنادالبیان والتبیین والغرة والفتیا: کرمانی سے، وہ ابوسہل انماطی سے، وہ احمد بن محمد سے، وہ ابو عبداللہ بن محمد خازن سے، وہ علی بن موسیٰ قمی سے، وہ عمرو بن بحر جاحظ سے۔

37 اسنادغریب القرآن: قطیفی سے، وہ اپنے والد سے، وہ ابوبکر محمد بن عزیز عزیزی بجستانی سے۔

38 اسنادشوف العروس: قاضی سے، وہ ابوعبداللہ دامغانی سے۔

39 اسنادعیون المجالس: قطیفی سے، وہ ابوعبداللہ طاہر بن محمد بن احمد خریلوی سے۔

40 اسنادمعارف اور عیون الاخبار اور غریب الحدیث اور غریب القرآن: کرمانی سے، وہ اپنے والد سے، وہ اپنے جد سے، وہ محمد بن یعقوب سے، وہ ابوبکر مالکی سے، وہ عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ سے۔

41 اسنادغریب الحدیث: قطیفی سے، وہ سلمی سے، وہ ابومحمد دعلج سے، وہ ابوعبید قاسم بن سلام سے، اور یہی اسناد ہیں کامل ابوالعباس مبرد کی۔

42 اسنادنزہۃ القلوب: قطیفی اور میرے جد شہرآشوب دونوں سے، وہ ابواسحاق ثعلبی سے۔

43 اسناداعلام النبوۃ: عمر بن حمزہ علوی کوفی سے، وہ اس سے جس نے روایت کیا، وہ قاضی ابوالحسن ماوردی سے۔

44 اسنادابانہ اور کتاب اللوامع: مہدی بن ابی حرب حسنی سے، وہ ابوسعید احمد بن عبدالملک خرکوشی سے۔

45 اسناددلائل النبوۃ اور کتاب جوامع الحلم: عبدالعزیز سے، وہ احمد حلوانی سے، وہ ابوالحسن بن محمد فارسی سے، وہ ابوبکر محمد بن علی بن اسماعیل قفال شاشی سے۔

46 اسنادنزہۃ الابصار: شہرآشوب سے، وہ قاضی ابوالمحاسن رویانی سے، وہ ابوالحسن علی بن مہدی مامطیری سے۔

47 اسنادمحاضرات من باب المفردات: ہیثم شاشی سے، وہ قاضی سے، وہ بزی سے، وہ ابوبکر بن علی خزاعی سے، وہ ابی القاسم راغب اصفہانی سے۔

48 اسنادالابانہ: فزاری سے، وہ ابوعبداللہ جوہری سے، وہ قطیفی سے، وہ عبداللہ بن احمد بن حنبل سے، وہ اپنے والد سے، وہ ابوعبداللہ محمد بن بطہ عکبری سے۔

49 اسنادقوت القلوب: قطیفی سے، وہ اپنے والد سے، وہ ابی القاسم حسن بن محمد سے، وہ ابویعقوب

یوسف بن منصور سیاری سے۔

50 اسناد ترغیب والترہیب: ابوالعباس احمد اصفہانی سے، وہ ابی القاسم اصفہانی سے۔

51 اسناد کتاب ابی الحسن مدائنی: قطیفی سے، وہ ابوبکر محمد بن عمر بن حمدان سے، وہ ابراہیم بن محمد بن سعید نحوی سے۔

52 اسناد دارمی اور اعتقاد اہل السنت: ابوحامد محمد بن محمد سے، وہ زید بن حمدان منوچھری سے، وہ علی بن عبدالعزیز اشنہی سے۔

اور مجھ کو بتایا محمود بن عمر زمخشری نے کتاب الکشاف اور فائق اور ربیع الابرار کا،

اور مجھے خبر دی کیا شین اور نمیر شہر دار دیلمی نے فردوس کی،

اور مجھے خبر دی ابوالعلاء عطار ہمدانی نے زادالمسافر کی،

اور مجھے لکھا موفق بن احمد مکی خطیب خوارزم نے اربعین کا،

اور میرے لیے روایت کیا قاضی ابوالسعادات نے فضائل کو،

اور مجھے دیا ابوعبداللہ محمد بن احمد نظری نے خصائص العلویہ،

اور مجھے اجازت دی ابوبکر محمد بن مؤمن شیرازی نے کتاب ما نزل من القرآن فی علی علیہ السلام کو روایت کرنے کی،

اور میری کثیر اسناد جاتی ہیں ابی الغرین کلاش عکبری اور ابوالحسن عاصمی خوارزمی اور یحییٰ بن سعدون قرطبی اور ان جیسے افراد کی طرف۔

اور جو تفاسیر اور معانی کی اسناد ہیں میں نے ان کو اسباب والنزول میں ذکر کر دیا ہے، اور وہ ہیں تفسیر بصری، طبری، قشیری، زمخشری، جبائی، طائی، سدی، واقدی، واحدی، ماوردی، کلبی، ثعلبی، والبی، قتادہ، قرطبی، مجاہد، خرکوشی، عطاء بن ریاح، عطاء خراسانی، وکیع، ابن جریح، عکرمہ، نقاشی، ابی العالیہ، ضحاک، ابن عیینہ، ابو صالح، مقاتل، قطان، سمان، یعقوب بن سفیان، الاصم، زجاج، فراء، ابوعبید، ابوالعباس، نجاشی، دمیاطی، عوفی، نہدی، ثمالی، ابن فورک اور ابن حبیب۔

اور جہاں تک تعلق ہے ہمارے اصحاب کی کتب کا تو ان میں سے اکثر مروی ہیں شیخ طوسی سے، مجھے اس کے متعلق بتایا ابوالفضل داعی بن علی حسینی سروی نے، اور ابوالرضا فضل اللہ بن علی حسینی قاسانی نے، اور عبد الجلیل بن عیسیٰ بن عبدالوہاب رازی نے، اور ابوالفتوح احمد بن حسین بن علی رازی نے، اور محمد اور علی فرزندان علی بن عبدالصمد نیشاپوری نے، اور محمد بن حسن شوہانی نے، اور ابوعلی فضل بن حسن بن فضل طبرسی نے، اور ابو

جعفر محمد بن علی بن حسن حلبی نے، اور مسعود بن علی صوابی نے، اور حسین بن احمد بن علی بن طحال مقدادی نے، اور علی بن شہر آشوب سروی میرے والد نے، ان سب نے شیخین مفیدین ابوعلی حسن بن محمد بن حسن طوسی اور ابو الوفاء عبدالجبار بن علی مقری رازی سے، وہ دونوں ان (شیخ طوسی) سے۔

اور مجھ سے حدیث بیان کی منتہیٰ بن ابوزید بن کبا بکی حسینی جرجانی نے اور محمد بن حسن فتال نیشاپوری نے اور میرے جد شہر آشوب نے بھی ان سے روایت کی سماع، قرائت، تناول اور اجازت کے ذریعے ان کی اکثر کتب اور روایات کی۔

اور جہاں تک تعلق ہے شریفین مرتضیٰ اور رضی کی کتب اور روایات کا تو وہ سید ابوالصمصام ذوالفقار بن معبد حسنی مروزی سے، وہ ابوعبداللہ محمد بن علی حلوانی سے، وہ ان دونوں سے، اور بحق میری روایت کے سید منتہیٰ سے، وہ اپنے والد ابوزید اور محمد بن علی فتال فارسی سے، وہ اپنے والد حسن سے، وہ دونوں مرتضیٰ سے، اور منتہیٰ اور فتال نے سماعت کی ہے اپنے والدوں سے ان پر قرائت کے ذریعے بھی، اور جو ہم نے سماعت کی ہے قاضی حسن استرآبادی سے، وہ ابن معافی بن قدامہ سے، وہ بھی ان سے، اور جو طریق ہمارے لیے صحیح ہوا ہے شیخ ابی جعفر سے، وہ ان سے، اور روایت کیا ہے سید منتہیٰ نے اپنے والد سے، وہ شریف رضی سے۔

اور جو شیخ مفید کی کتب کی اسانید ہیں تو وہ ابی جعفر اور ابی القاسم فرزندانِ کمیح سے، وہ اپنے والد سے، وہ ابن براج سے، وہ شیخ سے، اور ابوجعفر طوسی کی سند سے بھی ان سے روایت ہے۔

اور جو ابی جعفر ابن بابویہ کی کتب کی اسانید ہیں تو وہ محمد اور علی فرزندان علی بن عبد الصمد سے، وہ دونوں اپنے والد سے، وہ ابوالبرکات علی بن حسین حسینی خوزی سے، وہ ان سے، اور اسی طرح ابی جعفر طوسی کی روایات میں بھی۔

اور جو ابن شاذان، ابن فضال، ابن ولید، ابن حاسر، علی بن ابراہیم، حسن بن حمزہ، کلینی، صفوانی، عبدکی وغیرہ کی کتب کی اسانید ہیں تو وہ اسی سند پر ہیں جس کی نص فرمائی ہے ابوجعفر طوسی نے فہرست میں۔

اور مجھے بتایا فتال نے تنویر فی معانی التفسیر اور کتاب روضۃ الواعظین وبصیرت المتعظین کا،

اور مجھے بتایا طبرسی نے مجمع البیان لعلوم القرآن اور اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ کا،

اور مجھے اجازت دی ابوالفتوح نے روض الجنان وروح الجنان فی تفسیر القرآن کو روایت کرنے کی،

اور مجھے دیا ابوالحسن بیہقی نے حلیۃ الاشراف،

اور مجھے آمدی نے اجازت دی غرر الحکم کی روایت کی،

اور میں نے پائی ابوطالب طبرسی کے دستخط سے ان کی کتاب الاحتجاج،

اور یہ چیز تعداد کو بڑھاتی ہے اور اس کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان سب کا اس پر اجماع ہے، اور یہ نہیں ہے مگر کل میں سے ایک جزء! اور میں- اللہ تعالیٰ جانتا ہے-صرف عجز و تقصیر کا معترف ہوں، جیسے ابوالجوائز نے کہا ہے: رويت و ما رويت من الرواية، و كيف و ما انتهيت إلى نهاية، و للأعمال غايات تناهى، و إن طالت و ما للعلم غاية. میں نے روایت کی مگر روایت کی ہی نہیں !اور کیسے جبکہ میں انتہا کو نہیں پہنچا۔اور اعمال کے لیے غایات ہیں جو خاتمہ کو پہنچتی ہیں۔اگرچہ وہ طویل ہوں، لیکن علم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

اور اس کتاب میں میں نے قصد کیا ہے متون اخبار پر اختصار کا، اور میں نے رخ موڑا ہے طوالت اور کثرت سے، اور ظواہر سے احتجاج سے، اور مضمون کلام سے استدلال سے، اور میں نے اسانید حذف کر دی ہیں ان کی شہرت کی وجہ سے، اور میرا اشارہ ان کے رواۃ اور ان کی اسانید اور ان میں سے منتخب کتب کی طرف اس لیے ہے کہ وہ مراسیل کی حد سے نکل کر مسندات کے باب سے ملحق ہو جائیں۔اور کبھی کبھار روایات ایک دوسرے میں داخل ہو جاتی ہیں اور اس میں سے موضع حاجت پر اختصار ہو جاتا ہے، یا ہم کم الفاظ والی روایت کو منتخب کرتے ہیں، یا آتی ہے غریب روایت بعید جگہ سے، اور وہ روایت بھی وارد ہوتی ہے جس سے دور ہوا جاتا ہے جو کہ محتاج تاویل ہوتی ہے، پس ان میں سے ہے جو قرآن کے موافق ہو، اور ان میں سے ہے جسے خلق کثیر نے روایت کیا ہو حتیٰ کہ وہ ضروری علم بن گئی ہو اور اس نے ان پر عمل کو لازم کر دیا ہو، اور ان میں سے وہ ہے جس کے آثار بچے ہیں رؤیت کے لحاظ سے یا سماعت کے لحاظ سے، اور ان میں سے وہ ہے جس کو بیان کیا ہے بڑے شعراء اور کم درجہ کے شعراء نے اس کے عام ہونے کی وجہ سے، پس ظاہر ہوا مناقب اہل البیت علیہم السلام ان کے موافقین کے اجماع سے، اور ان کا اجماع حجت ہوتا ہے جیسا کہ کئی جگہوں پر ذکر کیا گیا ہے، اور یہ مشہور ہوا ان کے مخالفین کی زبانوں پر اضطراری حالت میں، اور وہ انکار کرنے کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ اللہ عزوجل نے اسے ان کے رواۃ سے بلوایا ہے اور ان کے ثقات کے مونہوں پر جاری کیا ہے اور اس کے ساتھ شیعہ کا تواتر بھی ہے اور یہ امر خارق العادت (معجزہ) ہے، اور نصیحت ہے صاحب ذکر کے لیے، شیعہ اس کے موافق ہوئے جو کچھ آسانی کرنے والوں نے نقل کیا ہے، اور نواصب مایوس اور مغلوب ہوئے اس سے جو کچھ انہوں نے اٹھایا، کیونکہ اس (شیعہ) فرقے نے وہ کچھ نقل کیا ہے جو ان کے دین میں ان کے لیے دلیل ہے اور جو کچھ انہوں نے اٹھایا ہے وہ ان کے بدلے ان کے مخالف کے لیے دلیل ہے، یہ کافی ہے اس کے لیے جو اپنے کان لگائے اور وہ حاضر ہو، اور یہ تو بیشک ایک واضح مصیبت ہے! اور نصیحت لینے والوں کے لیے تذکرہ ہے اور عالمین کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لطف و کرم ہے۔

یہ آخر ہے اس کا جو ہم نے مناقب سے نقل کیا، اور ہم ذکر کررہے ہیں اسے جو ہم نے تفسیر امام عسکری صلوات اللہ علیہ کی ابتداء میں پایا ہے: کہا شیخ ابوالفضل شاذان بن جبرئیل بن اسماعیل قمی - اللہ ان کی تائید کو دوام بخشے - نے: ہم سے حدیث بیان کی سید محمد بن شراہتک حسنی جرجانی نے، وہ سید ابی جعفر مہتدی بن حارث حسینی مرعشی سے، وہ شیخ صدوق ابی عبداللہ جعفر بن محمد دوریستی سے، وہ اپنے والد سے، وہ شیخ فقیہ ابوجعفر محمد بن علی ابن بابویہ قمی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے کہا: ہم کو خبر دی ابوالحسن محمد بن قاسم استر آبادی خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے، کہا: مجھے حدیث بیان کی ابویعقوب یوسف بن محمد بن زیاد اور ابوالحسن علی بن محمد بن سیار نے - اور وہ دونوں شیعہ امامیہ میں سے تھے - دونوں نے کہا: ہم دونوں کے والد امامی تھے، جبکہ استر آباد میں زیدیہ غالب تھے، اور وہ زیدیہ کے امام حسن بن زید علوی کی زیر امارت تھے جس کا لقب ''داعی الی الحق'' تھا، وہ ان کی بہت زیادہ سنتا تھا اور ان کی چغلی کھانے پر لوگوں کو قتل کردیتا تھا، پس ہم اپنے اہل وعیال سمیت حضرت امام حسن بن علی بن محمد ابی القائم علیہم السلام کی طرف نکل پڑے، پھر ہم نے اپنے عیالات کو بعض مسافر خانوں میں اتارا اور پھر ہم نے حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام کے پاس داخلے کی اجازت طلب کی، پس جیسے ہی امام علیہ السلام نے ہم کو دیکھا تو فرمایا: خوش آمدید ہو ہماری پناہ میں آنے والوں کو! اور ہماری طرف پناہ لینے والوں کو! اللہ عزوجل نے تمہاری کوشش کو قبول کیا ہے اور تم دونوں کو دہشت سے امن بخشا ہے اور اس نے تمہارے دشمنوں سے تمہاری کفایت کی ہے، پس تم دونوں اپنے نفوس اور اموال کے متعلق امن سے واپس لوٹ جاؤ۔ پس ہم نے امام علیہ السلام کے ہم سے یہ فرمانے پر تعجب کیا بمع اس کے کہ ہمیں ان کے قول کی سچائی میں شک نہ تھا، پس ہم نے عرض کیا: آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں اے امام! کہ ہم ایسا کریں کہ وہاں پہنچ جائیں؟ اور ہم اس شہر میں کیسے داخل ہوں جس سے ہم فرار کر آئے ہیں؟ اور شہر کے سلطان کو ہماری طلب میں جلدی ہے اور اس کی ہم کو شدید دھمکی ہے؟ تو امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تم دونوں میرے پاس اپنے ان بیٹوں کو چھوڑ جاؤ تا کہ میں ان دونوں کو وہ علم دوں جس کے ذریعے اللہ عزوجل ان کو شرف بخشے گا، پھر تم دونوں چغل خوروں اور جس کو چغلی کی گئی ہے کی دھمکی کی بلکل پرواہ نہ کرنا کیونکہ اللہ عزوجل ان کو ہلاک کردے گا اور اللہ عزوجل ان کو ایسا مجبور کردے گا کہ جس شخص سے تم بھاگ آئے ہو اسی کے دربار میں وہ لوگ تمہیں سفارشی بنا کر پیش کریں گے! ابویعقوب اور ابویوسف کہتے ہیں: پس ان دونوں نے حکم کی فرمانبرداری کی اور نکل پڑے اور ہم دونوں کو وہیں چھوڑ گئے، پس ہم امام علیہ السلام کے پاس آتے جاتے تھے تو وہ ہم سے ایسی نیک روئی سے ملتے تھے جیسے آباء اور قریبی رشتے دار ملتے ہیں، تو امام علیہ السلام نے ایک دن ہم سے ارشاد فرمایا: جب تم دونوں کے پاس اللہ عزوجل کے تمہارے آباء کی کفایت کرنے اور ان کے دشمنوں کے رسوا ہونے اور میرے ان دونوں سے کیے ہوئے وعدے کے سچ ہونے کی خبر

پہنچے تو میں نے اللہ عزوجل کے شکرانے کے طور پر یہ طے کیا ہے کہ تم دونوں کو ایک تفسیر قرآن سے مستفید کروں جو مشتمل ہو آل محمد علیہم السلام کی بعض احادیث پر تاکہ اس کے ذریعے تمہاری شان بلند ہو۔ انہوں نے کہا: پس ہم خوش ہوئے اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ خدا! پھر کیا ہم تمام علومِ قرآنیہ اور ان کے معانی حاصل کرلیں گے؟ تو امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بلکل نہیں! بیشک جو علم میں تم دونوں کو دینے کا ارادہ رکھتا ہوں وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی کو تعلیم فرمایا تھا، تو وہ اس پر خوش ہو گیا اور اس نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ خدا! میں نے تو قرآن کا کل علم جمع کر لیا! تو امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تم نے خیر کثیر جمع کیا ہے! اور تمہیں وسیع فضل عطا ہوا ہے، لیکن یہ اس کے باوجود علوم قرآن کے قلیل اجزاء میں سے بھی قلیل علم ہے! اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے "کہہ دیجیے! اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لیے سیاہی ہوتا تو سمندر ختم ہو جاتا میرے رب کے کلمات پورے ہونے سے پہلے اگرچہ ہم اسی کے جتنی سیاہی اور لاتے۔ (کہف:۱۰۹)۔" اور ارشاد فرماتا ہے "اور اگر زمین میں موجود درخت قلم ہوتے اور سمندر اس کی سیاہی ہوتا اور بعد میں مزید سات سمندر، تو بھی اللہ کے کلمات ختم نہ ہوتے۔" (لقمان:۲۷)۔" اور قرآن کا علم اور اس کے معانی ہیں اور جو عجائبات اس میں رکھے گئے ہیں، تو تم کتنی مقدار دیکھتے ہو جو تم نے اس تمام میں سے اخذ کی ہے؟ لیکن تم نے جو مقدار اخذ کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے سے تمہیں فضیلت عطا کی ہے ہر اس شخص پر جو تمہارے علم جیسا علم نہیں رکھتا اور تمہارے فہم جیسا فہم نہیں رکھتا! دونوں نے کہا: پس امام علیہ السلام کی خدمت سے اٹھے ہی تھے کہ ہمارے پاس ہمارے آباء کی طرف سے ایک خادم قاصد آ پہنچا ایک خط کے ساتھ، جس میں ذکر تھا کہ: حسن بن زید علوی نے ان زیدیہ کی چغل خوری پر ایک شخص کو قتل کر دیا اور اس کا مال لے لیا، پھر اس کے پاس گرد ونواح کے علاقوں سے تحاریر آئیں جو زیدیہ کے خطوط پر مشتمل تھیں، ان میں اس کو شدید ملامت اور عظیم زجر و توبیخ کی گئی تھی اور ذکر تھا کہ وہ مقتول شخص زمین پر موجود افضل ترین زیدی تھا! اور چغل خوروں نے اس کا قصد اس کی فضیلت اور ثروت کی وجہ سے کیا تھا، تو اس نے ان کا شکریہ ادا کیا اور چغل خوروں کے ناک اور ان کے کان کاٹنے کا حکم صادر کیا، تو ان میں سے بعض کا اسی طرح مثلہ کیا گیا اور بعض بھاگ گئے، اور علوی نادم ہوا اور اس نے استغفار کیا اور اس نے بڑی رقمیں صدقہ کیں بعد اس کے کہ اس نے مذکورہ مقتول کے اموال اس کے ورثاء کو واپس کیے اور ان پر ان کے مقتول کی دیت کو بہت زیادہ کر کے ادا کیا اور ان سے خون معاف کرنے کو کہا، تو ان لوگوں نے کہا: جہاں تک دیت کا تعلق ہے تو ہم نے اس میں سے تم پر حلال کیا لیکن جہاں تک تعلق خون کا ہے تو وہ ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے، وہ تو صرف مقتول کے ہاتھ میں ہے، اور اللہ عزوجل بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور اس علوی نے نذر مانی کہ وہ لوگوں سے ان کے مذاہب پر اعتراض نہیں کرے گا۔ اور ان دونوں کے آباء

کے خط میں تھا کہ: داعی حسن بن زید نے ہماری طرف اپنے ثقات میں سے ایک شخص کو اپنے خط اور اپنے مہر شدہ امان نامے کے ساتھ بھیجا، اور اس نے ہمارے اموال واپس کرنے کی ضمانت دی اور ہمیں اس کی وجہ سے جو نقصان ہوا اس کے جبران کی ضمانت دی، پس ہم شہر کی طرف پلٹ رہے ہیں اس وعدے کے پورے ہونے کی طلب میں جو ہم سے کیا گیا تھا، تو امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے۔ پھر جب دسواں دن ہوا تو ہمارے پاس ہمارے آباء کی طرف سے خط آیا کہ داعی نے ہم سے کیے ہوئے تمام وعدے نبھا دیے ہیں اور انہوں نے ہم کو عظیم برکت والے، وعدے کے سچے امام علیہ السلام کے ساتھ وابستہ رہنے کا حکم دیا، پس جب یہ سب امام علیہ السلام نے سنا تو ارشاد فرمایا: یہ اس وعدے کے نبھانے کا وقت ہے جو میں نے تم دونوں سے تفسیر قرآن کے متعلق کیا تھا، پس میں نے اس میں سے تمہارے لیے ہر دن کچھ مقدار مقرر کی ہے جو تم لکھو گے، پس تم دونوں مجھ سے لازم ہو جاؤ اور میرے لیے پابند ہو جاؤ، اللہ عزوجل تمہارے لیے سعادت کے نصیبوں کو وافر کر دے گا۔ میں (مجلسی) کہتا ہوں کہ: بعض نسخوں میں سند کی شروعات اس طرح ہے: کہا محمد بن علی بن محمد بن جعفر بن دقاق نے کہ مجھ سے حدیث بیان کی شیخان فقیہان ابوالحسن محمد بن احمد بن علی بن حسن ابن شاذان اور ابو محمد جعفر بن احمد بن علی قمی رحمۃ اللہ علیہما نے، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی شیخ فقیہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے۔۔۔۔ تا آخر جیسا گذر چکا۔

اور صدوق نے کتاب اکمال الدین میں کہا: شیخ فقیہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ ابن بابویہ قمی نے کہا جو اس کتاب کے مصنف ہیں (اللہ ان کی اعانت فرمائے اپنی اطاعت پر) کہ: جس چیز نے مجھے میری اس کتاب کو تالیف کرنے کی دعوت دی وہ یہ تھی کہ جب میں حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی زیارت کے مقصد سے فارغ ہوا تو میں نیشاپور لوٹ آیا اور میں نے اپنے پاس آنے والے اکثر شیعہ کو پایا کہ ان کو غیبت نے سرگردان کر دیا ہے اور امر قائم علیہ السلام کے متعلق ان میں شک وشبہہ داخل ہو گیا ہے اور وہ تسلیم کرنے کے راستے سے آراء اور قیاسات کی طرف پھر چکے ہیں، تو میں نے اپنی پوری کوشش صرف کر دی ان کو حق کی ہدایت دینے میں اور ان کو صواب کی طرف پلٹانے میں، ان احادیث کے ذریعے جو نبی اکرمؐ اور آئمہ علیہم السلام کی طرف سے وارد ہوئی ہیں، حتیٰ کہ ہمارے پاس قم شہر میں بخارا سے ایک بزرگ تشریف لائے جو کہ اہل فضل اور اہل علم اور اہل عقل افراد میں سے تھے، میں طویل مدت سے ان کی ملاقات کا خواہش مند تھا اور ان کے مشاہدے کا مشتاق تھا، ان کے دین اور پختہ رائے اور استقامت طریق کی وجہ سے، اور وہ ہیں شیخ الدین ابو سعید محمد بن حسن بن علی بن محمد بن احمد بن علی ابن صلت قمی، اللہ ان کی توفیق کو دوام بخشے۔ اور میرے والد ان کے جد محمد بن احمد بن علی ابن صلت قدس اللہ روحہٗ سے روایت کرتے تھے، اور ان کے علم اور فضل اور زہد وعبادت کی تعریف

کرتے تھے، اور احمد بن محمد بن عیسیٰ اپنے فضل و جلال میں ابو طالب عبد اللہ ابن صلت قمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے، اور وہ باقی رہے حتیٰ کہ ان سے محمد بن حسن صفار نے ملاقات کی اور ان سے روایت کی، تو جب اللہ عزوجل (اس کا ذکر بلند ہے) نے مجھے اس شیخ سے ملایا جو کہ اس بلند مرتبہ گھرانے کے فرد ہیں تو میں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اس سے میری ملاقات کو آسان بنانے پر اور اس نے جو مجھ پر کرم کیا اس کی بھائی چارگی سے اور اس نے جو مجھے عطا کیا اس کی محبت اور خلوص سے، تو ایک دن وہ میرے ساتھ گفتگو کر رہے تھے کہ انہوں نے ایک شخص جو کہ ان سے بخارا میں ملا تھا اور کبار فلاسفہ اور متکلمین میں سے تھا، کا کلام میرے لیے ذکر کیا امام قائم علیہ السلام کے متعلق، جس نے انہیں حیرت زدہ کر دیا تھا اور اس نے ان کو امام علیہ السلام کے امر میں شک میں ڈال دیا تھا ان کی طویل غیبت اور ان کی اخبار کے منقطع ہونے کے متعلق، تو میں نے ان کے لیے امام علیہ السلام کے ہونے کے اثبات میں کچھ خاص کلام ذکر کیا اور میں نے ان کے لیے احادیث روایت کیں نبی اکرمؐ اور آئمہ علیہم السلام سے، تو ان کے نفس کو اس پر تسکین حاصل ہوئی اور ان کے دل میں داخل ہو چکا شک و ارتیاب و شبہہ زائل ہو گیا، اور جو کچھ انہوں نے احادیث صحیحہ میں سے سنا اس پر انہوں نے سمع و طاعت اور قبول و تسلیم کا مظاہرہ کیا، اور انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ میں اس موضوع پر ایک کتاب لکھوں، تو میں نے ان کی درخواست پر لبیک کہا اور ان سے جمع کرنے کا وعدہ کیا کہ جو وہ چاہتے ہیں جب اللہ عزوجل مجھے میرے وطن اور قرارگاہ "رے" کی طرف پلٹنے کو آسان بنائے گا۔ پس میں ایک رات اپنے چھوڑے ہوئے اہل و عیال اور اولاد و اخوان اور نعمات کی فکر میں لگا ہوا تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا، تو میں نے دیکھا کہ جیسے میں مکہ میں ہوں بیت اللہ الحرام کا طواف کر رہا ہوں، اور میں ساتویں طواف میں تھا حجر اسود کے پاس اور اس کا استلام کر رہا تھا اور اس کو بوسہ دے رہا تھا، اور میں کہہ رہا تھا: میں نے اپنی امانت ادا کر دی اور اپنے عہد کو وفاء کر دیا تاکہ تم میری وفائی کی گواہی دو! تو میں نے دیکھا کہ ہمارے سردار امام قائم صاحب الزمان صلوات اللہ علیہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہیں، تو میں مشغول قلب اور بکھری سوچ کے ساتھ ان کے قریب گیا، تو امام علیہ السلام کو میری دلی کیفیت معلوم ہو گئی کہ انہوں نے میرے چہرے سے اسے بھانپ لیا، تو میں نے ان پر سلام کیا تو آپ نے جوابِ سلام دیا اور پھر مجھ سے ارشاد فرمایا: تم کیوں غیبت کے موضوع پر ایسی کتاب تصنیف نہیں کرتے جو تمہاری کفایت کرے جس کا تم ارادہ رکھتے ہو؟ تو میں نے ان سے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ خدا! میں نے غیبت کے موضوع پر بہت کتابیں لکھی ہیں۔ تو امام صلوات اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اس طریقے پر تصنیف کرنے کا حکم نہیں دے رہا، لیکن تم اب غیبت پر ایسی کتاب لکھو اور اس میں انبیاء علیہم السلام کی غیبتوں کا ذکر کرو۔ پھر امام علیہ السلام چلے گئے تو میں اٹھتے ہی گھبراہٹ میں دعاء، گریہ، غم و شکوہ میں لگ گیا تا طلوع فجر، پس جب

صبح ہوگئی تو میں نے اس کتاب کی تالیف شروع کردی ولی اللہ اور حجۃ اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے، اور اللہ عزوجل سے مدد طلب کرتے ہوئے اور اس پر توکل کرتے ہوئے اور کمی کوتاہی سے مغفرت طلب کرتے ہوئے، اور میری توفیق صرف اللہ کی طرف سے ہے اور اسی پر توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف لوٹتا ہوں۔

اور کہا احمد بن علی طبرسی نے احتجاج میں: اور جو اخبار ہم لائے ہیں ان میں سے اکثر کو سند کے ساتھ نہیں لائے ہیں، یا تو ان پر اجماع کے موجود ہونے کی وجہ سے، یا پھر دلالتِ عقول کی موافقت کی وجہ سے، یا پھر سیر اور کتبِ مخالف وموافق میں مشہور ہونے کی وجہ سے، سوائے اس کے جو میں نے امام ابومحمد حسن بن علی عسکری علیہ السلام سے لایا ہے، کیونکہ وہ اپنے سوا کی حد تک مشہور نہیں ہے، اگرچہ وہ ایسے ہی مواد پر مشتمل ہے جس کو ہم نے مقدم کیا ہے، پس اسی وجہ سے ہم نے ان کی پہلی حدیث میں اسناد ذکر کی ہیں نا کہ سب میں، کیونکہ جو کچھ میں نے ان (امام عسکری علیہ السّلام) سے روایت کیا ہے وہ میں نے ایک سند سے روایت کیا ہے ان جملہ احادیث میں سے جو انہوں نے اپنی تفسیر میں ذکر کی ہیں۔ پھر انہوں نے کہا: اس کی حدیث مجھے بتائی عالم عابد عادل ابوجعفر مہدی بن عابد ابی الحرب حسینی مرعشی رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی شیخ صدوق ابوعبداللہ جعفر بن محمد بن احمد دوریستی رحمۃ اللہ علیہ نے، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد محمد بن احمد نے، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی شیخ سعید ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی نے، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی ابوالحسن محمد بن قاسم استرآبادی مفسر نے، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی ابویعقوب یوسف بن محمد بن زیاد اور ابوالحسن علی بن محمد بن سیار نے - اور وہ دونوں شیعہ امامیہ میں سے تھے - وہ دونوں اپنے اپنے والد سے، ان دونوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی حضرت امام ابومحمد حسن بن علی عسکری علیہ السلام نے۔

اور کہا شیخ ابن قولویہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کامل الزیارات کی ابتداء میں: اور میں نے اس (کتاب) کو آئمہ علیہم السلام سے جمع کیا ہے اور اس میں میں نے اس حدیث کا اخراج نہیں کیا جو ان کے غیر سے ہو، کیونکہ ہم نے جو ان کی احادیث میں سے روایت کیا ہے وہ کفایت کرتا ہے ان کے غیر کی حدیث سے، اور ہمیں معلوم ہے کہ ہم ان تمام روایات کا احاطہ نہیں کر سکتے جو اس معنیٰ میں یا دیگر موضوعات پر ان سے مروی ہیں، لیکن جو کچھ ہمارے لیے ہمارے ثقہ اصحاب، خدا ان پر رحم کرے، کی سند سے واقع ہوا ہے، میں نے صرف اسی کا ترجمہ (احاطہ) کیا ہے اور میں نے اس میں کوئی ایسی حدیث بیان نہیں کی جو شذاذ (منحرف) لوگوں کی سند سے روایت کی گئی ہو جو لوگ روایت کرنے میں معروفین اور حدیث وعلم میں مشہورین کے غیر ہوں۔

اور میں نے کتاب عیون اخبار الرضا علیہ السلام کے ایک قدیم نسخے کی ابتداء میں یوں پایا ہے: مجھ سے

حدیث بیان کی میرے والد شیخ مؤتمن ابوالحسین علی بن ابی طالب بن محمد بن ابی طالب تمیمی مجاور نے، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی سید اوحد فقیہ عالم عزالدین شرف السادۃ ابومحمد شرف شاہ بن ابوالفتوح محمد بن حسین بن زیاد علوی حسینی افطسی نیشاپوری نے - اللہ ان کی توفیق کو دوام بخشے - سن 573 ہجری میں مولانا امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب علیہما السلام کے مزار میں اس کی مجاورت کرتے ہوئے، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی شیخ فقیہ عالم ابوالحسن علی بن عبدالصمد تمیمی رضی اللہ عنہ نے نیشاپور میں اپنے گھر میں سن 541 ہجری کے مہینوں میں، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی سید امام زاہد ابوالبرکات خوزی رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی شیخ امام عالم اوحد ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ ابن بابویہ قمی فقیہ اس کتاب کے مصنف نے، رضی اللہ عنہ۔

اور ہم ذکر کرتے ہیں جو ہم نے کتاب سلیم بن قیس کے افتتاح میں پایا ہے اور وہ یہ ہے: مجھے خبر دی رئیس العفیف ابوالتقی ہبۃ اللہ بن نما بن علی بن حمدون رضی اللہ عنہ نے ان پر قرائت کرتے ہوئے حلۃ الجامعین میں ان کے گھر میں سن 565 ہجری کے جمادی الاول میں، انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی شیخ امین عالم ابوعبداللہ حسین بن احمد بن طحال مقدادی مجاور نے ان پر قرائت کرتے ہوئے مولانا امیرالمؤمنین صلوات اللہ علیہ کے مزار میں سن 520 ہجری میں، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی شیخ مفید ابوعلی حسن بن محمد طوسی رضی اللہ عنہ نے رجب سن 490 ہجری میں۔ اور مجھے خبر دی شیخ فقیہ ابوعبداللہ حسن بن ہبۃ اللہ بن رطبہ نے، وہ شیخ مفید ابوعلی سے، وہ اپنے والد سے جو میں نے ان سے سنا، ان پر قرائت کرتے ہوئے ہمارے مولا سبط شہید ابی عبداللہ حسین ابن علی صلوات اللہ علیہ کے مزار میں، محرم سن 560 ہجری میں۔ اور مجھے خبر دی شیخ مقری ابوعبداللہ محمد بن الکال نے، وہ شریف جلیل نظام الشرف ابوالحسن عریضی سے، وہ ابن شہریار خازن سے، وہ شیخ ابی جعفر طوسی سے۔ اور مجھے خبر دی شیخ فقیہ ابوعبداللہ محمد بن علی ابن شہرآشوب نے ان پر قرائت کرتے ہوئے حلۃ الجامعین میں سن 567 ہجری کے مہینوں میں، وہ اپنے جد شہرآشوب سے، وہ شیخ سعید ابوجعفر محمد بن حسن طوسی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ابن ابی جید نے، وہ محمد بن حسن بن احمد بن ولید اور محمد بن ابی القاسم ملقب بہ ماجیلویہ سے، عہ محمد بن علی صیرفی سے، وہ حماد بن عیسیٰؒ سے، وہ ابان بن ابی عیاش سے، وہ سلیم بن قیس ہلالی سے۔ اور شیخ ابوجعفر (طوسی) نے کہا: اور ہم کو خبر دی ابوعبداللہ حسین بن عبداللہ غضائری نے، انہوں نے کہا: ہم کو خبر دی ابومحمد ہارون بن موسیٰ بن احمد تلعکبری رحمۃ اللہ علیہ نے، انہوں نے کہا: ہم کو خبر دی علی بن ہمام بن سہیل نے، انہوں نے کہا: ہم کو خبر دی عبداللہ بن جعفر حمیری نے، وہ یعقوب بن یزید اور محمد بن حسین بن ابی الخطاب اور احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، وہ محمد بن ابی عمیر سے، وہ عمر بن اذینہ سے، وہ ابان بن ابی

عیاش سے، وہ سلیم بن قیس ہلالی سے۔کہا عمر ابن اذینہ نے: مجھے ابن ابی عیاش نے بلایا اور مجھ سے کہا: میں نے کل رات خواب دیکھا ہے، اور میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور جلد ہی مرنے والا ہوں، پس صبح کو میں نے تمہیں دیکھا تو خوشی ہوئی، میں نے رات سلیم بن قیس ہلالی کو دیکھا! اس نے مجھ سے کہا: اے ابان! تم انہی دنوں مرنے والے ہو! میری امانت کے متعلق اللہ سے ڈرنا اور اسے ضائع مت کرنا اور مجھ سے کی ہوئی اس کو چھپانے کی ضمانت نبھانا اور اسے مت سونپنا مگر ایسے شخص کو جو علی بن ابی طالب علیہما السلام کے شیعوں میں سے ہو اور دیندار اور شریف ہو۔ پھر جب صبح کو میں نے تمہیں دیکھا تو میں تمہاری رؤیت سے خوش ہوا اور ذکر کیا سلیم بن قیس کے خواب کو۔ جب حجاج عراق آیا تو اس نے سلیم بن قیس کے متعلق پوچھا تو سلیم اس سے فرار کر گئے، اور چھپتے ہوئے ہمارے پاس نوبندجان میں وارد ہوئے، اور ہمارے ساتھ ہمارے گھر میں ٹھہرے، تو میں نے ان سے زیادہ جلیل نفس والا اور ان سے زیادہ جدوجہد کرنے والا اور شہوات سے ان سے زیادہ طویل بغض رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا، اور میں اس وقت چودہ سال کا تھا قرآن کی قرائت سیکھتا تھا، اور میں اس سے سوال کرتا تھا تو وہ مجھے اہل بدر سے احادیث سناتا تھا، تو میں نے اس سے کثیر احادیث سنی عمر بن ابی سلمہ۔ زوجہ رسولؐ ام سلمہ کے بیٹے۔ اور معاذ بن جبل اور سلمان فارسی اور مولا علی علیہ السلام اور ابوذر اور مقداد اور عمار اور براء ابن عازب کے حوالے سے، پھر اس نے ان کو میرے سپرد کیا اور مجھ سے قسم نہیں لی۔ پس مجھے کچھ عرصہ ہی گذرا کہ اس کی وفات کا وقت آن پہنچا تو اس نے مجھے خلوت میں بلوایا اور کہا: اے ابان! میں تمہارے ساتھ رہا ہوں تو میں نے تم سے کچھ نہیں دیکھا مگر جو مجھے پسند ہو، اور بتحقیق میرے پاس کچھ کتب ہیں جن کو میں نے ثقات سے سنا ہے اور اپنے ہاتھ سے لکھا ہے، اس میں ایسی احادیث ہیں کہ میں نہیں چاہتا کہ وہ لوگوں کے لیے ظاہر ہوں کیونکہ لوگ ان کا انکار کر دیں گے اور ان کو بہت بڑا خیال کریں گے، جبکہ وہ حق ہیں جو میں نے اخذ کی ہیں اہل حق وفقہ وصدق وبر سے، جناب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ سے اور سلمان فارسی، ابی ذر غفاری اور مقداد بن اسود سے، اور ان میں کوئی حدیث نہیں ہے جو میں ان میں سے کسی ایک سے سنتا تھا مگر یہ کہ میں اسے دوسروں پر پیش کرتا تھا، حتیٰ وہ تمام اس پر اتفاق کرتے تھے، اور اس میں کچھ اشیاء ہیں جو میں نے بعد میں اہل حق سے سنی ہیں، اور جب میں بیمار ہوا تھا تو میں نے اسے جلا دینے کا ارادہ کیا تھا، پھر میں اس گناہ سے بچ گیا اور اس کو ترک کر دیا، تو پھر اگر تم مجھ سے اللہ عزوجل کا عہد و میثاق کرو کہ اس کتاب کی خبر کسی کو بھی نہیں دو گے جب تک تم زندہ ہو گے اور میری موت کے بعد اسے کسی آدمی سے بیان نہیں کرو گے مگر جس پر اعتماد کرو گے جیسے تمہیں اپنے آپ پر اعتماد ہے، اور اگر تمہارے ساتھ کوئی حادثہ پیش آجائے تو تم اسے ایسے شخص کے حوالے کرو گے جس پر تمہیں مکمل اعتماد ہوگا، جو مولا علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ کے شیعوں میں سے

ہوگا اور وہ دیندار اور شریف انسان ہوگا ؟ پس میں نے ان کو اس کی ضمانت دی تو انہوں نے کتاب میرے حوالے کی، اور مجھ پر تمام کتاب پڑھی، پھر جناب سلیم کچھ ہی عرصے میں انتقال کر گئے، اللہ ان پر رحمت فرمائے ،پس میں نے ان کے بعد کتاب کو دیکھا اور اس کو لازم کرلیا اور اسے عظیم اور سخت جانا کیونکہ اس میں تمام امت محمد ﷺ بمع مہاجرین وانصار اور تابعین کی ہلاکت کا بیان تھا سوائے مولا علی بن ابی طالب اور ان کے اہل البیت صلوات اللہ علیہم اور ان کے شیعہ کے، پھر میں بصرہ جانے کے بعد سب سے پہلے حسن بن ابی الحسن بصری سے ملا، اور وہ ان دنوں حجاج سے مخفی ہوا بیٹھا تھا اور حسن اس وقت مولا علی علیہ السلام کے افراط کرنے والے (زیادہ تیز اور سخت) شیعوں میں سے تھا، اور نادم و پشیمان تھا اس پر کہ وہ مولا علی علیہ السلام کی نصرت نہ کر سکا اور ان کے ساتھ مل کر جنگ جمل میں قتال نہ کر سکا، تو میں نے اس سے ابو خلیفہ حجاج بن ابی عتاب کے گھر کے مشرقی حصے میں خلوت میں ملاقات کی، پھر میں نے اس پر کتاب پیش کی تو وہ رونے لگا اور پھر اس نے کہا: اس کی حدیث میں کچھ نہیں ہے مگر حق! جس کو میں نے سنا ہے مولا علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ کے شیعوں میں سے ثقات اور دیگر افراد سے۔ ابان نے کہا: پھر میں اسی سال حج پر گیا تو میں حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے پاس جناب ابوطفیل عامر بن واثلہ صحابی رسولؐ موجود تھے اور وہ مولا علی علیہ السلام کے بہترین اصحاب میں سے تھے، اور ان کے یہاں میری ملاقات عمر بن ابی سلمہ زوجہ رسولؐ ام سلمہ کے فرزند سے ہوئی، تو میں نے ان پر کتاب پیش کی اور حضرت امام علی زین العابدین صلوات اللہ علیہ پر بھی پیش کی، اور میں تین دن مسلسل جمع ہوتا تھا پورا دن رات تک، اور آپ کے پاس عمر اور عامر دونوں صبح کو پہنچ جاتے تھے، پس میں نے تین دن ان کو یہ کتاب پڑھ کر سنائی تو آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: سلیم نے سچ کہا، اللہ اس پر رحمت فرمائے، یہ ساری ہماری حدیث ہے جس کو ہم پہچانتے ہیں، اور ابوطفیل اور عمر بن ابی سلمہ نے کہا: اس میں کوئی حدیث نہیں ہے مگر وہ میں نے سنی ہے مولا علی صلوات اللہ علیہ سے اور سلمان اور ابوذر اور مقداد سے۔ عمر بن اذینہ نے کہا: پس ابان نے کتب سلیم بن قیس ہلالی میرے سپرد کیں اور ابان کو ایک مہینہ ہی گذرا تھا کہ ان کی وفات ہوگئی۔ پس یہ وہ کتاب سلیم بن قیس عامری کا نسخہ ہے جو ابان بن ابی عیاش نے مجھے دیا تھا اور مجھ پر پڑھا تھا، اور ابان نے ذکر کیا کہ انہوں نے اسے حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام پر پڑھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: سلیم نے سچ کہا! یہ ہماری حدیث ہے جسے ہم پہچانتے ہیں۔ انتہیٰ۔

میں (مجلسی) کہتا ہوں: اور اس کا اتمام عنقریب کتاب الفتن میں آرہا ہے، اور ہم عنقریب پچیسویں جلد میں تمام کتب کے آغاز اور ان کی اسناد لائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور جب ہم فارغ ہوئے جس کے لانے کا ہم نے ارادہ کیا تھا کتاب کے مقدمے میں تو ہم اب ان کتب کی فہرست اور ان کی ترتیب ذکر کرتے

ہیں جس پر ہماری کتاب مشتمل ہے، پھر ہم ابواب میں مقاصد کو پیش کرنے کی شروعات کریں گے، اور نہیں ہے کوئی طاقت وقوت مگر اللہ عزوجل کی طرف سے، اور اسی پر توکل ہے اور اسی کی طرف رجوع ہے۔

کتب کی فہرست:

1 کتاب العقل و العلم و الجهل۔

2 کتاب التوحید۔

3 کتاب العدل و المعاد۔

4 کتاب الاحتجاجات و المناظرات و جوامع العلوم۔

5 کتاب قصص الأنبياء علیہم السلام۔

6 کتاب تاريخ نبينا و أحواله صلی الله علیه و آله۔

7 کتاب الإمامة و فيه جوامع أحوالهم علیہم السلام۔

8 کتاب الفتن و فيه ما جری بعد النبي صلی الله علیه و آله من غصب الخلافة و غزوات أمير المؤمنين علیہ السلام۔

9 کتاب تاريخ أمير المؤمنين صلوات الله عليه و فضائله و أحواله

10 کتاب تاريخ فاطمة و الحسن و الحسين صلوات الله عليهم و فضائلهم و معجزاتهم۔

11 کتاب تاريخ علي بن الحسين و محمد بن علي الباقر و جعفر بن محمد الصادق و موسی بن جعفر الكاظم صلوات الله عليهم و فضائلهم و معجزاتهم۔

12 کتاب تاريخ علي بن موسی الرضا و محمد بن علي الجواد و علي بن محمد الهادي و الحسن بن علي العسكري و أحوالهم و معجزاتهم صلوات الله عليهم۔

13 کتاب الغيبة و أحوال الحجة القائم صلوات الله عليه۔

14 کتاب السماء و العالم، اور یہ کتاب مشتمل ہے عرش، کرسی، افلاک، عناصر، موالید، ملائکہ، جن، انس، درندوں، پرندوں اور باقی حیوانات کے احوال پر، اور اس میں شکار اور ذبیحہ کے ابواب اور طب کے ابواب بھی ہیں۔

15 کتاب الإيمان و الكفر و مكارم الأخلاق۔

16 کتاب الآداب و السنن و الأوامر و النواهي و الكبائر و المعاصي، اور اسی میں حدود کے ابواب ہیں۔

17 کتاب الروضة، اور اس میں مواعظ، حکم اور خطبات ھیں۔

18 کتاب الطھارۃ و الصلاۃ۔

19 کتاب القرآن و الدعاء۔

20 کتاب الزکاۃ و الصوم، اور اس میں سال کے اعمال بھی مذکور ھیں۔

21 کتاب الحج۔

22 کتاب المزار۔

23 کتاب العقود و الإیقاعات۔

24 کتاب الأحکام۔

25 کتاب الإجازات، اور یہ آخری کتاب ہے جو ہماری کتب کی طرف ہماری اسانید اور طرق پر نیز علماء اعلام کی اجازات پر مشتمل ہے، رضوان اللہ علیہم اجمعین۔